مریم عزیز

وہ اک شخص

وہ دونوں بازو کھڑکی میں ٹکائے ہتھیلیوں پر چہرہ رکھے سامنے گھر کو دیکھنے کے ساتھ سوچنے میں مصروف تھی۔ اسے یہ گھر اور اس گھر میں رہنے والے لوگ بہت پسند تھے۔ اس کا اپنا زیادہ وقت بھی اسی گھر میں گزرتا تھا' لیکن وہ جتنا بھی یہاں رہ لیتی آخر اسے لوٹ کر یہیں آنا تھا جو اس کا گھر تھا۔ اسی سوچ کے ساتھ ہی اس کی مسکراہٹ سمٹ گئی اور وہ برا سامنہ بنا کر کھڑکی سے پیچھے ہٹ گئی۔

بیڈ پر پڑی کتابوں کو کھول کر وہ ایک بار پھر حساب کے ان سوالوں کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگی جو اس کی سمجھ سے باہر تھے۔ ابھی اسے کتابیں کھولے پندرہ منٹ بھی نہ گزرے تھے جب اسے ثمرہ کی تقریباً چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ اسے ہی بلا رہی تھی' وہ تیزی سے اٹھی اور بھاگنے کے انداز میں نیچے اتری۔

"میں کب سے آوازیں دے رہی ہوں۔" اسے دیکھتے ہی ثمرہ نے ناراضی سے اسے دیکھا۔

"میں ہوم ورک کر رہی تھی۔" وہ صوفے کی بیک پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے دیکھنے لگی جو ٹی وی دیکھنے کے ساتھ ناخن فائل کر رہی تھی۔

"ہوم ورک بعد میں کر لینا۔ پہلے کچھ پکا لو۔ ماما

مکمل ناول

اور پاپا آنے والے ہیں۔"

"میں.....؟" زہرہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

ثمرہ نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"کیوں تمہیں کیا ہے؟"

"آپی! مجھے کچھ بنانا نہیں آتا۔"

"بنانا نہیں آتا تو سیکھو بھئی' میٹرک کی اسٹوڈنٹ ہو' سوائے ادھر سے ادھر پھدکنے کے اور بھی کچھ آتا ہے تمہیں۔ وہ زینت بھی نہیں آئی۔" اس نے ان کے گھر کام کرنے والی عورت کا نام لیا۔ "ورنہ مجھے شوق نہیں تمہیں کہنے کا۔"

"تو آپی! آپ بنالیں۔" اس نے ڈرتے ڈرتے کہا اور وہی ہوا وہ ہتھے سے اکھڑ گئی۔

"بنا سکتی تو تمہارا احسان نہ لیتی، لیکن میں نے ابھی فیشل کے بعد اسٹیم لی ہے' چولہے کے آگے نہیں جاسکتی۔ تم نے نہیں بنانا نہ بناؤ۔ میں ماما کو بتادوں گی اور پاپا کو تو تم جانتی ہو۔"

وہ کندھے اچکا کر یوں بولی جیسے گھر میں کھانا پکانے کی ذمہ داری صرف اسی کی ہے۔ وہ کتنی دیر بے بسی کے عالم میں وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی جو اپنی بات مکمل کرنے کے بعد بے نیازی سے اپنا کام کرنے میں مصروف ہوگئی تھی

وہ خاموشی سے کچن میں آ گئی' فریج کھول کر دیکھا۔ اس میں کوئی سبزی موجود نہیں تھی۔ صرف انڈے تھے، لیکن خالی انڈوں کا وہ کیا کرتی۔ وہ روہانسی ہو کر کیبنٹ کی طرف مڑی۔ ایک طرف کھانے کی فکر، دوسری طرف اسے اپنا ہوم ورک مکمل کرنا تھا۔ کل مس شمشاد کی کلاس میں ٹیسٹ تھا اور ان کی سخت گیری تو پورے اسکول میں مشہور تھی۔ اس کا دل تو ویسے بھی کمزور تھا۔ کوئی اونچی آواز میں بولتا تو وہ ڈر جاتی۔ اس نے ایک ایک کر کے سارے ڈبے کھولے۔ مختلف دالیں تھیں۔ ایک ڈبے میں اسے مسور کی دال نظر آ گئی۔ اسے یہ ہی دال بنانی آتی تھی۔ اس نے جلدی سے آنسو صاف کر کے دال چڑھائی اور دوسرے چولہے پر چاولوں کا پانی رکھا تب ہی ثمرہ آ گئی۔

"کیا بنا رہی ہو؟"

"دال چاول......"

ثمرہ نے برا سا منہ بنایا۔ "تم کچھ اور نہیں بنا سکتیں، پتا بھی ہے تمہیں مجھے دال چاول پسند نہیں۔"

"مجھے صرف یہ ہی دال بنانی آتی ہے۔"

"تو شرم کرو، یہ ہی دال بنانی آتی ہے، کچھ گھر کے کاموں پر بھی توجہ دو، سارا دن تو عفرا کے گھر بیٹھی رہتی ہو۔" زہرہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

چاولوں کا پانی ابل رہا تھا۔ چاول ڈالنے کے بعد اس نے دال کو تڑکا لگایا۔ چاولوں سے پانی نکالنے کے لیے دیگچی اٹھائی تو دیگچی کو صحیح طرح نہ پکڑنے کی وجہ سے اس کا ہاتھ اچھا خاصا جل گیا۔ اس نے بجائے کوئی ٹیوب لگانے کے اپنا ہاتھ نل کے نیچے رکھ دیا' لیکن جلن کسی صورت کم نہیں ہو رہی تھی۔ وہ ثمرہ کو بتانے کے لیے باہر آئی تو وہ موبائل لے کر اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔ وہ روتی ہوئی اس کی پشت دیکھتی رہی اور پھر اپنے کمرے میں آ گئی۔ بیڈ پر اس کی کتابیں اور کاپیاں ایسی طرح بکھری تھیں' لیکن اسے اتنی تکلیف ہو رہی تھی کہ وہ کسی اور طرف دھیان لگا ہی نہیں پا رہی تھی۔ جب اس سے درد برداشت نہیں ہوا تو اس نے عفرا کے گھر کا نمبر ڈائل کیا' لیکن وہاں کوئی فون اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔ وہ کھڑکی کے قریب آ کر کھڑی ہوگئی۔ سامنے والے گھر میں مکمل سناٹا تھا۔ تب ہی اسے صفورہ کی گاڑی آتی دکھائی دی۔ وہ دوپٹا اچھی طرح ہاتھ پر لپیٹ کر چہرہ اچھی طرح صاف کر کے نیچے اتری۔ ابھی لاؤنج میں داخل ہوئی تھیں کہ ان کی نظر زہرہ پر پڑی اس کا رویا رویا سا چہرہ انہیں چونکا گیا۔ "تمہیں کیا ہوا ہے؟" وہ شولڈر بیگ صوفے پر رکھ کر اس کی طرف بڑھیں تو اس نے دوپٹا کھول کر سرخ ہاتھ ان کے آگے کیا۔

"او مائی گاڈ! یہ کیا ہوا۔" انہوں نے پریشانی سے

اس کا ہاتھ تھاما تو اس کی آنکھوں میں ایک بار پھر آنسو آ گئے۔ اس کے مسلسل رونے اور خاموشی پر وہ صوفے پر بیٹھ کر اکتائے ہوئے لہجے میں بولیں۔

"ایک تو پہلے سارا دن خوار ہو کر آؤ اور آتے ہی کسی نہ کسی کی روتی صورت دیکھنے کو ملتی ہے' اب بول بھی چکو زہرہ! پہلے ہی میرے سر میں بہت درد ہے۔"

"ہاتھ جل گیا ہے۔" وہ بمشکل بولی۔

"کیسے؟" وہ اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولیں۔

"چاول بناتے ہوئے۔"

"تمہیں کس نے کہا تھا کچن میں جا کر تجربے کرنے کو......"

"زینت آنٹی نہیں آئی تھیں تو آپی نے کہا۔ کچھ کھانے کو بنا لو۔"

اب کی بار صفورہ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور اٹھ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئیں۔ انہوں نے تیزی سے ہینڈل گھمایا۔

آہٹ پر فون پر بات کرتی ثمرہ نے ہڑبڑا کر موبائل بند کر دیا اور ماں کو دیکھ کر اس کی ہڑبڑاہٹ اکتاہٹ میں بدل گئی۔

"ماما! میرا خیال ہے' میں اتنی بڑی ہو گئی ہوں کہ آپ کو میری پرائیویسی کا خیال رکھنا چاہیے' کم از کم ناک ہی کر لیا کریں۔"

صفورہ نے ماتھے پر بل ڈال کر اس کے انداز دیکھے۔ "ایسا تم کیا کر رہی تھیں کہ مجھے تمہاری پرائیویسی کا خیال رکھنا چاہیے تھا اور اگر تمہیں اپنے بڑے ہونے کا اتنا ہی احساس ہے تو گھر کے کام کرنا بھی سیکھو۔ کھانا بنانا تمہارا کام تھا' نا کہ زہرہ کا۔ اس پر کیوں حکم چلاتی ہو' دیکھو جا کر اس نے اپنا ہاتھ جلا لیا ہے۔"

"افوہ ماما!" ثمرہ نے گود میں رکھا تکیہ بیڈ پر پٹخا اور بیڈ سے نیچے اتر آئی۔

"اتنی ننھی بچی بھی نہیں، سولہ سال کی ہو گئی ہے۔ چاول نہیں ابال سکتی۔"

"اور تم اس سے چار سال بڑی ہو۔ تم نہیں چاول ابال سکتیں۔"

"پلیز ماما! میں بحث نہیں کرنا چاہتی، میری پڑھائی بہت ٹف ہے، میں پوزیشن ہولڈر ہوں۔ میں پڑھائی کے علاوہ کسی اور چیز پر کانسنٹریٹ نہیں کر سکتی، جبکہ آپ کی وہ ننھی بچی ایوریج اسٹوڈنٹ ہے۔ پڑھائی کے علاوہ اسے سو کام ہوتے ہیں' خاص طور پر سامنے والے گھر میں وقت گزارنا۔ وہاں بڑی خوش رہتی ہے۔"

گھر آتے ہی اس کی شکل پر پھٹکار برسنے لگتی ہے۔ ذرا سا کام کیا کرنے کو کہہ دیا۔ اس نے شکایتوں کے انبار لگا دیے۔" وہ غصے سے بولنے لگی۔ صفورہ نے ہونٹ بھینچ کر خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔

"جس کے بارے میں تم یوں جلی کٹی سنا رہی ہو، وہ تمہاری سگی بہن ہے۔ بہنوں میں تو اتنا اتفاق ہوتا ہے اور تم اس سے سوکنوں کی طرح مقابلہ کرتی ہو۔"

"ماما! مجھے اپنی اسائنمنٹ مکمل کرنی ہے۔ وہ اپنی رائٹنگ ٹیبل سے فائل اٹھاتے ہوئے بولی، جس کا مطلب تھا آپ جا سکتی ہیں۔" آئندہ خود کام کر سکتی ہو تو کرو۔ زہرہ کو کہنے کی ضرورت نہیں۔" یہ کہہ کر وہ رکی نہیں۔

"ہونہہ......" ثمرہ نے غصے سے ہنکارا بھرا۔

"اس بی جمالو کو تو میں دیکھ لوں گی۔ کیسے شکایتیں لگاتی ہے۔ شکل دیکھو تو معصومیت سے دس لوگوں کو دھوکا دے جائے اور ماما نے اس کی وجہ سے مجھے ڈانٹا۔" ثمرہ کو کسی طور پر یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی۔

☆☆☆

"یہ کیا ہے؟" وقار نے ڈونگے کا ڈھکن اٹھا کر پہلے اندر جھانکا اور پھر چمچے سے شوربے میں تیرتے مسور کے دانوں کو دیکھا۔

"تمہیں کیا نظر آ رہا ہے؟" ان کے برعکس صفورہ بڑے اطمینان سے اپنی پلیٹ میں چاول نما ملغوبہ ڈال رہی تھیں۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اسی لیے تو پوچھ رہا ہوں۔ زینت نے کیا کوئی نئی ڈش ٹرائی کی ہے۔'' ان کے الفاظ کے برعکس ان کی آنکھوں سے غصہ جھلک رہا تھا۔

''زینت آج نہیں آئی۔'' انہوں نے اب چاولوں پر وہ شوربہ نما دال ڈال کر کھانا شروع کر دیا تھا۔

''تو یہ......'' وقار نے اب بھی پلیٹ میں کچھ نہیں ڈالا تھا۔

''یہ زہرہ نے بنائے ہیں۔''

''زہرہ نے......'' وہ حیران ہو کر بولے۔

''ثمرہ کہاں تھی، وہ بناتی۔''

''اس کو کچھ بنانا نہیں آتا۔'' وہ کھاتے ہوئے بولیں۔

''ظاہری بات ہے جیسی ماں ویسی بیٹی۔ تمہیں کچھ بنانا آتا ہوتا تو انہیں سکھاتی نا ساری عمر گزر گئی۔ باہر کا اور نوکروں کے ہاتھ کا کھاتے ہوئے۔ مجھے تو یاد نہیں پڑتا، کبھی تم نے کچھ بنایا ہو، بے چاری اماں مرحومہ بھی یہی خواہش لیے دنیا سے گزر گئیں۔''

صفورہ کا پلیٹ میں چلتا چمچہ رک گیا۔ انہوں نے ایک جلتی نظر سامنے بیٹھے اپنے بے حس شوہر پر ڈالی۔

''اور ساری عمر ہو گئی مجھے مشین کی طرح کام کرتے ہوئے، جب سے تم سے شادی کی ہے، ایک دن بھی سکون کا سانس نصیب نہیں ہوا۔ پہلے تمہاری اماں مرحومہ نے زندگی کا دائرہ تنگ کر رکھا تھا اور اب تم ان کی کمی پوری کر رہے ہو اور یہ جو تم ہوٹلوں اور نوکروں کے کھانوں کی بات کر رہے ہو۔ شکر کرو یہ بھی ملتے ہیں، تو کس کی وجہ سے...... میری وجہ سے، میں اگر صبح سے شام تک کام نہ کروں تو تم لوگ یوں عیش نہیں کر سکتے۔ تم نے آج تک کیا کیا ہے سوائے باتیں کرنے اور طنز کرنے کے، اپنی اماں مرحومہ کی طرح۔'' وہ جو اتنی دیر سے اتنے تحمل کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔ صبر کا دامن چھوٹ گیا تھا۔

''اپنی زبان کو لگام دو صفورہ!'' وقار نے غصے سے پلیٹ کو پیچھے دھکیلا۔

''ختم ہو گئیں باتیں یا کچھ اور بے ... جن بیٹیوں کی بات کر رہے ہو۔ وہ تمہاری بھی ... میں ایسا کرتی ہوں، جاب چھوڑ دیتی ہوں اور ... کر ان کی کوکنگ پر دھیان دیتی ہوں۔ تم ... ڈھونڈ لو اور ہر مہینے ساٹھ، ستر ہزار میرے ہاتھ پر ... دیا کرو، میں اپنی زبان کو لگام دے دوں گی۔''

''تمہیں بڑا مان ہے اپنے کمانے کا۔'' وہ دانت پیس کر بولے۔

''کیوں نہیں ہونا چاہیے؟'' جواباً وہ ابرو اچکا کر بولیں...... تو وہ صبر کا کڑوا گھونٹ پی کر رہ گئے۔

''زندگی عذاب ہو گئی ہے، تم جیسی بدزبان عورت سے شادی کر کے۔''

''تو کر لینی تھی نا اپنی اس گنوار کزن سے شادی، جس سے شادی کروانے کی خواہش دل میں لیے تمہاری اماں مرحومہ چل بسیں۔'' وہ طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے بولیں۔

''ہاں کر لیتا...... اگر تم پر نظر نہ پڑی ہوتی۔ شکل دیکھ کر یہ تو پتا نہیں چلتا کہ منہ کے اندر کتنی گز بھر لمبی زبان ہے۔''

''اور واقعی شکل کے ساتھ میٹھی زبان دیکھ کر یہ پتا نہیں چلتا۔ یہ زبان کتنا زہر اگل سکتی ہے۔'' جواباً وہ...... وہ بھی دو بدو بولیں۔

''میں بحث نہیں کر سکتا تم سے......'' وہ ہار مانتے ہوئے بولے۔

''تو مت کرو۔ میں نے کب تمہیں دعوت دی تھی؟'' وہ اب پلیٹیں اٹھا کر ٹرالی میں رکھتے ہوئے بولیں۔

''مجھے سخت بھوک لگی ہے۔'' آخر ان سے صبر نہ ہو سکا تو انہیں کہنا پڑا۔

''اندر کچھ نہیں سوائے اس دال چاول کے۔''

''میں پیزا آرڈر کرنے لگا ہوں۔''

صفورہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کافی رات ہو گئی

تھی۔ صبح انہیں بینک بھی جانا تھا۔ انہوں نے پہلی
سیڑھی پر قدم رکھا تھا جب وقار کی آواز سنائی دی۔
"ہزار روپے دیتی جاؤ۔" صفورہ نے ایک
افسوس بھری نظر اس بے حس انسان پر ڈالی جس سے
انہوں نے بھی محبت کی تھی اور سیڑھیاں چڑھ گئیں۔
اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے ان کے
قدم زہرہ کے کمرے کے باہر رک گئے۔ انہوں نے
آہستگی سے دروازہ کھولا۔ کمرے میں مکمل خاموشی تھی۔
وہ اس کے درد کا پوچھنے آئی تھیں، لیکن وہ شاید سو گئی تھی۔
وہ بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ مڑ گئی تھیں۔

دروازہ بند ہوتے ہی زہرہ نے مڑ کر دیکھا اور
اس کے آنسو پھر رواں ہو گئے۔ ایک تو بھوک، دوسرا
درد کی وجہ سے اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ کافی دیر تک
جب اسے سکون نہیں آیا تو وہ دروزاہ کھول کر دبے
پاؤں باہر نکلی۔ اس نے اوپر سے نیچے جھانکا جہاں ٹی
وی لاؤنج کی تیز روشنی میں سب نظر آ رہا تھا۔ لارج
پزا کا باکس کھلا تھا۔ وقار اور ثمرہ کسی مووی پر تبصرہ
کرتے ہوئے پزا کھا رہے تھے۔

زہرہ نے بڑے دکھ سے اس منظر کو دیکھا۔
بھوکی تو وہ بھی تھی، لیکن کسی کو وہ یاد بھی نہیں تھی۔ کھانا
تو دور کی بات، پاپا نے ایک دفعہ بھی اس کا جلا ہاتھ
نہیں دیکھا۔ وہ جو کچن میں کچھ کھانے کے لیے
جا رہی تھی۔ لڑکھڑاتے قدموں سے واپس لوٹ گئی۔

☆☆☆

صبح جب وہ تیار ہو کر نیچے اتری۔ ماما جا چکی
تھیں۔ کچن سے برتن دھونے کی آواز آ رہی تھی۔
ڈائننگ ٹیبل پر اس کا ناشتا رکھا تھا۔ توس ٹھنڈے
ہو چکے تھے، لیکن وہ رات کی بھوکی تھی۔ اس نے
اکڑے ہوئے توس پر جیم لگایا۔ ابھی اس نے بمشکل
ایک توس کھا کر دو گھونٹ دودھ پیا تھا کہ اس کی
اسکول وین آ گئی۔ وین میں بیٹھنے سے پہلے اس نے
عفرا کے گھر کی طرف دیکھا۔ ان کے پورچ میں
گاڑی نہیں تھی، جس کا مطلب تھا عفرا جا چکی ہے۔

وین میں موجود لڑکیوں نے چور نظروں سے
اس کی سوجی ہوئی لال آنکھوں کو دیکھا، لیکن کسی
نے اس سے نہیں پوچھا' نہ بلایا' کیونکہ ایک تو وہ ویسے
بھی خاموش طبع تھی۔ دوسرا وہ اپنے احساس کمتری کو
لاتعلقی میں چھپانے کی کوشش کرتی تھی۔ عفرا کے علاوہ
اس کی کوئی دوست نہیں تھی۔ جب وہ اسکول گیٹ
کے اندر داخل ہوئی۔ عفرا پہلے سے درخت کے نیچے
مخصوص جگہ پر کھڑی اس کی منتظر تھی۔

"تم ٹھیک ہو، کیا ہوا ہے؟" اس نے حیرت اور
پریشانی سے زہرہ کی سوجی ہوئی لال آنکھیں دیکھیں۔
"کچھ نہیں۔" وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔
عفرا نے اس کا ہاتھ تھاما، تو درد کے مارے اس کی سسکی
نکل گئی۔ عفرا نے حیرت سے اس کا چہرہ دیکھا اور ہاتھ
پر نظر پڑتے ہی اس منہ سے "او میرے خدا" نکلا تھا۔ زہرہ
کی آنکھیں ایک بار پھر آنسوؤں سے بھرنے لگیں۔
یہ کیسے ہوا؟ اس نے افسوس سے اس کا ہاتھ
پکڑا' جہاں بڑے بڑے چھالے بنے تھے۔
"کھانا بناتے ہوئے جل گیا۔"
"تم کیوں کھانا بنا رہی تھیں' باقی سب کہاں تھے؟"
عفرا کے سوال پر وہ خاموش رہی تھی۔
گھنٹی بج گئی تھی۔ پیریڈ اسٹارٹ ہو گیا تھا۔

زہرہ کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔
"عفرا!" اس نے کانپتی ہوئی آواز میں عفرا کو
پکارا۔
"میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی' میں نے ٹیسٹ
کی تیاری نہیں کی اور ہوم ورک بھی نہیں کیا۔"
اس کی بات سن کر عفرا بھی پریشان ہو گئی۔
"تم چلو...... میں تمہاری ہیلپ کر دوں گی' تم
میرے پیچھے والی چیئر پر بیٹھنا۔" وہ اس کو سمجھاتی
ہوئی آگے بڑھنے لگی۔
کوئسچن پیپر ملتے ہی سب تیزی سے شروع
ہو گئے، صرف وہی خالی خالی نظروں سے کوئسچن پیپر کو
گھور رہی تھی اور چند منٹوں بعد ہی مس شمشاد کی

عقابی نظروں نے اسے تاڑ لیا تھا۔

"زہرہ اسٹینڈ اپ......" ان کی دھاڑتی آواز پر سب لڑکیوں نے سر اٹھا کر پہلے مس شمشاد کو اور پھر زہرہ کو دیکھا۔ جس کا چہرہ بالکل سفید پڑ گیا تھا۔

"کیا کر رہی تھیں تم؟" وہ اس کے عین سر پر آ کر کھڑی ہو گئیں اور جھپٹنے کے انداز میں اس کی آنسر شیٹ اٹھائی، جو بالکل خالی تھی۔

"یہ کیا ہے۔" انہوں نے پیپر کو اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ "آدھا گھنٹہ ہونے کو ہے اور تم نے ایک سوال بھی حل نہیں کیا اور بار بار عفرا کے پیپر کی طرف کیا دیکھ رہی ہو۔"

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں؟" انہوں نے انگلی زور سے اس کے سر پر بجائی۔

"ٹیسٹ کی تیاری کی بھی ہے یا نہیں؟"

اب کی بار اس نے سر نفی میں ہلایا۔

عفرا سے لکھنا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ ایک دم اٹھی تھی۔ "میم! ایکچوئلی کل سے زہرہ کی طبیعت خراب ہے۔ اس کا ہاتھ جل گیا تھا۔ اس وجہ سے وہ تیاری نہیں کر سکی۔"

"عفرا! کیا میں نے آپ سے کچھ پوچھا؟ جو آپ اس کی وکالت کرنے کھڑی ہو گئی ہیں۔ ہر ٹیسٹ میں اس کا رویہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اب کی بار اس کی کمپلین مجھے پرنسپل تک لے کر جانی پڑے گی۔"

ان کے کہنے پر عفرا نے مجبور نظر روتی ہوئی زہرہ پر ڈالی اور بڑے دل سے پیپر حل کرنے لگی۔

"اور تم زہرہ گیٹ آؤٹ، میری کلاس سے باہر نکل جاؤ۔"

"میم!" وہ روتے ہوئے اتنا ہی بول سکی۔

"جو میں نے کہا ہے، ویسا ہی کرو، ورنہ میں اس سے بھی زیادہ سخت سزا دے سکتی ہوں۔" زہرہ جھکے سر کے ساتھ باہر نکل کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔

اتنی ذلت...... اسکول کا ہر آتا جاتا بچہ اسے دیکھ رہا تھا۔ کچھ تو خاموشی سے گزر رہے تھے اور کچھ کے ہنسنے کی آواز اسے صاف سنائی دے رہی تھی۔

"تم میرے ساتھ چلو۔" چھٹی کے وقت عفرا نے اسے کہا تو وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی عفرا نے اونچی آواز میں سلام کیا تھا۔

"آ گئی میری گڑیا!" صائمہ آنٹی بولتی ہوئی کچن سے نکلیں اور ساتھ ہی ان کی نظر زہرہ پر پڑی۔

"ارے زہرہ بھی آئی ہے۔" وہ کہتے ہوئے آگے بڑھیں۔

"کیا ہوا زہرہ! طبیعت ٹھیک ہے؟"

"نہیں مما! اس کی طبیعت بالکل ٹھیک نہیں۔ یہ اس کا ہاتھ دیکھیں۔" عفرا نے اس کا جلا ہوا ہاتھ اونچا کیا۔

"او میرے خدا...... کیا، کیا تم نے بیٹا۔ کچھ لگایا بھی یا نہیں؟" وہ اس کا دوسرا ہاتھ تھام کر اسے صوفے تک لے آئیں۔

"کوکنگ کا شوق چڑھ آیا میڈم کو، بندہ پوچھے بی بی اگر پکانا نہیں آتا تو پنگا لینے کی ضرورت کیا ہے۔" صائمہ اس کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھ کر کچھ بول ہی نہیں سکیں۔

"بیٹا! زینت پکانے نہیں آئی تھی؟" انہوں نے اسے بازوؤں کے گھیرے میں لے کر پوچھا۔

"نہیں......"

"ثمرہ کہاں تھی؟"

"آپی نے کہا تھا پکانے کو۔"

"ہوں......" انہوں نے کچھ سمجھ کر سر ہلایا۔

"لیکن زہرہ! آگ ایک خطرناک چیز ہے، خدانخواستہ زیادہ جل جاتا تو...... تم ماما کا انتظار کر لیتیں۔"

"اگر کھانا نہ بناتی تو آپی غصہ کرتیں، پھر پاپا۔" وہ کہہ کر رکی۔ "سب بن گیا تھا، پتا نہیں یہ کیسے

"ویسے بھی کوئی بات نہیں۔ ایسا ہو جاتا ہے۔" انہوں نے اسے تسلی دی۔ اور ساتھ ہی انہوں نے بیٹے کو آواز دی۔

"فخر!"

"جی مما!" وہ شاید پڑھ رہا تھا۔ کتاب ہاتھ میں لیے باہر آ گیا۔

"یہ دیکھو، زہرہ کا ہاتھ کس بری طرح زخمی ہے۔" اس نے ذرا سا آگے ہو کر دیکھا اور پھر چونک کر جھکا۔

"توبہ لڑکی! یہ کیا...... کیا ہاتھ کے ساتھ؟" اس نے ہاتھ پکڑ کر غور سے جائزہ لیا، پورے ہاتھ پر پانی کے بلبلے سے بنے تھے۔

"کچھ لگایا تھا ہاتھ پر......" وہ ہاتھ غور سے دیکھتا ہوا بولا

"نہیں درد ہو رہا تھا، تو میں نے ہاتھ پانی کے نیچے رکھ دیا۔" فخر نے بے ساختہ ماں کو دیکھا۔

"سن رہی ہیں۔"

"ہاں سن لیا۔ تم اب تبصرہ بعد میں کرنا پہلے کوئی دوا لگا دو۔ مجھے تو لگ رہا ہے بخار بھی ہو رہا ہے، آنکھیں دیکھو، کیسی ہو رہی ہیں۔"

وہ کتاب میز پر رکھ کر اپنے کمرے کی طرف مڑ گیا۔ جب واپس آیا اس کے ہاتھ میں ٹیوب تھی۔

"سیدھا کرو ہاتھ۔" دوائی لگنے سے پہلے ہی زہرہ نے آنکھیں زور سے میچ لیں۔

"یہ برنال ہے انجکشن نہیں۔" فخر نے مسکرا کر اس کی بند آنکھوں کو دیکھا۔

"بھائی آپ ڈاکٹر بن رہے ہیں۔ ہیں نہیں۔ اس لیے ذرا سوچ سمجھ کر دوائی دینا۔ یہ نہ ہو میری پیاری دوست کا ہاتھ خراب ہو جائے۔"

"تمہاری پیاری دوست نے ہاتھ خراب کرنے میں خود کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اب تم میری ڈاکٹری کو بدنام نہ کرو۔" اس نے مرہم لگاتے ہوئے کہا۔

☆☆☆

وہ جب لاؤنج میں داخل ہوئی، زینت صوفے سے ٹیک لگائے اونگھ رہی تھی۔ دروازہ کھلنے پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔

"بے بی! آج اتنی دیر کر دی۔ کب سے انتظار کر رہی تھی۔" اسے دیکھ کر وہ کھڑی ہو گئی "کھانا لگاؤں۔"

"نہیں مجھے بھوک نہیں۔ میں سونے جا رہی ہوں۔ آپ کو اگر کوئی کام نہیں تو آپ بھی آرام کر لیں۔" وہ کہہ کر سیڑھیاں چڑھ گئی۔

کمرے میں آ کر بیگ رکھ کر وہ بیڈ پر چت لیٹ گئی تھی۔

جلا ہوا ہاتھ بازو تک اتنا وزنی ہو چکا تھا کہ اسے ہلانا دوبھر ہو گیا تھا۔ درد برداشت کرتے ہوئے پتا نہیں کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ دوبارہ اس کی آنکھ کراہ کے ساتھ کھلی، وہ جلے ہوئے ہاتھ کی طرف کروٹ بدلے سو رہی تھی۔ وہ بمشکل سیدھی ہوئی۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ پتا نہیں رات کا کون سا پہر تھا۔ بند دروازہ، اس کے پاؤں میں موجود اسکول شوز اور یونیفارم بتا رہے تھے کہ کوئی اس کے کمرے میں نہیں آیا۔ اپنی بے وقعتی اسے ایک بار پھر رلا گئی، لیکن وہ اٹھ نہیں سکی، اس میں ہمت ہی نہیں تھی۔

☆☆☆

وہ ابھی بینک پہنچی تھیں۔ اپنی سیٹ پر بیٹھ کر انہوں نے کمپیوٹر آن کیا، جب ان کے فون پر کال آئی تھی۔ انہوں نے ایک سرسری نظر ڈال کر فون دوبارہ ٹیبل پر رکھ دیا، لیکن جب فون مسلسل تیسری دفعہ آیا تو انہیں کال ریسیو کرنی پڑی۔

ان کی ہیلو کے جواب میں جب انہیں بتایا گیا کہ فون کہاں سے آیا ہے۔ وہ ان کے لیے حیران کن تھا، لیکن اس کے بعد جب انہیں آنے کا کہا گیا تو وہ ان کے لیے پریشان کن تھا۔ فون رکھنے کے بعد وہ کتنی دیر غائب دماغی سے کمپیوٹر اسکرین کو

دیکھتی رہیں، اب ان کے لیے کام پر توجہ برقرار رکھنا ممکن نہ تھا۔ وہ اپنی کولیگ کو ایمرجنسی کا کہہ کر اٹھ گئیں۔ ان کی کار کا رخ زہرہ کے اسکول کی طرف تھا۔

"السلام علیکم!" کمرے میں داخل ہوتے ہی انہوں نے سلام کیا، تو پرنسپل صاحبہ انہیں دیکھ کر مسکرا دیں۔

"وعلیکم السلام مسز وقار! پلیز آئیں۔"

"خیریت مسز یونس! آپ نے مجھے اتنی ایمرجنسی میں بلایا۔ کوئی پرابلم ہے؟" ان کے سوال پر مسز یونس نے گلا کھنکھار کر بات شروع کی۔

"پرابلم تو ہے مسز وقار! اگر چھوٹی موٹی بات ہوتی تو میں آپ کو کال نہ کرتی۔ میں پچھلے کئی سالوں سے آپ کو جانتی ہوں۔ ثمرہ آپ کی بیٹی ہمارے اسکول کی بریلینٹ اسٹوڈنٹ رہ چکی ہے۔ حتیٰ کہ بورڈ میں پوزیشن لے کر اس نے ہمارے اسکول کا نام روشن کیا ہے، لیکن افسوس۔"

وہ کہہ کر رکیں..... ساتھ ہی صفورہ کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی۔ "جیسی توقعات ہمیں زہرہ سے تھیں، مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے۔ وہ بالکل ثمرہ سے مختلف ہے۔ ہر روز ٹیچر اس کی کمپلینز لے کر آ رہے ہوتے ہیں۔"

"کیا اس کے بی ہیویر میں کوئی پرابلم ہے؟" صفورہ کو اپنی آواز بمشکل سنائی دی۔

"بی ہیویر بھی ایک پرابلم ہے، لیکن یہ نہیں کہ وہ وائلنٹ ہو جاتی ہے، وہ بہت کوائیٹ ہے اتنی کوائیٹ کہ کلاس میں اس کا ہونا نہ ہونا ایک برابر ہے۔ کسی ایکٹیویٹی میں وہ حصہ نہیں لیتی۔ جب بھی ٹیسٹ ہوتا ہے اس کے مارکس آؤٹ اسٹینڈنگ نہیں ہوتے۔ پہلے تو پھر نارمل مارکس تھے۔ اب تو نارمل رزلٹ بھی نہیں ملتا۔ چھوٹی چھوٹی بات پر وہ رونا شروع کر دیتی ہے۔ کلاس میں وہ کسی سے بات نہیں کرتی سوائے عذرا کے۔ شاید وہی اس کی ایک فرینڈ ہے۔ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ آپ کے گھر میں کچھ پرابلم ہے ورنہ ثمرہ بھی اس سے مختلف ہوتی۔ پھر کیا وجہ ہے اگر آپ ہم سے کچھ شیئر کر سکیں تو شاید ہم کچھ ہیلپ کر سکیں۔" وہ حیران و پریشان تھیں۔ زہرہ، ثمرہ سے بہت مختلف تھی، لیکن پڑھائی میں وہ اتنی پیچھے ہے، یہ تو ان کے وہم و گمان میں نہیں تھا۔ ان کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔

"آپ پریشان نہ ہوں مسز وقار!" ان کے چہرے پر اتار چڑھاؤ دیکھ کر پرنسپل نے انہیں تسلی دی۔ "سب بچے ایک جیسے نہیں ہوتے۔ میں یہ بات سمجھتی ہوں، لیکن میں چاہتی ہوں آپ زہرہ پر زیادہ توجہ دیں۔ ہم بھی کوشش کریں گے، لیکن پیرنٹس کا رول ٹیچر سے زیادہ ہوتا ہے۔"

انہوں نے بمشکل سر اثبات میں ہلایا۔

"اب دیکھیے! آج بھی ٹیسٹ تھا، وہ نہیں آئی۔" اب کے انہوں نے چونک کر پرنسپل کو دیکھا۔

"اس طرح فرار کا راستہ اختیار کر کے وہ خود کو نقصان پہنچا رہی ہے۔"

"جی..... میں زہرہ پر پورا دھیان دوں گی۔ آپ کا بہت شکریہ..... آپ نے اتنا کنسرن شو کیا۔"

"یہ تو ہمارا فرض ہے مسز وقار!" وہ ان سے کھڑے ہو کر ہاتھ ملاتے ہوئے بولیں۔

گاڑی تک آتے آتے ان کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ وہ اتنی لاپروا تھیں کہ انہیں یہ تک پتہ نہیں چلا کہ زہرہ اسکول گئی ہے یا نہیں، اس کی لائف میں کیا ہو رہا ہے۔ ان کی بچی سائیکو پیشنٹ بنتی جا رہی ہے۔ انہوں نے کار میں بیٹھ کر فون کر کے اپنے نہ آنے کا بتایا اور گاڑی گھر کی طرف موڑ لی۔ ان کو یوں اچانک دیکھ کر زینت حیران ہوئی تھی۔

"باجی! آپ اس وقت؟"

"ہاں۔" انہوں نے بیگ صوفے پر رکھا۔

"ثمرہ کہاں ہے؟"

"وہ تو کالج گئی ہے۔"

"اور زہرہ....."
"وہ اپنے کمرے میں ہے۔"
"وہ اسکول کیوں نہیں گئی۔" انہوں نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا۔
"میں تو دو دفعہ اٹھانے گئی تھی، پر وہ نہیں اٹھی۔ میں بھی آ کر چلی گئی۔"
"اس نے ناشتا کیا؟"
"نہیں..... کل رات سے کچھ نہیں کھایا۔ کل پھر بھی کھانے سے منع کر دیا تھا۔ کل سے تو وہ کمرے سے ہی نہیں نکلی۔"
"اور تم مجھے ابھی بتا رہی ہو؟" انہوں نے غصے سے اسے دیکھا، وہ بے چاری بوکھلا کر رہ گئی۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس کے کمرے میں پہنچیں۔ دروازہ کھولتے ہی انہیں جھٹکا لگا تھا۔ وہ یونیفارم میں جوتوں سمیت بیڈ پر آڑی ترچھی لیٹی تھی۔ ان کے دل کو جیسے دھچکا لگا' وہ بھاگنے کے انداز میں اس کی طرف بڑھیں۔ انہوں نے اسے پکڑ کر سیدھا کرنا چاہا اور انہیں لگا جیسے انہوں نے آگ کو چھو لیا ہو۔ وہ بخار میں تپ رہی تھی اور بخار کی شدت اتنی تھی کہ اس کا چہرہ دہک رہا تھا۔ وہ وہیں سے زینت کو پکارنے لگیں۔

"زہرہ بیٹا! آنکھیں کھولو۔" وہ اس کا چہرہ تھپتھپانے لگیں۔
"وہ کب سے یوں پڑی ہے اور کسی نے اسے دیکھا تک نہیں۔" وہ اب زینت پر چلانے لگیں، جس کے ہاتھ پاؤں زہرہ کی حالت دیکھ کر پھول گئے تھے۔
"زہرہ! میری جان آنکھیں کھولو۔" وہ اب اس کا گرم ہاتھ چومتے ہوئے رو پڑی تھیں۔
"باجی! شاید بخار زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہے۔ آپ ڈاکٹر کو بلا لیں۔" زینت نے ہی انہیں ہوش دلایا تھا۔ وہ تیزی سے نیچے کی طرف بھاگیں، ڈاکٹر کو فون کرنے کے لیے۔

"بخار کافی تیز ہے۔" اکمل صاحب نے سیدھا ہوتے ہوئے انہیں بتایا۔
"کوئی پریشانی والی بات تو نہیں۔" صفورہ کی نظریں مسلسل اس کے سرخ چہرے پر تھیں۔
"اگر آج رات بخار اتر جاتا ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ ہسپتال میں ایڈمٹ کروانا پڑے گا۔" صفورہ نے پریشانی سے ڈاکٹر کو دیکھا۔
"کوئی ذہنی دباؤ یا پریشانی ہے جو بخار اتنی شدت اختیار کر گیا ہے اور ہاتھ دیکھا ہے آپ نے، کتنا جلا ہوا ہے۔" وہ ان کے فیملی ڈاکٹر تھے۔ زہرہ کی حالت دیکھ کر انہیں بھی دکھ ہوا تھا۔
"بہرحال انجیکشن میں نے لگا دیا ہے، آپ پانی کی گیلی پٹیاں اس کے ماتھے پر رکھتی رہیں۔"
ڈاکٹر کے باہر نکلتے ہی ثمرہ اندر داخل ہوئی تھی۔ "خیریت ماما! یہ ڈاکٹر انکل کیوں آئے تھے؟"
"زہرہ کو کافی تیز بخار ہے۔" وہ تھکے ہوئے انداز میں بولیں۔
"اچھا کب سے.....؟" وہ حیران ہوئی۔
"پتا نہیں۔" وہ دھیمی آواز میں بولیں۔
"پتا بھی کیسے چلتا، گھر میں نظر کب آتی ہے۔" وہ منہ ٹیڑھا کر کے بولی۔ صفورہ اس وقت اتنی پریشان اور تھکی ہوئی تھیں کہ اسے ایک نظر دیکھ کر رہ گئیں۔
"زینت آنٹی! کھانا لگا دیں۔ بہت بھوک لگی ہے۔" وہ کچن کی طرف ہانک لگا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"باجی! آپ کے لیے کھانا لگاؤں۔"

"نہیں زینت! میرا دل نہیں چاہ رہا۔ میں زہرہ کے کمرے میں جا رہی ہوں۔ تم کھچڑی بنا کر زہرہ کے کمرے میں لے آؤ۔" وہ دھیرے سے اس کے پاس جا کر لیٹ گئیں اور کتنی دیر تک اس کا چہرہ دیکھتی رہیں۔

"کہاں ہوگئی ان سے غلطی۔" وہ ایک کہنی کے سہارے اٹھتے ہوئے اسے دیکھنے لگیں۔

اس کو دیکھ کر انہیں ہمیشہ اپنی ماں کا چہرہ یاد آتا تھا۔ وہ بھی اتنی خوب صورت، اتنی پاکیزہ لگتی تھیں۔ وہ اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرنے لگیں اور آنسو ان کے گالوں کو بھگونے لگے، کوئی پچھتاوا سا دل میں جاگنے لگا۔ انہوں نے سر تکیے پر رکھ دیا۔

☆☆☆

وہ چھ سال کی تھی جب اس کی ماں فاطمہ چھبیس سال کی عمر میں بیوہ ہوگئیں۔ حسن اور بھرپور جوانی، کتنے ہی ہاتھ ان کی طرف بڑھے، لیکن فاطمہ نے ساری زندگی اس کے لیے وقف کر دی۔ اس کی ہر چھوٹی بڑی خواہش پوری کی۔ وہ ہر ضد منوا لیتی تھی۔ جانتی تھی وہ ماں کی کمزوری ہے۔ اس نے ضد کر کے یونی ورسٹی میں داخلہ لیا اور ایم بی اے کرتے ہی اسے جاب مل گئی۔ وہ اتنی ضدی تھی۔ ماں نے کچھ کہنا ہی چھوڑ دیا۔ ماں کی ایک ہی فکر تھی، ان کی زندگی میں، اس کا گھر بس جائے، لیکن ان کا لایا ہوا کوئی رشتہ اس کے معیار پر پورا نہیں اترتا تھا اور اسے پروا بھی نہیں تھی۔ وہ بہت اچھا کماتی تھی۔ اس کے اردگرد کے لوگ اس کی خوب صورتی کو سراہتے تھے۔ اسے یقین تھا، اسے اپنے معیار کے مطابق ضرور ملے گا۔ پھر بینک میں اس کی ملاقات وقار سے ہوئی۔ وہ بینک کا کلائنٹ تھا۔ آہستہ آہستہ ان کی ملاقاتیں دوستی میں بدلنے لگیں۔ صفورہ جانتی تھی۔ وقار اسے بہت پسند کرتا ہے۔ پسند تو وہ بھی کرنے لگی تھی، لیکن اسے وقار کی جانب سے پہل کا انتظار تھا۔ ایک خوب صورت شام وقار نے اسے پرپوز کر دیا۔ وقار کو لفظوں سے کھیلنا آتا تھا۔ وہ وقار کے سحر میں اتنا کھو چکی تھی کہ حقیقت سے مکمل نظریں چرائے ہوئے تھی۔ اسے لگتا تھا ہر بار کی طرح اس کی ماں یہ ضد بھی پوری کر دے گی، لیکن اس بار ایسا نہیں ہوا۔ ماں کے انکار پر وہ کتنی دیر کچھ بول ہی نہیں سکی۔

"لیکن کیوں امی؟ آخر وہ غصے سے بولی۔ "کیا برائی ہے وقار میں؟"

"اگر میں تم سے یہ پوچھوں کیا اچھائی ہے وقار میں؟"

"امی! کیا یہ کم ہے، وہ مجھے چاہتا ہے۔"

"چاہت سے پیٹ نہیں بھرتا۔" وہ اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولیں۔

"وہ ماسٹرز ہے امی! آج نہیں تو کل اسے جاب مل جائے گی اور اگر نہ بھی ملی، تو میں جاب کر رہی ہوں نا، میں سب ہینڈل کر لوں گی۔"

فاطمہ نے افسوس بھری نظروں سے اپنی سمجھدار بیٹی کو دیکھا۔ "جاب کے علاوہ بھی بہت سی باتیں ہیں۔ اس کا بیک گراؤنڈ، ایک ماں اور مل چکی ہوں میں صفورہ! تم ان لوگوں کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتیں۔ ابھی تو تمہیں محبت میں سب بہت آسان لگ رہا ہے، لیکن کچھ عرصے بعد جب محبت کا بھوت اترے گا اور مسائل کا ایک انبار تمہارے سامنے ہوگا، تو یہ محبت ہی تمہیں بوجھ لگنے لگے گی۔ تم پچھتاؤ گی اور میں تمہیں اس پچھتاوے سے بچانا چاہتی ہوں۔"

"میں نہیں پچھتاؤں گی اور اگر پچھتائی بھی تو آپ کے پاس نہیں آؤں گی۔"

وہ بدلحاظی سے بولی، تو فاطمہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اسے ملال ہوا، تو بے ساختہ ان کی طرف بڑھی اور دوزانوں ان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

"امی پلیز! سمجھنے کی کوشش کریں۔ میں اور وقار ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ میں جانتی ہوں۔ آپ اتنی مخالفت کیوں کر رہی ہیں، کیونکہ

...امت خالہ کا بیٹا پسند ہے، لیکن مجھے وہ پسند نہیں۔ زندگی مجھے گزارنی ہے، اگر میں خوش نہیں رہی تو آپ بھی خوش نہیں رہیں گی۔"

"صفورہ انہیں جانتے بوجھتے تمہیں کنویں میں دھکیلنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اب چاہے تم جو بھی کہو یا کرلو۔" وہ سخت لہجے میں بولیں۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی ہے۔" وہ کہہ کر چلی گئیں۔ فاطمہ نے افسردگی سے اسے جاتے دیکھا۔

ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا وہ کبھی ان کی مرضی کے خلاف جا سکتی ہے، لیکن کچھ دن بعد وہ شادی کر کے خاور کے ساتھ ان کے سامنے بیٹھی تھی، وہ بیچ میں آ گئیں۔ صفورہ کا خیال تھا وہ انہیں منا لے گی، لیکن اس بار اس کی ماں نے اپنا دل سخت کر لیا تھا۔ وہ اپنی زندگی میں خوش تھی۔ وقار اس کا بہت خیال رکھتا تھا، لیکن ان خوشیوں میں ایک کمی تھی، ماں کی خوشی۔ وہ روز جاتی اور بیٹھ کر آ جاتی۔

پھر ثمرہ ہوئی، اسے لگا وہ اسے اب معاف کر دیں گی، لیکن ایسا نہ ہوا۔ وہ بہت بوڑھی ہو گئی تھیں۔ اس نے چاہا۔ وہ انہیں ساتھ لے آئے، لیکن وہ بھی اس کی ماں تھیں، اسی کی طرح ضدی۔ اس کی جہاں دیدہ ماں نے جو پہلے کہا تھا۔ وہ اب ہو رہا تھا۔ وقار ایک سال تو ٹھیک رہا، لیکن پھر اپنے اصلی رنگ میں آ گیا۔ کبھی جاب کرتا، کبھی چھوڑ کر بیٹھ جاتا اور جنگ سے جب وہ تھکی ہاری گھر لوٹتی تو وقار کی ماں الگ سے طعنوں کی تلوار تیز کیے بیٹھی ہوتیں۔ وہ تھک رہی تھی۔

ایسے میں چار سال بعد اسے پتا چلا وہ ایک بار پھر امید سے ہے۔ وقار نے صاف کہہ دیا "اسے بچہ نہیں چاہیے۔"

وہ ہمیشہ کی طرح ماں کے پاس گئی شام کو۔ وہ اب بھی اس سے بات نہیں کرتی تھیں۔

"میں پریگننٹ ہوں امی اور وقار چاہتا ہے یہ بچہ اس دنیا میں نہ آئے۔"

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

- گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے
- نئے بال اگاتا ہے۔
- بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
- مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید۔
- ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قیمت-/160 روپے

سوہنی ہیئر آئل 12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف-/160 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آرڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آرڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

2 بوتلوں کے لئے	....	-/350 روپے
3 بوتلوں کے لئے	....	-/500 روپے
6 بوتلوں کے لئے	....	-/1000 روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آرڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں۔

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37-اردو بازار، کراچی۔

فون نمبر: 32735021

وہ جو دوسری طرف منہ کیے بیٹھی تھیں، اب سامنے کھڑی تھیں۔ "تم پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے بہت سے احکام کی حکم عدولی کر چکی ہو۔ اب یہ گناہ نہ کرنا۔"

چار سال بعد انہوں نے اس سے بات کی تھی اور اسی وقت وہ بچہ ان کے لیے اہم ہو گیا تھا، جس کی خبر سنتے ہی ان کی ماں کا دل نرم ہو گیا تھا۔

"اگر میں اس بچے کو جنم دوں تو آپ مجھے معاف کر دیں گی؟" وہ ایک دم اٹھ کر ان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ وہ کچھ دیر اس کا چہرہ دیکھتی رہیں۔

"تم نے مجھے بہت دکھ دیا ہے منیزہ! ماں ہوں نا۔ کبھی تمہیں بددعا نہیں دے سکتی۔ ہاں اس بچے کے صدقے میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ لیکن وعدہ کرو اس کی پرورش ایسے کرو گی جیسے میں تمہاری چاہتی تھی تاکہ مرنے کے بعد مجھے سکون ہو۔"

وہ ان کے سینے پر سر رکھ کر بلک بلک کر رو دی تھی۔

☆☆☆

ان کی آنکھ کسی احساس سے کھلی تھی۔ انہوں نے چونک کر دیکھا۔ زہرہ اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"زہرہ!" انہوں نے تیزی سے اسے کندھوں سے تھاما۔

"کچھ چاہیے تمہیں؟"

"پانی۔" اس ایک لفظ سے بھی اس کی نقاہت جھلک رہی تھی۔

"تم لیٹو، میں لاتی ہوں۔"

وہ ایک دم تیزی سے اٹھیں۔ سبز نائٹ بلب جل رہا تھا۔ [illegible] کے ہاتھ میں تھا اور سامنے جانے کے [illegible] رکھے تھے۔ [illegible] دوسری طرف [illegible] ایک ہاتھ میں پانی کا گلاس لیے [illegible] سے [illegible] آئیں [illegible] کی منتظر [illegible] تھی۔

"[illegible]"

"کیا باجی اٹھ [illegible]" [illegible]

"جی جناب۔"

"ہاں ابھی ابھی [illegible] ہے۔" [illegible] چلاتے ہوئے بولی تھیں۔

زینت نے ان کا تھکا ہوا چہرہ دیکھا۔

"آپ بھی [illegible] میں آپ کے لیے کچھ بنا کر لے آتی ہوں۔ آپ نے بھی [illegible] کچھ نہیں کھایا۔"

"شکریہ۔" وہ احسان مندی سے کہتے ہوئے مڑ گئیں۔

"عمرہ بیگم کہاں غائب ہیں؟ جب سے [illegible] نظر ہی نہیں آ رہیں۔" انہوں نے [illegible] نظر [illegible] دیکھا۔

"زہرہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اس کے [illegible] ہوں۔"

"کیوں، اسے کیا ہوا؟" [illegible] تھا۔

"[illegible] ہے۔" وہ کہتے ہوئے [illegible] کی طرف بڑھتی گئیں۔

"زہرہ کی بیسٹ فرینڈ کا [illegible] آیا تھا۔" عمرہ نے [illegible] انداز میں انہیں اطلاع دی۔

"[illegible] سے زیادہ تو [illegible] تھی۔" [illegible]

[illegible]

"[illegible] کی طبیعت [illegible]"

"[illegible]"

"[illegible]" [illegible] آواز میں بولی۔

[illegible] زہرہ نے [illegible] جواب نہیں دیا۔ تب ہی [illegible] ہو گیا تھا۔

"[illegible]" [illegible] کی طرف۔

[illegible] گھبرا گیا تھا
[illegible] کے بعد اس نے منع کر دیا تھا۔
"اب میری بچی جلدی سے ٹھیک ہو جائے۔"
[illegible] ہو جائے۔"
"مجھے اسکول نہیں جانا۔"
صفورہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ "کیوں بیٹا؟"
"مجھے وہاں نہیں جانا۔" اب کی بار اس کی
آواز بھی [illegible] صفورہ نے بے ساختہ اسے اپنے
ساتھ لگایا تھا۔
"زہرہ میری جان! کیا بات ہوئی؟ اگر ٹیسٹ
میں ... ہوا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسکول چھوڑ
دیا جائے۔
تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی، تم ٹیسٹ کی
تیاری نہیں کر سکیں، یہ کوئی ایسی بات ہے۔"
"نہیں ماما ——— یہ بات نہیں۔ میں کچھ نہیں
... مجھے اسکول میں کوئی پسند کرتا ہے اور نہ گھر
میں ——— میں ثمرہ آپی کی طرح اچھی بھی نہیں،
سب اسکول میں مجھے ثمرہ آپی سے کمپیئر کرتے ہیں
اور گھر میں بھی مجھے کوئی پیار نہیں کرتا۔ جب میں
چھوٹی تھی تو آپی کہتی تھیں کہ پاپا مجھے اسپتال سے
اٹھا کر لائے ہیں۔ مجھے غصہ آتا تھا۔ میں روتی تھی مگر
اب مجھے وہ ٹھیک لگتا ہے، کیونکہ سب ان سے پیار
کرتے ہیں۔ پاپا نے کبھی مجھے پیار نہیں کیا۔ ان کی ہر
بات کا خیال رکھتے ہیں۔ گفٹ لاتے ہیں اور مجھے ———"
وہ کہتے ہوئے رو پڑی تھی اور اس کے یوں
رونے پر صفورہ نے تڑپ کر اسے سینے سے لگایا تھا۔
"زہرہ! تم سے کس نے کہا، تم سے کوئی پیار
نہیں کرتا۔ میں کرتی ہوں، تم مجھے دنیا کی ہر چیز سے
زیادہ عزیز ہو۔" وہ اب اس کا چہرہ چومنے لگی تھیں۔
"مگر ثمرہ تو مذاق کرتی ہے اور پاپا کی بچی ہی ایسی
ہے۔ ... وہ بھی تمہیں بہت پیار کرتے ہیں۔ اور تم
سب کو ... ثمرہ سے ..."
اس کے کہنے پر زہرہ نے بھری ہوئی آنکھوں
سے ...

"میری جان! کبھی ایسا نہ کہنا کہ کوئی تمہیں پیار
نہیں کرتا۔ تم میری جان ہو۔" وہ دونوں ہاتھوں سے
اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے بولیں۔
"تمہیں آئندہ جو بھی پرابلم ہو تم مجھے بتاؤ۔"
"ماما! آئی لو یو ویری مچ!"
"میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں زہرہ۔" وہ اسے سینے
سے لگائے سرگوشی کے انداز میں بار بار وہ دہرا رہی تھیں۔

☆☆☆

وہ باتوں میں بزی کر رہی تھیں۔ لیکن ان کا
دھیان کہیں اور ہی تھا اور وقار کب سے بغور ان پر نظر
ڈال رہے تھے۔ آخر ان سے رہا نہ گیا تو وہ بول
پڑے۔
"کیا بات ہے؟ دیکھ رہا ہوں کل سے پریشان
ہو۔"
"ہاں!" وہ گہرا سانس لے کر بولیں۔ "زہرہ
کی وجہ سے، وہ بہت حساس ہے اور اسی عادت کی وجہ
سے بہت سی پرابلم ہو رہی ہیں۔ وہ دل ہی دل میں
کمپلیکس کا شکار ہو رہی ہے۔"
"کون سی نئی بات ہے وہ شروع سے ایسی ہے۔"
صفورہ تیزی سے بولیں۔ "وہ شروع سے ایسی
نہیں، اسے یوں بنانے والے ہم ہیں۔ جب بچے کو
گھر سے توجہ اور محبت نہ ملے تو وہ کمپلیکسڈ ہو جاتا
ہے۔ کبھی تم نے اس سے پیار سے بات کی؟ جیسے تم
ثمرہ سے کرتے ہو؟ اس کے لاڈ اٹھائے؟ جیسے تم ثمرہ
کے اٹھاتے ہو؟ تمہارا یہ سلوک دیکھ کر ثمرہ بھی اس
سے وہی سلوک کرتی ہے۔ اپنے ہی گھر میں وہ خود کو
غیر محسوس کرتی ہے۔"
وقار نے بے زاری سے انہیں دیکھا۔ "اب
میں ہر وقت تو اسے ساتھ چپکا کر نہیں رکھ سکتا۔"
"اس کی دلجوئی تو کر سکتے ہو؟"
وقار نے ٹی وی آف کر کے ریموٹ رکھ دیا۔
"تم یہ بات کیوں نہیں مان لیتیں صفورہ کہ زہرہ ثمرہ
سے بہت مختلف ہے۔ ثمرہ ہر لحاظ سے اس سے بہتر
ہے اور زہرہ ہر لحاظ سے پیچھے۔"

اور ہم یہ کیوں نہیں مان لیتے کہ اس کے ذمہ دار ہم ہیں، وہ ہماری سگی بیٹی ہے۔ وقار اسے ہماری توجہ اور محبت کی ضرورت ہے۔" آخر میں ان کا لہجہ التجائیہ ہوگیا تھا۔

"تو میں نے کب منع کیا ہے تم دو اسے توجہ اور محبت۔ میرے پاس اتنا ٹائم نہیں ہے کہ میں ہر وقت اسے سمجھاؤں، پڑھاؤں۔ میٹرک کی اسٹوڈنٹ ہے کوئی ننھی بچی نہیں۔" یہ کہہ کر وہ لیٹ گئے تھے جس کا مطلب موضوع ختم ہوا اور صفورہ کو ان کی بے حسی دیکھ کر ایک بار پھر اپنے انتخاب پر افسوس ہوا تھا۔

وہ اندر آئیں تو سامنے ہی عفرا اور زہرہ بیٹھی تھیں۔ زہرہ کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جسے دیکھتے ہی ان کی ساری تھکن اڑن چھو ہوگئی تھی۔

"السلام علیکم آنٹی!" ان پر نظر پڑتے ہی عفرا کھڑی ہوگئی۔

"وعلیکم السلام بیٹا! کیسی ہو؟" وہ اسے پیار کرتی ہوئی ان دونوں کے قریب بیٹھ گئیں۔

"میں ٹھیک ہوں آنٹی، مما نے زہرہ کے لیے سوپ بنایا تھا۔ سوچا دے بھی آؤں اور مل بھی آؤں۔"

"اوہ! میری طرف سے اپنی مما کو بہت شکریہ کہنا۔" وہ ممنونیت سے بولیں۔

"میں اس سے یہ پوچھ رہی تھی اسکول کب آئے گی؟"

"کل سے ان شاء اللہ آئے گی۔" جواب صفورہ نے دیا تھا۔

ان کو زہرہ کے گریڈز کی فکر تھی گریڈز اچھے ہوں گے تو اچھے کالج میں داخل ملے گا۔ وہ کسی میل ٹیچر کو گھر نہیں بلانا چاہتی تھیں کیونکہ گھر میں کوئی نہیں ہوتا تھا اور وہ لیٹ آتی تھیں۔

"آنٹی!" وہ سوچ میں گم تھیں جب عفرا کی آواز پر چونکیں۔

"میں زہرہ سے کہہ رہی تھی۔ ہمارے گھر آجایا کرو۔ ہم کمبائن اسٹڈی کرلیا کریں گے۔ مجھے جب کچھ سمجھ میں نہیں آتا میں فخر بھائی یا فاطر بھائی سے سمجھ لیتی ہوں۔"

"اس سے اچھی بات اور کیا ہوسکتی ہے" جیسے بے ساختہ خوش ہو کر بولیں۔ وہ اتنے سال سے ان لوگوں کو جانتی تھیں۔ ان کے سر سے جیسے بہت بڑا بوجھ ہٹا تھا۔

☆☆☆

یہ کوئی تیسری دفعہ تھا جب وہ ایک سوال کو [illegible] رہا تھا اور اب کی بار اس کا لہجہ اونچا ہوگیا تھا اور [illegible] کی آنکھوں میں پانی اکٹھا ہوگیا تھا۔ سامنے [illegible] کتاب دھندلائی تھی۔ عفرا نے چور نظروں سے ز[illegible] کا سرخ چہرہ دیکھا۔

"یہاں دماغ نام کی کوئی چیز ہے یا خالی [illegible] جیسا سر لے کر گھوم رہی ہو۔" فاطر نے پین کی [illegible] اس کے سر پر ماری تو آنسو گالوں سے پھسلتے [illegible] کتاب پر جا گرے۔

"چلو!" وہ جی بھر کر بدمزہ ہوا۔ "ایک تو بات [illegible] بات پر رونے بیٹھ جاتی ہو۔"

اب کے اس نے سر کا رخ اپنی بہن کی طرف کیا جو خاموشی سے اپنا سوال حل کر رہی تھی۔ "اگر آنٹی نے خود مجھ سے بات نہ کی ہوتی تو میں کبھی تمہاری ذمہ داری نہ لیتا۔"

"اور اگر ماما نے مجھے مجبور نہ کیا ہوتا تو میں کبھی مر کر بھی یوں آپ کے سامنے نہ بیٹھی ہوتی۔" وہ یہ جملہ صرف دل میں کہہ سکی۔ اسے کچھ عرصہ پہلے اندازہ ہوا تھا کہ وہ اچھی خاصی لائق اسٹوڈنٹ ہے۔ تین ماہ پہلے فخر بھائی نے پڑھانا شروع کیا تھا۔ امتحان نزدیک تھے اور فخر بھائی کو اپنے ضروری کام کی وجہ سے اسلام آباد جانا پڑ گیا تھا تو مجبوراً یہ ڈیوٹی فاطر کو دینی پڑ گئی تھی۔ وہ خود حیران تھی۔ فاطر جب بھی کچھ سمجھاتا اس کے سر کے اوپر سے گزر جاتا جبکہ وہی سوال عفرا کو صحیح سمجھ میں آتا۔ اب وہ روتی نہ تو کیا کرتی اوپر سے اسے فاطر سے سخت خوف آتا تھا۔ جب وہ گھر ہوتا تو عفرا کے لاکھ بلانے پر بھی وہ نہیں جاتی تھی اور اگر اتفاقاً سامنا ہو جاتا تو یوں بھاگتی جیسے کسی بھوت کو [illegible]

مانی کی جگہ فاطر نے سنبھالی تو اس نے اگلے دن جانے کی بہت آنا کانی کی، لیکن مما اسے کوئی رعایت دینے کو تیار نہیں تھیں۔ انہیں ہر حال میں اس کے اچھے مارکس چاہیے تھے۔ سو مجبوراً اس کو فاطر کو جھیلنا پڑ رہا تھا۔

اور کچھ ایسا ہی خیال فاطر کا تھا۔ اس نے تو صاف کہہ دیا تھا کہ وہ زہرہ کو نہیں پڑھا سکتا، لیکن عفرا کی چہیتی دوست مما اور پاپا کے بعد جب صفورہ آنٹی نے بھی ریکوئسٹ کی تو انکار نہیں کر سکا۔ لیکن ایک ہی ہفتے میں اس لڑکی نے اس کا دماغ گھما دیا تھا۔ مورت کی طرح بیٹھی رہتی، کچھ کہو تو رونا شروع۔ اب بھی تیسری دفعہ سمجھاتے ہوئے اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔

”کیا ہو گیا فاطر! کیوں چلا رہے ہو؟“ تب ہی صائمہ گھبرائی ہوئی اندر داخل ہوئیں۔ زہرہ پر نظر پڑتے ہی وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھیں۔ ”کیوں ڈانٹ رہے ہو اسے؟“

”ڈانٹوں نہیں تو کیا اسے میڈل پہناؤں، ایک ہی بات کو تین دفعہ دہرانے پر بھی اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔“ اس کی غصیلی نظریں اب بھی اس پر جمی تھیں۔

”تو سمجھانے کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم اتنی زور سے ڈانٹو۔ بیٹا کیا سمجھ نہیں آ رہا؟“ اس نے انگلی کتاب پر رکھی تو فاطر کا دل چاہا۔ ایک تھپڑ اسے لگائے۔

”یہ جو آپ کو بتا رہی ہے۔ کیا مجھے نہیں بتا سکتی تھی۔ یہ سمجھ میں نہیں آ رہا، پتھر بن کر بیٹھی ہے۔ آپ کو کیا لگتا ہے میرا وقت فالتو ہے، جو میں اس پر ضائع کر رہا ہوں۔“

اس کے غصیلے انداز پر زہرہ ایک دم صائمہ کے ساتھ لگ کر رونے لگی۔ صائمہ کی ملامت بھری نظروں نے فاطر کو اور اشتعال دلایا تھا۔

”یہ دیکھ رہی ہیں آپ...... بجائے اپنی غلطی ماننے کے یوں رو رہی ہے۔ جیسے میں نے کوئی پہاڑ اس کے سر پر پھوڑ دیا ہو۔ مجھے تو آپ معاف رکھیں اور آئندہ مجھے تم نظر مت آنا۔“

”بیٹا تم پریشان مت ہو، کل پرسوں فخر آ رہا ہے، وہ پڑھائے گا تم دونوں کو اگر اس کے پاس ٹائم نہ ہوا تو میں ٹیوٹر کا بندوبست کر دوں گی، چلو شاباش۔“

انہوں نے اس کے آنسو صاف کیے اور کھڑی ہو گئیں۔

اگلے دن فخر کے آنے پر اس نے شکر ادا کیا تھا۔ پیپرز کے شروع ہوتے ہی اس نے دن رات ایک کر دیے، لیکن جب پیپرز ختم ہوئے تو اس کی تھکن پر اس کی خوشی حاوی تھی۔ کیونکہ پیپرز اس کی امید سے زیادہ اچھے ہوئے تھے اور اس سے زیادہ خوشی صفورہ کو تھی۔ وہ دل سے عفرا کی فیملی کی احسان مند تھیں، جنہوں نے ان کی بیٹی کا مستقبل تاریک ہونے نہیں دیا تھا۔

پیپرز کے بعد جب فراغت ملی تو وہ بوریت کا شکار ہونے لگی تھی۔

وہ صبح سے ٹی وی دیکھ دیکھ کر بور ہو گئی تھی۔ سب اپنے اپنے کاموں پر تھے، زینت آج بھی نہیں آئی تھی، آج کچن میں سب کچھ تھا، لیکن افسوس اسے کچھ بنانا نہیں آتا تھا۔ وہ بریڈ پر جام لگا کر وہی کھانے لگی، تب ہی فون کی بیل پر اس نے بےزاری سے فون اٹھایا۔

کیا کر رہی ہو؟ دوسری طرف عفرا کی چہکتی آواز سنائی دی۔

”کرنا کیا ہے، مکھیاں مار رہی ہوں۔“ اس کی بات سن کر وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

”مکھیاں ہی مارنی ہیں تو یہاں آ جاؤ، اکٹھے مارتے ہیں۔“

”اوکے...... ماما کو فون کر کے بتا دوں تو آتی ہوں۔“ وہ گیٹ لاک کر کے عفرا کے گیٹ کی طرف بڑھی، لیکن گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی اس کے قدم جم گئے، وہاں تو میلہ لگا تھا۔ اس کا دل چاہا، فوراً مڑ جائے، لیکن افسوس سب کی ہی نظر اس پر پڑ چکی

"تمہارا ہی انتظار کر رہی تھی۔" وہ اس کے گلے لگتے ہوئے بولی۔

"بتا نہیں سکتی تمھیں، تمہاری خالہ آئی ہوئی ہیں۔" وہ ناراضی سے اس کا چہرہ دیکھ کر بولی۔

"کیا فرق پڑتا ہے مہمان وہ ہیں، تم نہیں۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے آگے لے آئی۔ وہ سلام کر کے بیٹھ گئی۔

"بیٹا! چائے ڈالوں تمہارے لیے۔"

"نہیں آنٹی!" صائمہ نے حیران ہو کر اسے دیکھا۔

"تمہیں تو چائے بہت پسند ہے۔"

"مما! اس نے کھانا نہیں کھایا۔ پہلے کھائے گی، پھر چائے پیے گی۔"

"کیوں بیٹا، گھر کھانا نہیں کھایا؟ بظاہر بڑی میٹھی زبان میں یہ سوال عفرا کی خالہ بتول نے کیا تھا۔

"نہیں آنٹی! آج زینت آنٹی نہیں آئیں تو کچھ پکا نہیں۔"

"تو لڑکی تم خود کچھ بنا لیتیں۔"

"وہ آنٹی! مجھے کچھ اتنا خاص بنانا نہیں آتا۔" وہ سر جھکا کر شرمندگی سے بولی۔

فخر نے اشارے سے ماں کو خالہ کو روکنے کو کہا۔

"اتنی بڑی ہو گئی ہو۔ ابھی تک کچھ بنانا نہیں آتا۔ تمہاری ماں نے بھی کبھی تمہیں ٹوکا نہیں، خیر وہ گھر میں ہوتی کب ہے۔ ورکنگ وومن ہے۔ بزی رہتی ہوگی، لیکن لڑکی تمہیں خود سیکھنا چاہیے۔ اب میری طیبہ اور ردا کو دیکھو ماشاءاللہ سارے کھانے پکا لیتی ہیں۔ یہ ردا تو تمہارے جتنی ہے پر سارا گھر سنبھال لیتی ہے۔"

"خالہ! یہ آپ کون سی باتیں لے بیٹھی ہیں۔ ابھی وہ چھوٹی ہے۔ پڑھائی بھی ٹف ہے۔ اس دوران کاموں کے لیے وقت نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔" فخر نے اس کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر خالہ کی تقریر کو لگام دینے کی کوشش کی۔

"بھئی جو بھی کہو میرا تو خیال ہے لڑکی جتنا بھی پڑھ لے، کرنا تو اسے ہانڈی چولہا ہے۔"

"خالہ......!"

"فخر! یہ چائے کا کپ ذرا دو بیٹا۔" فخر کو مزید بولنے سے روکا تھا۔

"چلو زہرہ اٹھو اندر چلتے ہیں۔" عفرا نے ناراضی سے خالہ کو دیکھ کر زہرہ سے کہا تھا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟" وہ جو ضبط کرنے کے لیے سر جھکائے چل رہی تھی۔ عفرا کے کہنے پر بے ساختہ سر اٹھایا۔ سامنے ردا اور فاطر کھڑے تھے۔ اس کے چہرے کو دونوں نے چونک کر دیکھا تھا۔ وہ دوبارہ سر جھکا کر آگے نکل گئی اور کچن میں آ کر شیلف کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

"ایک یہ ردا جب بھی آتی ہے فاطر بھائی سے چپک جاتی ہے۔ لاڈو کی فرمائشیں ختم نہیں ہوتیں۔ اتنی عجیب ہے اور مما اسے بہو بنانے کا سوچے ہوئے ہیں اور بھائی......" اس نے افسوس سے سر جھٹکا اور پھر اس پر نظر پڑتے ہی چونک گئی۔

"زہرہ! تمہیں کیا ہوا۔ اور رو کیوں رہی ہو؟" وہ ایک دم اس کے قریب آئی۔ "مجھے پتا ہے تمہیں خالہ کی باتیں بری لگی ہیں نا۔"

تب ہی فخر اندر آیا تھا۔ زہرہ نے تیزی سے اپنے آنسو صاف کیے۔ "مجھے پہلے ہی پتا تھا۔ اندر یہی سین دیکھنے کو ملے گا۔ کم آن یار، تمہیں پتا تو ہے خالہ کی عادت کا، اگنور کیا کرو اور جہاں تک کھانا بنانے کی بات ہے تو یہ ایک آرٹ ہے جو سیکھنا اچھی بات ہے۔ عفرا، مما سے کچھ نہ کچھ سیکھتی رہتی ہے، تم بھی مما کے پاس آ جایا کرو اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر دل برا نہیں کرتے لٹل گرل!" فخر نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو وہ مسکرا دی۔ "اور وہ تم نے سنا نہیں شوہر کے دل میں اترنے کا راستہ معدے سے ہو کر گزرتا ہے۔" فخر کے شرارتی انداز پر جہاں وہ شرما گئی تھی۔ وہیں عفرا کھلکھلا کر ہنس دی تھی۔ وہ باہر نکلا تو فاطر کچن کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔

"بڑے زبیدہ آپا والے مشورے دیے جا رہے تھے۔"

"تم کیا یہاں کھڑے [illegible] جاسوسی کر رہے تھے۔"

وہ بہرحال اب تو نہیں تھی، لیکن جس طرح
[…] اٹیک کرنے بنتا تھا۔"
"[…] کہیں تمہارا کوئی چکر ہے؟" فاطر
[…] ہو کر پوچھا۔
"[…] مار کھاؤ گے۔ وہ بہت چھوٹی
[…] بچپن سے آتی ہے، انسیت
[…] فضول انسان، ہر ایک کو اپنی طرح
[…] کیا کرو۔"
"انسیت کیوں ہے؟" وہ اب بھی باز نہ آیا۔
"مار کھاؤ اور جا کر اپنی ہونے والی منگیتر کو
[…]"
"مشورے کا شکریہ اور آپ کی بھی ہونے
والی منگیتر آپ کی آمد کی منتظر ہیں اور آپ کی ہونے
والی ساس یعنی ہماری خالہ صاحبہ کو آپ کا یوں اٹھ کر
چھوٹی لڑکی کے پیچھے جانا ایک آنکھ نہیں بھایا۔"
"ان کی ناراضی کی تم پروا کرو۔ میرا مستقبل میں
کوئی ارادہ نہیں۔" اب کہ فخر کافی سنجیدگی سے بولا۔
"کیا مطلب؟" فاطر نے چونک کر اسے دیکھا۔
"کچھ نہیں۔" وہ کہہ کر باہر نکل گیا، جبکہ فاطر
کتنی دیر وہیں کھڑا پرسوچ انداز میں اسے دیکھتا رہا۔
"آنٹی کیا بنا رہی ہیں۔" وہ تیزی سے کچن
میں داخل ہوئی۔
"بے بی چکن کو بھی بنا رہی ہوں، کیونکہ ثمرہ
اور وقار صاحب کو مٹن پسند نہیں۔" وہ ہنڈیا بھونتے
ہوئے بولیں۔
"آنٹی! کیا آپ مجھے سکھا سکتی ہیں؟" زینت
نے کچھ حیران ہو کر اسے دیکھا۔
"بے بی! آپ کو کیا ضرورت ہے، جب میں ہوں۔"
"نہیں آنٹی! لڑکیوں کو سب کام آنے چاہئیں۔"
وہ بڑی سمجھداری سے بولی، تو زینت مسکرا دی۔
پھر اس کی روز کی روٹین بن گئی جو گھر میں بنتا وہ
نوٹ بک میں نوٹ کرتی جاتی اور اب وہ خود پکانے لگی
تھی۔ آج اس نے بون لیس چکن بنایا تھا اور بڑے
اہتمام سے ڈائننگ ٹیبل سجایا۔ ثمرہ کو اندر آتے دیکھ
کر اس نے بے اختیار خوشی سے اسے آواز دی تھی۔
"آپی! یہاں آئیں۔"
"کیا ہے زہرہ!" وہ وہیں کھڑی بے زاری
سے بولی۔
"آپی میں نے نئی ڈش بنائی ہے، آپ کھا کر
بتائیں کیسی بنی ہے۔"
"ربش! تمہیں کس نے مشورہ دیا ہے یہ الٹے
سیدھے کام کرنے کا، جب زینت آنٹی ہیں اور مجھے
نہیں کھانا۔ یہ عجیب و غریب کھانا۔" اب کے اس نے
قریب آکر ڈش میں سجے بون لیس چکن کو دیکھ کر کہا۔
"زینت آنٹی میرے لیے ایک دو سینڈوچ
تیار کر کے میرے کمرے میں دے جائیں۔"
زہرہ نے ہونٹ چبا کر آنکھوں میں آئے
آنسوؤں کو روکا۔ پاس کھڑی زینت کو بے اختیار اس
پر ترس آیا جو صبح سے ہلکان ہو رہی تھی۔
"آنٹی! کیا یہ اچھا نہیں بنا۔" وہ بڑی بے
چارگی سے پوچھ رہی تھی۔
"نہیں بیٹا! میں نے چکھا تھا۔ بہت مزے کا
تھا۔ مجھے تو یہ بنانا بھی نہیں آتا۔ میں تو حیران ہوں بے
بی نے یہ ڈش کہاں سے سیکھی۔" انہوں نے اس کا دل
خوش کرنے کی کوشش کی، لیکن جب اپنے دل دکھا دیں
تو غیروں کی باتیں مرہم کا کام نہیں کر سکتیں۔
"آنٹی! کھانا اٹھا لیں۔" وہ بڑی دل گرفتی
سے بولی۔
"بے بی تم تو کچھ کھا لو صبح سے کچھ نہیں کھایا۔"
"نہیں آنٹی! مجھے بھوک نہیں۔" زینت نے
بڑے افسوس سے اسے جاتے دیکھا۔
وہ لاؤنج میں پہنچی ہی تھی کہ فون بج اٹھا، آنے
والا فون عفرا کا تھا۔
"ہائے!" اس کی ہیلو کے جواب میں عفرا کی
چہکتی آواز سنائی دی۔
"کیسا بنا، پھر آج کا کھانا؟"
"پتا نہیں۔" اس کے پوچھنے پر وہ روتی آواز
میں بولی۔

"کیوں... کیا ہوا؟"

"میں صبح سے بنا رہی ہوں، لیکن کسی نے چکھا تک نہیں۔"

"او... "عفرا کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔" اچھا تو اس میں اداس ہونے والی کیا بات ہے۔ میں ہوں نا۔ میں نے ابھی کھانا نہیں کھایا' ڈونگا اٹھاؤ اور سیدھی میری طرف آ جاؤ۔"

"میں آ رہی ہوں۔" وہ ایک دم خوش ہو کر بولی۔

"زینت آنٹی! میں عفرا کی طرف جا رہی ہوں۔" وہ ڈونگا اٹھا کر جاتے ہوئے بولی۔ زینت نے مسکرا کر اسے جاتے ہوئے دیکھا۔ لیکن لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس کے قدم ست پڑ گئے۔ وہاں عفرا کی خالہ اپنی دو عدد بیٹیوں کے ساتھ موجود تھیں۔

"آؤ بیٹا! رک کیوں گئیں؟" عفرا کے پاپا کے کہنے پر اس نے جھک کر ڈونگا ٹیبل پر رکھا اور خود سائیڈ والے ٹیبل پر مجرم کی طرح بیٹھ گئی۔ سب تھوڑا تھوڑا چکن پلیٹ میں ڈال رہے تھے اور اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

"واہ بھئی زہرہ! کمال کر دیا تم نے، بیٹا بہت مزے کا بنایا ہے۔" اس نے جھٹکے سے نظریں اٹھا کر سفیان انکل کو دیکھا۔

"واقعی زہرہ' بہت اچھا بنا ہے۔" صائمہ آنٹی نے بھی اسے داد دی تھی۔

"بڑی اچھی خوشبو آ رہی ہے۔" تب ہی باہر سے بولتا ہوا فخر اور اس کے پیچھے فاطر اندر داخل ہوا تھا۔

"زہرہ چکن بنا کر لائی ہے۔"

"اچھا بھئی، پھر تو ضرور کھانا چاہیے۔" فخر کے کہنے پر اس کی خالہ، صبا اور ردا نے ایک دم اسے دیکھا تھا، جبکہ فاطر ٹی وی لگا کر بیٹھ گیا' جہاں فٹ بال میچ آ رہا تھا۔

"تم بھی لو نا فاطر!" فخر نے کھاتے ہوئے اسے دیکھا۔

"مجھے بھوک نہیں۔"

"پر ابھی تو تم مجھے کہہ رہے تھے بڑی بھوک لگی ہے۔" فخر کے کہنے پر زہرہ کی غیر ارادی نظر اس طرف اٹھی تھی اور اسی وقت اس نے بھی اس کی طرف دیکھا تھا۔ صرف ایک پل لگا تھا زہرہ نے نظریں جھکا لی تھیں' لیکن اگلا لمحہ حیران کن تھا۔ فاطر اٹھ کر ٹیبل تک آیا، وہ اب پلیٹ میں چکن نکال رہا تھا۔ زہرہ کی گھبراہٹ میں مزید اضافہ ہو گیا۔ اسے افسوس ہو رہا تھا، اس نے اس کی طرف دیکھا ہی کیوں اور اگر دیکھا تھا تو وہ اس کی نظروں کا شکوہ کیسے پڑھ گیا اور اگر پڑھ لیا تھا تو دور کیوں کیا۔ وہ اپنی سوچوں میں اتنی گم تھی کہ عفرا کے گھٹنا ہلانے پر چونک کر سیدھی ہوئی۔

"پاپا بلا رہے ہیں۔"

"جی انکل!" وہ ایک دم مؤدب ہو کر کھڑی ہو گئی۔

"یہ تمہارا انعام۔" انہوں نے والٹ سے ہزار کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔

"نہیں انکل!" وہ بوکھلا کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

"انعام کو منع نہیں کرتے بیٹا اور پھر اتنا اچھا کھانا بنانے پر انعام تو بنتا ہے۔ عفرا کو بھی ایسے ہی دیتا ہوں اور تم میرے لیے بالکل عفرا کی طرح ہو۔"

لاؤنج سے باہر نکلتے ہی کب سے رکے اس کے آنسو باہر آ گئے، پیچھے آتی عفرا ایک دم حیران رہ گئی۔

"کیا ہوا زہرہ! کیا پاپا کی کوئی بات تمہیں بری لگی۔"

"نہیں عفرا! تم نہیں جانتیں' یہ ایک نوٹ میرے لیے کتنا قیمتی ہے۔ پہلی بار کسی نے مجھے سراہا ہے۔" کہتے ہوئے اس کی آواز بھرا گئی تھی۔

عفرا نے اسے ساتھ لگا لیا۔ "تم بالکل پاگل ہو زہرہ! اتنا چھوٹا سا تمہارا دل ہے' میں تمہاری دوست' بہن سب کچھ ہوں۔ میرے سب گھر والے تم سے بہت پیار کرتے ہیں' یہ تم بھی جانتی ہو۔" اس نے الگ ہو کر پوچھا تو وہ مسکرا کر سیدھی ہوئی تو نظر پیچھے کھڑے فاطر پر پڑی تو وہ تیزی سے اللہ حافظ کہتی ہوئی باہر نکل گئی۔

☆☆☆

"زینت! یہ کس نے بنایا؟" پالک چکن کے ساتھ رکھی ڈش میں موجود بون لیس چکن دیکھ کر

انہوں نے حیران ہوکر پوچھا' کیونکہ وہ جانتی تھیں۔ زینت ایسے کھانے نہیں بنا سکتی۔

"یہ بے بی نے بنایا ہے اور یہ سلاد دیکھیں، کتنا پیارا ہے، اور یہ سالن کھا کر دیکھیں۔ کتنے مزے کا ہے۔"

"واقعی!" وہ تو حیرت کے مارے کچھ بول ہی نہیں سکیں۔

"بُرا ہوا، آج اتنی خوشی سے بچی ٹیبل تیار کرکے بیٹھی تھی، نہ ثمرہ نے کھایا، بلکہ جھڑک دیا اور شام کو وقار بھائی نے بھی منع کردیا۔ بچی کا دل برا ہوگیا۔ وہ تو بھلا ہو سامنے والوں کا۔ عفرا نے بلالیا۔ وہاں سے آئی تو خوش تھی۔"

صفورہ کا مسکراتا چہرہ سنجیدہ ہوگیا۔ "آپ زہرہ کو بلالائیں۔" کہہ کر انہوں نے ڈھیر سارا چکن اپنی پلیٹ میں ڈالا۔

"آپ نے بلایا ماما؟"

"جی میری جان، یہ سب میری گڑیا نے بنایا ہے۔" انہوں نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنے سامنے کیا۔

"جی ماما!" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"اتنا مزے کا، مجھے تو یقین نہیں آرہا، بلکہ اتنی خوشی ہورہی ہے، بتا نہیں سکتی۔" انہوں نے نوالہ منہ میں لیتے ہوئے چٹخارہ لیا۔ اب کی بار زہرہ کے چہرے کے تاثرات مختلف تھے۔

"آپ کو اچھا لگا ماما!"

"بہت اچھا میری جان۔" ان کے کہنے پر وہ ان کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم نے خود ٹیسٹ نہیں کیا۔"

"نہیں۔" وہ منہ بنا کر بولی۔

"آپی! پاپا کسی نے بھی میرا کھانا ٹیسٹ نہیں کیا۔"

"تو کیا ہوا، ماما تو کھا رہی ہیں نا۔" صفورہ نے نوالہ بنا کر اس کے منہ میں ڈالا۔ اب وہ ایک نوالہ اپنے اور دوسرا اس کے منہ میں ڈال رہی تھیں۔ اور وہ صفورہ کو سارے دن کی روداد سنا رہی تھی اور وہ مسکراتے ہوئے اسے سن رہی تھیں۔

"میرے بچے کو یہ شوق پیدا کیسے ہوا؟" انہوں نے کھانا اس وقت ختم کیا جب انہیں یقین ہوگیا کہ زہرہ کا پیٹ بھر چکا ہے۔

"ماما میں فری تھی نا اور عفرا کو کوکنگ کا شوق ہے، تو اس کے ساتھ میں بھی سیکھنے لگی اور۔" پھر وہ بات کرتے کرتے رک گئی، تو صفورہ چونکیں۔

"اور کیا بیٹا؟" انہوں نے نرمی سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرا۔

"عفرا کی خالہ بہت عجیب ہیں، جب انہیں پتا چلا کہ مجھے کھانا بنانا نہیں آتا تو انہوں نے آپ کے متعلق بہت فضول باتیں کیں۔ مجھے بالکل اچھی نہیں لگیں۔"

صفورہ نے نہیں پوچھا، وہ کیا باتیں تھیں۔

"ہوں" انہوں نے ہنکارا بھرا۔ "زینت میرے لیے چائے لے آنا۔" وہ اسے بازو کے گھیرے میں لے کر لاؤنج میں آگئیں۔

"ماما آج انکل سفیان نے مجھے ایک ہزار روپے دیے انعام، یہ دیکھیں۔" وہ اب بھی ایک ہزار کا نوٹ جیب میں رکھے بیٹھی تھی۔

صفورہ نے غور سے اس کے چہرے کی خوشی دیکھی۔ "ماما! پاپا نے کبھی یوں مجھے پیار نہیں کیا اور نہ ہی گفٹ دیا۔" یہ کہتے ہوئے اس کا چہرہ اداس ہوگیا تھا۔

"زہرہ بیٹا! میں نے اس دن بھی آپ سے کہا تھا۔ ماما ہیں نا، آپ کو کچھ بھی چاہیے۔ ماما سے کہو۔ آپ کی ہر بات میں پوری کروں گی۔"

وہ اس کا سر چومتے ہوئے بولیں۔ انہیں وقار پر غصہ آرہا تھا۔ ایک انسان اپنی ہی اولاد میں اتنا فرق کیسے کرسکتا ہے۔

"تمہیں کچھ چاہیے زہرہ، تمہارا رزلٹ آؤٹ ہونے والا ہے اور مجھے یقین ہے رزلٹ بہت اچھا ہوگا، میں نے تمہارے لیے گفٹ سوچا ہے، لیکن اب گفٹ تمہاری مرضی کا ہوگا۔"

"رئیلی ماما!" اس کی آنکھیں چمکنے لگیں "اور اگر وہ مہنگا ہوا تو۔"

"تو بھی۔" وہ مسکرا کر بولیں۔ وہ جلدی سے

لیپ ٹاپ لے آئی۔ وہ اب انہیں اسکرین دکھا رہی تھی۔ جہاں ایک خوب صورت اور نفیس پینڈنٹ بنا تھا، جس کے آخر میں ایک موتی لٹک رہا تھا۔

''ماما! مجھے یہ بہت پسند ہے۔''

''تو میری بیٹی کو یہ ہی ملے گا۔''

''ماما!'' وہ پہلے حیران ہوئی اور پھر ایک دم ان کے گلے لگ گئی۔

☆☆☆

اس کا رزلٹ آؤٹ ہوا، جو اس کی امید سے بھی زیادہ اچھا تھا۔ اس کے نمبر عفرا سے بھی زیادہ تھے، لیکن عفرا خود سے زیادہ اس کی کامیابی پر خوش تھی۔ اب بے صبری سے شام کا انتظار تھا۔ جب ماما آتیں، لیکن وہ اس کی توقع کے برعکس اس کے فون کے آدھے گھنٹے بعد ہی گھر میں تھیں۔ آتے ہی انہوں نے گلے لگا کر اسے بے تحاشا پیار کیا تھا، لیکن اسے سب سے زیادہ خوشی تب ہوئی جب وقار نے بھی اسے گلے لگا کر پیار کیا۔ پاس کھڑی ثمرہ کو محبت کا یہ مظاہرہ کچھ بھایا نہیں تھا۔

''کیا ہو گیا ہے پاپا! آپ لوگ تو ایسے خوش ہو رہے ہیں، جیسے اس نے پورے پنجاب میں ٹاپ کیا ہو۔ ٹاپ تو ہر سال میں کرتی ہوں، پر ماما کا ایسا جوش میری دفعہ تو دیکھنے کو نہیں ملتا۔''

''بھئی تم تو میری پرنسس ہو، پر زہرہ نے بھی اے گریڈ لے کر کمال کر دیا ہے۔ زینت! وہ مٹھائی لاؤ جو میں خاص اپنی بیٹی کی پسند کی لائی ہوں۔''

''جی باجی! ابھی لائی۔'' زینت فوراً مڑی تھی۔

''دیکھو تمہارا گفٹ بھی آ گیا ہے۔'' صفورہ کے کہنے پر وہ مسکراتی ہوئی ان کی طرف بڑھی۔

''او بیوٹی فل ماما! یہ تو بالکل ویسا ہے۔'' اس نے ہاتھ سے موتی کو چھوا۔

''دکھاؤ۔'' اس کا اشتیاق دیکھ کر ثمرہ بھی اٹھی۔

''ماما! آپ نے کبھی مجھے تو ایسا گفٹ نہیں دیا۔'' اس نے پینڈنٹ کو دیکھنے کے بعد سنجیدہ نظروں سے ماما کو دیکھا۔

''تم نے اپنی کامیابی پر جو مانگا، میں نے وہ دیا، اب جو زہرہ نے مانگا وہ اسے ملے گا۔''

حسد کے مارے ثمرہ کا چہرہ سخت ہو گیا تھا۔

لیکن یہ اب مجھے پسند آ گیا ہے۔ یہ میں لوں گی۔ آپ زہرہ کو اس کے بدلے کچھ اور دے دیں۔''

وہ ایک دم ڈبا بند کرتے ہوئے بولی اور پینڈنٹ پر ٹکی زہرہ کی نظریں ایک پل کو ساکت ہوئیں۔ اس نے ماں کی طرف دیکھا، جو الجھی ہوئی نظروں سے ثمرہ کو دیکھ رہی تھیں۔

''اگر یہ کوئی مذاق ہے ثمرہ تو بہت فضول ہے۔''

''میں سیریس ہوں۔''

''یہ مجھے دو ثمرہ!'' اب کے صفورہ سختی سے بولیں۔

''پاپا! ماما سے کہیں نا، زہرہ کو دوسرا لا دیں۔ مجھے یہ بہت اچھا لگا ہے۔'' ہمیشہ کی طرح وہ زہرہ کی خوشی میں بھنگ ڈال چکی تھی۔ زہرہ بالکل ساکت اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔

''بالکل نہیں۔ یہ زہرہ کا ہے۔'' انہوں نے اس کے ہاتھ سے ڈبا لینا چاہا تو اس نے بازو پیچھے کی طرف موڑ لیا۔

''پاپا!'' ثمرہ روہانسی ہو کر وقار سے لگ گئی۔

''چھوڑو صفورہ! اسے پسند آیا ہے تو اسے دے دو۔'' انہوں نے ثمرہ کو بازوؤں کے گھیرے میں لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں، تم بھی حد کرتے ہو وقار جو جس کا ہے اس کو ہی ملنا چاہیے، کیا کبھی زہرہ نے ثمرہ کی چیز کے لیے یوں ضد کی ہے۔ وہ کبھی کسی چیز کی ڈیمانڈ کرتی ہے اور تب ہی اس کو وہ چیز پسند آ جاتی ہے، لیکن اب نہیں۔'' انہوں نے زبردستی وہ ڈبا اس کے ہاتھ سے چھینا۔

''مجھے پتا ہے۔ آپ کو زہرہ سے محبت ہے، کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے آپ میری سوتیلی ماں ہیں، اگر پاپا کا پیار نہ ہوتا تو میں کبھی آپ کے ساتھ نہ رہتی۔'' کہنے کے ساتھ اس نے ٹیبل پر پڑی کرسٹل کی کتنی نفیس چیزوں کو توڑ ڈالا تھا۔

. اب کے صفورہ حلق کے

"ثمرہ! حد میں رہو۔"

بل چلائیں۔ "ثمرہ!" وقار نے بھی سختی سے اس کا نام کیا۔ زہرہ تو جیسے ساکت ہو کر رہ گئی تھی۔ مٹھائی کی پلیٹ تھامے زینت بھی حیران پریشان تھی۔

"تم میری بہن نہیں دشمن ہو۔ تم ہو کیا، ڈرپوک، کامپلیکسڈ...... جس سے کوئی پیار نہیں کرتا۔"

وہ آگے بھی کچھ کہنا چاہتی تھی، لیکن صفورہ کا تھپڑ اسے چپ کروا گیا تھا۔ اس نے حیرت سے ماں کو دیکھا، جس کا چہرہ غصے کے مارے سرخ پڑ گیا تھا۔

"صفورہ!" اب کی بار وقار غصے میں آگے بڑھے۔ "تمہاری ہمت کیسے ہوئی، میری بیٹی کو ہاتھ لگانے کی، کیا غلط کہا اس نے، کیا زہرہ کا ثمرہ سے کوئی مقابلہ ہے؟ میری بیٹی اس قابل ہے، سب اسے پسند کرتے ہیں۔ اسے کسی کی ضرورت نہیں، چلو ثمرہ!"

وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گئے۔ صفورہ وہیں سر تھام کر بیٹھ گئی تھیں۔

ثمرہ نے بھوک ہڑتال کر دی تھی، لیکن صفورہ نے کوئی پروا نہیں کی اور رات کو صفورہ اور وقار کے درمیان ایک بڑا جھگڑا ہوا تھا، جس کی وجہ یقیناً وہ ہی تھی، ان کے لڑنے کی آوازیں اس کے کمرے تک صاف آ رہی تھیں اور وہ ساری رات اس نے روتے ہوئے گزاری تھی۔ صبح صفورہ کے بینک جاتے ہی وہ ثمرہ کے کمرے میں آ گئی۔ وہ کوئی مووی دیکھ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر اس نے منہ موڑ لیا۔

"آپی! یہ میں آپ کے لیے لائی ہوں۔ یہ آپ کا ہے۔"

"مجھے کوئی ضرورت نہیں، تم رکھو اپنی بھیک اپنے پاس۔"

"آپی پلیز سوری اور یہ رکھ لیں۔" وہ اس کی منت کر رہی تھی۔

اور کچھ آنا کانی کرنے کے بعد اس نے بہت احسان کرتے ہوئے وہ پینڈینٹ کھ لیا تھا اور جب صفورہ کو پتا چلا تو انہوں نے غصے سے اسے ہی ڈانٹ دیا۔ وہ سر جھکائے سنتی رہی۔ انہیں اس پر بے تحاشا ترس آیا تھا۔ انہوں نے اسے گلے لگا لیا۔

☆☆☆

کالج میں ایڈمیشن سے پہلے صفورہ نے اسے ویسا لاکٹ بنوا دیا تھا، لیکن وہ اب بھی ثمرہ سے ناراض تھیں، مگر اسے اس بات کی کوئی پروا نہیں تھی۔

ثمرہ اور پاپا چاہتے تھے وہ ثمرہ کے کالج میں ایڈمیشن لے، لیکن اس نے انکار کر دیا، کیونکہ اب وہ خود کو سمجھنا چاہتی تھی۔ منوانا چاہتی تھی، وہ اور عفرا ایک ہی کالج میں تھے تو کالج لائف بہت اچھی گزر رہی تھی۔

اس دن فرسٹ ایئر کے فائنل پیپرز کی رول نمبر سلپ لینے جانا تھا۔ وہ جوں ہی تیار ہو کر گیٹ سے باہر نکلی۔ باہر کھڑے فاطر کو دیکھ کر اس کے قدم وہیں رک سے گئے تھے۔ کل تک تو اسے یہ ہی پتا تھا۔ فخر بھائی انہیں لے کر جانے والے تھے۔

"زہرہ۔" اسے بت بنا دیکھ کر عفرا کو اسے آواز دینی پڑی تھی۔ تو مجبوراً وہ من من کے قدم اٹھاتی گاڑی کی طرف بڑھنے لگی۔

سفر کے دوران وہ بالکل خاموش تھی۔ جبکہ عفرا مسلسل فاطر کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔ کالج آتے ہی کب سے رکا ہوا سانس اس نے بحال کیا تھا۔

"یہ تمہیں کیا ہوا، اتنا منہ کیوں سوجا ہوا ہے؟"

"فخر بھائی کیوں نہیں آئے۔" عفرا کے سوال کے جواب میں اس نے تیزی سے پوچھا۔

"تو تم اس لیے چپ تھیں؟" عفرا پہلے حیران ہوئی اور پھر افسوس سے سر ہلایا۔ "اتنا ہینڈسم اور پیارا میرا بھائی ہے، تمہیں آخر پرابلم کیا ہے ان سے۔"

"ہینڈسم اور پیارے وہ تمہارے لیے ہوں گے۔ میرے لیے تو وہ خوفناک سے جن ہیں، جن کی بڑی بڑی آنکھوں سے ہر وقت انگارے اور منہ سے لاوا نکلتا رہتا ہے۔" وہ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔

"اب ایسا بھی کچھ نہیں، بس تھوڑے سے غصے والے ہیں۔"

"ہاں بس تھوڑے سے ہی۔" زہرہ منہ ٹیڑھا کر کے بولی۔ جب وہ دونوں باہر آئیں تو وہ ان کے انتظار میں ہی کھڑا تھا۔

"کتنی دیر لگا دی۔ بتایا تو تھا مجھے اپنے کام سے بھی نکلنا ہے۔" وہ اسے اگنور کر کے عفرا سے کہہ رہا تھا۔

"سوری بھائی! رش ہی بہت تھا اور آپ نے جس آدمی کا حوالہ دیا تھا وہ ملا ہی نہیں۔" وہ اب بھی پیچھے خاموشی سے ان دونوں بہن بھائی کی باتیں سن رہی تھی۔

"بھائی بہت بھوک لگی ہے۔" وہ جتنی جلدی اس سفر سے نجات چاہتی تھی، عفرا کے نخرے اتنے بڑھتے جا رہے تھے، فاطر نے کچھ کہے بغیر گاڑی ایک برگر کارنر پر روکی۔ وہ تین برگر اور کوک کا آرڈر دے کر واپس آ گیا، جبکہ وہ غصے سے عفرا کو گھور رہی تھی۔

لڑکا تین پلیٹ لے کر آیا۔ فاطر نے ایک عفرا کو تھمائی، دوسری اپنی گود میں رکھی اور تیسری پیچھے کی طرف گھمائی، جب کہ وہ یوں ہی بت بنی بیٹھی رہی۔

"اب پکڑو گی بھی یا نہیں۔" وہ سر گھما کر اسے گھورتے ہوئے بولا۔

"مجھے بھوک نہیں۔" وہ منمناتی ہوئی آواز میں بولی۔

"تو پہلے بولنا تھا۔ حرام کے پیسے نہیں ہیں میرے کھانا ہے تو کھاؤ، ورنہ باہر پھینک دو۔"

اس نے تیزی سے پلیٹ اس کے ہاتھ سے لے لی، مبادا وہ اس کے سر پر ہی نہ چھوڑ دے۔ ویسے بھی اسے شروع سے ہی اس کا سر بہت پسند تھا۔ کوئی بھی چیز مارنے کے لیے چاہے وہ چھپڑ ہو، پن ہو یا انگلی، وہ چھوٹے چھوٹے نوالے لینے لگی۔

مشکل سے اس نے آدھا برگر کھایا ہوگا اور وہ خود بہن، بھائی فارغ بھی ہو گئے تھے۔ فاطر نے ہارن دے کر اس لڑکے کو بل لانے کو کہا۔ جب وہ پلیٹ واپس کر رہے تھے، اس نے ڈر کے مارے ... کی پوری کوک اسے تھما دی۔ فاطر نے قہر بھری نظروں سے اسے گھورا۔ جواباً وہ گھبرا کر سر جھکا گئی۔

☆☆☆

یونی ورسٹی میں آج سارا دن تھکا دینے والا تھا۔ اس کا ارادہ لمبی تان کے سونے کا تھا، لیکن لاؤنج کا دروازہ کھولتے ہی ثمرہ کی چیختی چنگھاڑتی آواز نے اس کا استقبال کیا تھا۔ اس نے سختی سے آنکھیں میچ کر انہیں کھولا اور گہرا سانس لے کر اندر داخل ہوئی۔

"جو اولاد اپنے ماں، باپ کا کہنا نہیں مانتی، ان کے تجربے کو جھٹلاتی ہے، وہ ہمیشہ ذلیل و خوار ہی ہوتی ہے۔" صفورہ نے غصیلی نظریں ثمرہ کے چہرے پر جماتے ہوئے کہا۔

"او پلیز...... بچپن سے یہ ڈائیلاگ سنتی آ رہی ہوں، مجھے ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا، میں صرف یہ جانتی ہوں، زندگی میری ہے، اسے کس طرح گزارنا ہے، یہ حق صرف میرا ہے۔"

"اگر ایسا ہے تو مجھ سے کیوں بات کر رہی ہو، جو تمہارا دل کرتا ہے کرو۔"

"تو آپ کا مطلب ہے آپ عدیل کی فیملی سے نہیں ملیں گی۔"

"بالکل ٹھیک سمجھی ہو تم۔" ثمرہ کتنی دیر غصے اور بے بسی سے صفورہ کا چہرہ دیکھتی رہی۔

"بہت پچھتائیں گی آپ۔" اس کا انداز دھمکی لیے ہوئے تھا۔ دروازے میں کھڑی زہرہ نے گھبرا کر صفورہ کا چہرہ دیکھا، لیکن ان کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔

وہ کتنی دیر وہیں کھڑی رہی، یہاں تک کہ صفورہ اور ثمرہ دونوں اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔

☆☆☆

صبح اس کی آنکھ عفرا کے فون سے کھلی تھی۔ آج ان کی یونی ورسٹی میں فنکشن تھا اور وہ اسے تیار ہونے کا کہہ رہی تھی۔ کل گھر میں جو بے مزگی ہوئی تھی اس کے بعد اس کا دل بہت خراب تھا۔ وہ اٹھ کر ... آ گئی۔ اس کا ارادہ عفرا کو منع کرنے کا تھا۔

"تم تیار نہیں ہوئیں۔" اسے یوں آتا دیکھ کر صفورہ نے پوچھا۔

"ماما میرا دل نہیں چاہ رہا، سوچ رہی ہوں ...

منع کردوں۔"

"کیوں منع کرتا ہے یہ تمہارا یونی ورسٹی میں آخری سال ہے۔ یہ دن دوبارہ کبھی لوٹ کر واپس نہیں آتے، جتنا ہو سکے اسے انجوائے کرو اور مجھے یہ بھی پتا ہے تم کیوں منع کر رہی ہو، تم جس کی وجہ سے اپنا دل خراب کر رہی ہو، اس کی تو جولی کو بھی پروا نہیں۔ سو اس کے لیے تمہیں اپنا دن خراب کرنے کی ضرورت نہیں۔ چلو جاؤ شاباش، اچھی طرح تیار ہو کر آؤ۔ صفورہ کے پکارنے پر وہ گہرا سانس لے کر کھڑی ہو گئی۔

جب وہ تیار ہو کر نیچے اتری صفورہ، زینت کے ساتھ بات کر رہی تھیں، ان دونوں کی نظریں بے اختیار اس کی طرف اٹھیں اور پھر جیسے اس کے چہرے پر رک گئیں۔

"باجی یہ ہماری بے بی ہے۔" زینت نے شرارتی انداز میں اسے دیکھا۔

"ہاں زینت یہ خوب صورت لڑکی ہماری زہرہ ہی ہے۔" صفورہ کے پیار کرنے پر وہ جھینپ کر سر جھکا گئی تھی۔ وہ پنک فراک اور پاجامے میں کھلے بالوں اور ہلکے میک اپ کے ساتھ واقعی بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔ وہ تیز تیز چلتی عفرا کے گیٹ کی طرف بڑھی اور لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اس نے بلند آواز میں سلام کیا تھا۔

"ارے واہ ...... کیا بات ہے زہرہ آج تو بہت پیاری لگ رہی ہو۔" ٹی وی دیکھتی صائمہ نے ستائشی انداز میں اسے دیکھا تھا۔

آنٹی عفرا تیار ہے۔" ہلکی سی مسکراہٹ کے بعد اس نے عفرا کا پوچھا تھا۔

"جاؤ بیٹا، دیکھ لو اپنے کمرے میں ہے۔" وہ تیزی سے عفرا کے کمرے کی طرف بڑھی۔

"ارے زہرہ۔"

"او پلیز عفرا، اب تم کچھ مت کہنا، جلدی کرو، دیر ہو رہی ہے۔" کہنے کے ساتھ وہ آئینے کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے غور سے اپنا چہرہ دیکھا۔ "ہلکی سی لپ اسٹک، آئی لائنر اور مسکارے کے علاوہ کوئی شے اس کے منہ پر نہیں تھی، پھر سب کو وہ خوب صورت کیوں لگ رہی تھی۔

"میں منہ دھونے جا رہی ہوں۔" آخر کار اس نے حتمی فیصلہ کیا۔

"بکومت پہلے ہی کوئی میک اپ نہیں کیا اوپر سے جو دو تین لائنیں گھسیٹی ہیں انہیں بھی دھونے جا رہی ہو، تم یونی ورسٹی فنکشن میں جا رہی ہو، کسی کے افسوس پر نہیں۔" عفرا اپنی ہیل والی سینڈل کے اسٹریپ بند کرتے ہوئے بولی۔

"اور یہ لو تھوڑی لپ اسٹک ڈارک کرو اور یہ پرفیوم بھی چھڑک لو ماسی بتول۔" یہ کہہ کر وہ خود واش روم میں گھس گئی۔ زہرہ نے ایک دفعہ لپ اسٹک کو دیکھا اور پھر سر نفی میں ہلا کر واپس رکھ دی۔ ابھی اس نے پرفیوم کا ڈھکن کھولا ہی تھا کہ پیچھے سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔ اس نے تیزی سے آئینے میں دیکھا اور اس میں جو عکس نظر آیا وہ حقیقت تھا یا الوژن ...... بہر حال اس کے ہاتھ سے پرفیوم کی بوتل چھوٹ کر ماربل کے فرش پر گر کے چکنا چور ہو گئی۔

"کیا ہوا۔" آواز پر گھبرائی ہوئی عفرا باہر نکلی۔ ٹوٹی ہوئی بوتل سے ہوتی ہوئی نظریں ساکت کھڑی زہرہ پر گئیں۔ جس کی آنکھیں یوں کھلی تھیں جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو۔ فاطر ہنکارا ابھر کر اندر داخل ہوا۔

"سوری، مجھے پتا نہیں تھا تمہارے علاوہ بھی کمرے میں کوئی اور ہے۔" وہ عفرا سے کہہ رہا تھا۔

"اٹس او کے بھائی، یہ زہرہ ہے، غیر تھوڑی ہے اور تم زہرہ ایسے کیوں گھور رہی ہو، پہچانا نہیں، یہ فاطر بھائی ہیں۔" عفرا کے کہنے پر اس نے تھوک نگل کر نظریں جھکا لیں۔

"پہچانا نہ ہوتا تو یہ حال نہ ہوتا۔" فاطر نے زیر لب مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ ابھی بھی ویسی ہی ہے، حواس باختہ، جبکہ تم تو بڑی تعریفیں کر رہی تھیں، زہرہ ایسی ہو گئی ہے، ویسی ہو گئی ہے، میں سمجھا پتا نہیں ان چار سالوں میں میرے پیچھے کون سا انقلاب آ گیا ہے۔ یہ

امپروومنٹ ہوئی ہے تمہاری زہرہ میں، تمہارا پرفیوم ہی توڑ دیا۔" زہرہ نے بے ساختہ اپنے ہونٹ دانتوں تلے۔ دبا لیے تھے۔

"اٹس او کے زہرہ۔" اس کا لال پڑتا چہرہ دیکھ کر عفرا تیزی سے بولی۔

"بھائی آپ بھی نا آتے ہی شروع ہو گئے، چلو زہرہ دیر ہو رہی ہے۔" عفرا کہہ کر تیزی سے باہر نکل گئی، جبکہ اس نے بوکھلا کر دروازے کی طرف دیکھا، جہاں فاطر دونوں بازو سینے پر باندھے کھڑا تھا۔

"نہیں جانا کیا۔" اس کے یوں ہی کھڑے رہنے پر وہ ابرو اچکا کر پوچھنے لگا، تو وہ تیزی سے آگے بڑھی، لیکن دروازے کے قریب اسے رکنا پڑا، جہاں وہ پھیل کر کھڑا تھا، پتا نہیں وہ اسے اس طریقے سے کیوں تنگ کر رہا تھا۔ اس نے نظریں اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا جہاں شرارت ہی شرارت بکھری تھی۔

"فاطر بھائی۔" وہ بمشکل بولی۔

"ہاں بولو۔"

"راستہ دے دیں۔"

"بس یہ ہی دیکھنا چاہتا تھا ان گزرے سالوں میں، کہیں گونگی تو نہیں ہو گئیں۔" وہ مسکرا کر کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا اور وہ یوں بھاگی جیسے رکی تو وہ اسے کھا ہی جائے گا۔ باہر عفرا غصے میں نئی بحث میں لگی تھی۔

"میں نے کل فخر بھائی کو بتا دیا تھا، پھر وہ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"بیٹا۔۔۔ ایمرجنسی آ گئی تھی۔ فاطر تم لوگوں کو چھوڑ آئے گا۔" وہ جو بمشکل سنبھلی تھی اسے پھر جھٹکا لگا۔

"مما! بھائی رات کو تھکے ہوئے آئے ہیں۔"

"میں پلین میں بیٹھ کر آیا ہوں عفرا، اسے دھکا دے کر نہیں لایا۔" پیچھے سے فاطر کی آواز آئی، جسے سن کر اس کے سوا صائمہ اور عفرا دونوں ہنس پڑے تھے۔ ایک پل کے لیے زہرہ کے دل میں آیا وہ منع کر دے، لیکن اس سے عفرا کے ناراض ہونے کا خدشہ بھی تھا۔

"ہاں بھئی، کہاں جانا ہے۔" ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے فاطر نے پوچھا۔

"بھائی! اتنے عرصے میں راستے بھول تو نہیں گئے۔" مطلوبہ پتا بتا کر عفرا نے پوچھا تھا۔

"اب اتنی بھی کمزور یادداشت نہیں میری، کیا میں نے تمہاری دوست کو نہیں پہچان لیا، کہاں وہ اول جلول حلیہ اور کہاں یہ تیاری۔" وہ پھر سے اسے درمیان میں گھسیٹ لایا تھا۔

"تم لوگوں کے پاس صرف ایک گھنٹہ ہے، میں یہیں قریب میں ہوں۔ آتے ہی فون کروں گا، فوراً باہر آ جانا، میں ویٹ نہیں کروں گا۔" وہ کہہ کر گاڑی بھگا لے گیا تھا۔

"یہ آج بھائی کو کیا ہوا ہے۔" عفرا نے خود کلامی کی تھی، جبکہ زہرہ نے گہرا سانس لے کر خود کو ریلیکس کیا تھا۔ اندر رنگ و بو کا ایک سیلاب برپا تھا۔ ہر کوئی لگتا تھا جی جان لگا کر تیار ہوا تھا۔ لڑکیاں تو لڑکیاں لڑکے بھی کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ وہ دونوں اپنے گروپ کی طرف بڑھ گئی تھیں۔

"تم کچھ لو گی۔" زہرہ جو اسٹیج کی طرف دیکھ رہی تھی، عفرا کے پوچھنے پر اسے دیکھنے لگی۔

"جو اپنے لیے لاؤ گی میرے لیے بھی لے آنا۔" عفرا سر ہلا کر اٹھ گئی۔ وہ دوبارہ اسٹیج کی طرف متوجہ ہو گئی، جہاں ان کی کلاس کا نعیم اپنی سریلی آواز کا جادو بکھیر رہا تھا۔

"ہیلو زہرہ۔" وہ جو گانوں کے بولوں میں پوری طرح گم تھی، مردانہ آواز پر چونک کر سیدھی ہوئی، فائنل ایئر کا اسٹوڈنٹ زوہیب جو یونیورسٹی کا سب سے بریلینٹ اور ہینڈسم لڑکا کہلاتا تھا، اس کے سامنے کھڑا تھا۔ وہ حیرت کے مارے کچھ بول نہیں سکی، جب کہ اس کی حیرت دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔" دائیں سامنے رکھی کرسی کی طرف اشارہ کر کے ... نے بے ساختہ نظریں سامنے دوڑائیں ... اتنے ہجوم میں اسے عفرا کہیں نظر نہیں آئی۔

''مس زہرہ۔'' وہ دوبارہ اس سے اجازت مانگ رہا تھا۔ وہ اب اسے منع تو نہیں کرسکتی تھی۔

''جی بیٹھ جائیں۔'' اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا۔

''میرا نام زوہیب ہے، میں آپ کا سینئر ہوں، آپ نے شاید مجھے کبھی اتنا نوٹس نہیں کیا ہوگا، لیکن میں پچھلے ایک سال سے صرف آپ کو ہی نوٹ کررہا ہوں۔'' زہرہ کے لیے یہ بات کسی جھٹکے سے کم نہیں تھی۔

''میں جو بات آج آپ سے کرنے آیا ہوں، پچھلے ایک سال سے کرنے کی کوشش کررہا تھا۔ کوئی اور ہوتا تو شاید میں کب کا کہہ چکا ہوتا، لیکن آپ سب سے بہت مختلف ہیں اور میرے لیے بہت خاص بھی۔ آج ہمارا یونی ورسٹی میں آخری دن ہے، اس کے بعد سب الگ الگ راستوں پر چلے جائیں گے، لیکن میں چاہتا ہوں ہمارے راستے ایک ہوں۔ زہرہ بظاہر اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی، لیکن اس کی دھڑکن اتنی تیز ہوچکی تھی کہ اپنی دھڑکن کی آواز اسے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔

''مجھے آپ بہت اچھی لگتی ہیں، میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔'' کہنے کے ساتھ اس نے سامنے رکھے گلدان سے گلاب کی کلی نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔ اب کی بار زہرہ کا چہرہ لال پڑ گیا تھا۔ اس کی نظریں جھک کر اس کلی پر ٹھہر گئیں۔

''آپ اگر اجازت دیں تو میں اپنے پیرنٹس کو بھیجنا چاہتا ہوں۔'' زہرہ کی پلکوں پر جیسے منوں بوجھ اتر آیا تھا۔ زوہیب کو اس کی جھکی پلکیں، گلابی چہرہ اور اٹریکٹ کررہا تھا۔

''زہرہ کیا تم یہ پھول قبول کرکے میرے سوال کا جواب دے سکتی ہو۔'' وہ جیسے اس کی مشکل سمجھ گیا تھا۔ زہرہ نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اس کلی کو تھاما اور نظریں اٹھا کر اس کے چہرے کو دیکھا، لیکن نظریں اس کے چہرے پر ٹھہرنے کے بجائے زوہیب کے بالکل پیچھے کھڑے فاطر پر جا کر رک گئیں۔ کیا تھا اس کی آنکھوں اور چہرے پر، کلی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی تھی۔ وہ بڑے بے ساختہ انداز میں کھڑی ہوئی تھی اور اس کے یوں کھڑے ہونے پر زوہیب بھی تیزی سے کھڑا ہوا۔

''تھینک یو...... تھینک یو ویری مچ زہرہ۔'' اپنی خوشی میں اس نے زہرہ کے ہاتھ سے گری کلی اور اس کے ہوائیاں اڑاتے چہرے پر غور ہی نہیں کیا تھا۔

''میں کل ہی ممی، پاپا کو بھیجتا ہوں۔'' وہ نہیں جانتی تھی، وہ کیسے اس کا گھر اور پتا جانتا ہے، وہ بس خوف زدہ نظروں سے فاطر کے بھینچے ہوئے ہونٹوں کو دیکھ رہی تھی۔

''ارے بھائی، آپ اتنی جلدی آگئے۔'' تب ہی پیچھے سے دونوں ہاتھوں میں پلیٹ تھامے عفرا ان دونوں کے پاس آئی تھی۔

''گھر چلو۔'' وہ کہہ کر مڑا۔

''لیکن بھائی، ابھی تو فنکشن شروع ہوا ہے۔''

''تم نے سنا نہیں، میں نے کیا کہا۔'' وہ اتنے غصے سے بولا کہ عفرا کے ساتھ وہ بھی اپنی جگہ پر ہل کر رہ گئی۔ وہ تیزی سے مڑ گیا تھا، جبکہ عفرا روہانسی ہوکر اسے دیکھنے لگی۔

''بھائی کو کیا ہوا ہے۔'' جب کہ وہ خود اس کے اتنے شدید ردعمل پر حیران تھی، وہ دونوں بھاگنے کے انداز میں اس کے پیچھے آئی تھیں۔ ان دونوں کے بیٹھتے ہی فاطر نے بڑے جارحانہ انداز میں گاڑی اسٹارٹ کی تھی۔ عفرا اس کے اتنے ناراض ہونے پر حیران تھی۔ حیران تو زہرہ بھی تھی، پر وہ ڈر زیادہ رہی تھی۔ پتا نہیں اس نے کیا، کیا سنا تھا اور کیا، کیا سمجھا تھا اور اگر اس نے گھر بتادیا تو ایک نیا طوفان آجائے گا۔ سارا راستہ اس نے ہاتھ مسلتے گزارا، اس کا خیال تھا فاطر اس سے کچھ تو کہے گا، لیکن جب وہ بغیر اسے دیکھے اور کہے اتر گیا تو وہ مطمئن ہونے کے بجائے اور پریشان ہوگئی۔

ساری رات اس نے اٹھتے بیٹھتے گزاری تھی، کبھی پرشوق نظروں سے دیکھتی آنکھیں اس کے

چہرے پر مسکراہٹ لے آتیں، لیکن اگلے ہی پل ان پر غصے سے گھورتی نظریں حاوی ہو جاتیں، اسے صبح کا انتظار تھا، جب وہ عفرا سے سب شیئر کرتی۔

☆☆☆

وہ کچن میں داخل ہوئی تو فاطر پہلے سے موجود تھا۔ اس نے کچھ حیران ہو کر گھڑی کی طرف دیکھا، جہاں صبح کے سات بج رہے تھے۔

''السلام علیکم بھائی۔''

''وعلیکم السلام!''

''آج آپ اتنی جلدی اٹھ گئے۔''

''ہاں آنکھ جلدی کھل گئی۔'' وہ جواب دے کر دوبارہ چائے پینے لگا۔ عفرا نے بغور اپنے بھائی کا چہرہ دیکھا اور پانی کا گلاس لے کر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

''آپ کچھ پریشان ہیں بھائی۔'' فاطر نے نظریں اٹھا کر عفرا کو دیکھا اور کپ ٹیبل پر رکھ دیا۔

''پریشان تو نہیں، پر کچھ سوچ رہا ہوں۔'' عفرا نے ابرو اچکائے۔

''اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھ سے اپنا مسئلہ شیئر کر سکتے ہیں۔'' اب کی بار فاطر مسکرا دیا تھا۔

''ویسے میرا مسئلہ حل بھی تم ہی کر سکتی ہو۔''

''اچھا۔'' اب کی بار عفرا کچھ پرجوش ہو کر آگے کو جھکی۔

''تمہیں اپنی سہیلی کیسی لگتی ہے۔''

''زہرہ کی بات کر رہے ہیں۔'' وہ کچھ الجھ کر پوچھنے لگی۔

''ظاہری بات ہے، ایک ہی تو تمہاری سہیلی ہے۔''

''بھائی آپ کو پتا تو ہے، میری اگر کوئی بہن ہوتی تو بالکل زہرہ جیسی ہوتی۔''

''اتنی اچھی ہے کہ تم اسے دوست، بہن کے علاوہ کوئی درجہ دے سکو۔'' اس نے کچھ الجھ کر فاطر کو دیکھا۔

''میں سمجھی نہیں بھائی۔''

''اگر وہ تمہاری بھابھی بن جائے تو؟''

''آپ کا مطلب ہے فخر بھائی۔'' وہ خوشی سے بولی۔ فاطر نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

''بات میں کر رہا ہوں یا فخر؟''

''آپ بھائی؟'' اب کی بار عفرا حیرت کی شدت سے اتنا ہی کہہ سکی۔

''کیوں، مجھے کیا ہوا ہے؟'' اس کی اتنی حیرانی فاطر کو ایک آنکھ نہیں بھائی تھی۔

''لیکن بھائی! آپ کو تو زہرہ بالکل پسند نہیں تھی۔''

''یہ تم سے کس نے کہا؟'' وہ زیرِ لب مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔

''یہ کوئی کہنے والی بات ہے آپ کا ایٹی ٹیوڈ بتاتا ہے ہمارے گھر میں صرف آپ ہیں جو اس سے روڈ ہیں اور آپ کو دیکھ کر تو اس کی جان نکل جاتی ہے۔'' فاطر کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔

''سوچو اس کو ڈرانے میں کتنا مزا آئے گا۔''

''بھائی۔'' وہ برا مانتے ہوئے بولی۔ ''میری دوست اس قابل ہے کہ اس سے پیار کیا جائے نہ کہ اسے ڈرایا جائے۔''

''اچھا۔'' وہ ابرو اچکا کر بولا۔

''یہ بتائیں آپ نے ماما، پاپا یا بھائی سے بات کی؟''

''نہیں...... پہلے تم سے کر رہا ہوں۔''

''لیکن بھائی! ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی، آپ کو تو وہ بالکل پسند نہیں تھی، تو یہ اچانک بات شادی تک کیسے پہنچ گئی۔ وہ ابھی تک وہیں اٹکی تھی۔ ''میں نے کبھی کہا، وہ مجھے پسند نہیں۔'' وہ الٹا اسی سے سوال کرنے لگا۔

''ہاں یہ اور بات ہے کہ اچانک بات شادی تک پہنچ گئی، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں شروع سے اس پر نظر رکھے بیٹھا تھا۔''

''اب آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔'' اس نے مسکرا کر فاطر کو دیکھا۔

''اپنی دوست کی مرضی پوچھو۔'' وہ کپ خالی کر چکا تھا۔

''مرضی پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔''

گی تو وہ نہ تھوڑی کرے گی۔'' فاطر نے افسوس سے سر ہلایا۔

''بات یہاں تم سے شادی کرنے کی نہیں، مجھ سے شادی کرنے کی ہو رہی ہے، ہوسکتا ہے وہ کسی اور کو پسند کرتی ہو۔'' عفرا کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

''میں بچپن سے جانتی ہوں اسے اور دعوے سے کہہ سکتی ہوں وہ پسند وسند سے بہت دور ہے، وہ تو لڑکوں سے دس فٹ کے فاصلے پر ہی راستہ بدل لیتی ہے۔'' عفرا کے لہجے میں یقین ہی یقین تھا۔

''ہاں...... وہ آپ سے ڈرتی ضرور ہے، لیکن میں اسے کنونس کرلوں گی، کیونکہ اب مجھے لگ رہا ہے آپ کے ساتھ اس کے علاوہ کوئی اور اچھا ہی نہیں لگ سکتا، پتا نہیں یہ خیال مجھے کیوں نہیں آیا۔'' آخر میں وہ اپنے سر پر ہاتھ مار کر بولی۔

''نہیں بیٹا عقل عقل کی بات ہے۔'' فاطر اسے چڑاتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

''اب میں سونے جا رہا ہوں۔'' وہ انگڑائی لیتے ہوئے بولا۔

''اور میرا کام جلدی ہو جانا چاہیے۔''

''بڑی جلدی ہے، ابھی تو فخر بھائی کا نمبر پہلے ہے۔''

''تم میرا تو کام کرو، اس کا جب دل چاہے گا کرلے گا۔''

''اچھا بھائی کتنے بے صبرے ہو رہے ہیں، آج ہی چلی جاؤں گی۔'' اس کی ایک ہی رٹ سے چڑ کر وہ منہ پھلا کر بولی تو وہ مسکراتا ہوا کچن سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆

دروازہ کھلنے پر اس نے کمبل ہٹا کر دیکھا اور عفرا کو دیکھ کر وہ جھٹ سے اٹھ بیٹھی تھی۔ ''خیریت تم اتنی صبح۔''

''گھڑی دیکھو محترمہ صبح کے گیارہ بج رہے ہیں اور میں تو صبح سات بجے ہی آنا چاہ رہی تھی، بڑی مشکل سے اس وقت تک خود کو روکا ہے۔''

''کیوں کیا ہوا، سب ٹھیک ہے۔'' پہلے وہ چونکی اور پھر منتظر نظروں سے عفرا کا چہرہ دیکھنے لگی۔

یقیناً فاطر نے عفرا کو سب بتا دیا ہوگا۔

''تم بڑی گھنی نکلیں ہو، اتنا کچھ ہو گیا اور تم نے مجھے خبر تک نہیں ہونے دی۔'' وہی ہوا جس کا اسے ڈر تھا۔

''یقین کرو عفرا اس میں میرا کوئی قصور نہیں، مجھے تو پتا ہی نہیں وہ پچھلے ایک سال سے مجھے فالو کررہا ہے اور یوں اچانک مجھے پرپوز کردے گا۔''

''نہیں۔'' عفرا حیران ہوئی۔ ''بھائی نے کل تمہیں پرپوز بھی کردیا، یہ تو انہوں نے مجھے بتایا ہی نہیں۔''

''تم کس کی بات کررہی ہو۔'' زہرہ نے حیران ہو کر پوچھا۔

''فاطر بھائی کی اور کس کی۔''

''پاگل ہوگئی ہو، فاطر بھائی بیچ میں کہاں سے آگئے؟ میں تو زوہیب اصغر کی بات کررہی ہوں۔''

''کیا۔'' اب کی بار چیخنے کی باری عفرا کی تھی۔

''یہ زوہیب اصغر بیچ میں کہاں سے آگیا اور اس نے تمہیں کب پرپوز کیا؟ زہرہ نے ایک لمحہ رک کر سوچا اور پھر کل جو ہوا تھا سب عفرا کو بتا دیا۔

''ہوں تب ہی میں سوچوں بھائی کو کیا ہوا ہے۔'' اس کی سرگوشی پر زہرہ کے کان کھڑے ہوگئے تھے۔

''کیا کہا فاطر بھائی نے۔''

''انہوں نے کہا تم سے پوچھ کر آؤں، وہ تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں، تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں۔'' اس کی بات سن کر زہرہ کو ایک دم سکتہ سا ہو گیا تھا۔ اس سے زیادہ انہونی بات اس کی بائیس سالہ زندگی میں کبھی نہیں ہوئی تھی۔

''فاطر بھائی...... نہیں۔'' زہرہ کا سر نفی میں ہلا۔

''کیا نہیں؟'' عفرا نے پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔ ''تم میرے بھائی کو نہ کررہی ہو، اس زوہیب اصغر کے لیے، مطلب سمجھتی ہو اس بات کا۔''

''عفرا پلیز۔'' وہ بے بسی سے بولی۔

''کیا پلیز؟ تم میرے سامنے میرے بھائی کو ریجیکٹ کررہی ہو۔''

''عفرا میں نے نہ کہا؟'' اس کا غصیلا انداز

دیکھ کر وہ بے ساختہ بولی۔
''یعنی تم بھی بھائی کو پسند کرتی ہو۔''
''اب میں نے ایسا بھی کچھ نہیں کہا۔''اب کے وہ نظریں چرا کر بولی۔
''اور ایسا کہنا بھی مت، ورنہ تم مجھے کھو دو گی۔''
''عفرا۔'' زہرہ بے ساختہ بولی تھی۔ اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا، جسے دیکھ کر عفرا کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔
''مجھے پتا ہے، تم مجھ سے بہت پیار کرتی ہو۔''
''لیکن عفرا! فاطر بھائی مجھ سے وہ کیوں ایسا کہہ رہے ہیں، تم جانتی ہو کہ وہ میرے ساتھ کیسے ہیں۔''
''ضروری نہیں جو دکھائی دے وہی سچ ہو پسند کرنے کے لیے ایک لمحہ کافی ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ لمحہ ان کی زندگی میں آ گیا ہو، تم خوش نہیں، ہم اکٹھے رہیں گے۔''
''ہم تو اکٹھے رہیں گے، لیکن فاطر بھائی۔''
اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔
''یار تم وہم کرنا چھوڑو اور آنٹی سے پوچھو، پھر مجھے فون پر بتا دو، میں مما اور پاپا کے ساتھ پہنچ جاؤں گی، دلہن کا جوڑا لے کر۔'' کہنے کے ساتھ عفرا نے اسے گلے لگا لیا۔ زہرہ کے ہونٹوں پر آنے والی مسکراہٹ بے ساختہ تھی، لیکن اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ سکڑ گئی تھی۔
''پر عفرا! وہ ذوہیب وہ بھی اپنے پیرنٹس کو لے کر آج یا کل آ جائے گا۔''
''تم منع کر دو گی تو وہ کیسے آئے گا۔'' زہرہ کچھ بولنے لگی تھی، لیکن پھر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئی۔ عفرا کے جانے کے بعد وہ کتنی دیر الجھی بیٹھی رہی۔ فاطر اس سے شادی کرنا چاہتا ہے، یہ بہت حیران کن تھا۔
''تو کیا وہ اس لیے اتنے غصے میں تھا کہ اس نے ذوہیب کو سب کہتے سن لیا تھا، تو کیا وہ اسے پسند کرتا ہے، لیکن کب سے اسے تو بہت سوچنے پر بھی کچھ ایسا یاد نہیں آ رہا جو خاص ہو۔ کتنے ہی سوال اس کے گرد گھوم رہے تھے، جس کا جواب فاطر ہی دے سکتا تھا۔ وہ صفورہ سے بات کرنے کے لیے اس کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی، جب اندر ثمرہ کے کمرے سے زور زور سے چیخنے کی آواز آنے لگی۔ وہ بے ساختہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔
''لیں آ گئی، آپ کی چہیتی لاڈلی جس کی مثالیں دیتے، آپ نہیں تھکتی تھیں۔ مجھ پر تو آپ نے ہمیشہ شک کیا، اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گی، اپنے کانوں سے سن کر آ رہی ہوں۔ عفرا، فاطر کے پیغام بلکہ نہیں محبت کے پیغام پہنچاتی ہے۔ پتا نہیں کب سے ان کی لو اسٹوری چل رہی تھی۔ تب ہی تو یہ بھاگی بھاگی وہاں جاتی ہے۔ ایک بات سن لیں، ماما اگر زہرہ کی شادی فاطر کے ساتھ ہوئی تو میں ہمیشہ کے لیے یہ گھر چھوڑ دوں گی، اگر مجھے میری پسند نہیں مل سکتی تو میں کسی اور کو بھی خوش نہیں رہنے دوں گی۔''
''بس چپ کر جاؤ ثمرہ۔'' صفورہ دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ کر چلائی تھیں۔
''تم بتاؤ زہرہ، کیا ثمرہ ٹھیک کہہ رہی ہے؟''
زہرہ نے ڈرتے ڈرتے ماں کا چہرہ دیکھا، جن کی آنکھیں بے حد سرخ ہو رہی تھیں۔
''ماما ایسی کوئی بات نہیں۔''
''جھوٹ مت بولو، کیا عفرا نے تم سے نہیں کہا کہ فاطر تم سے شادی کرنا چاہتا ہے اور تم نے بھی منع نہیں کیا۔''
''تو اس کا کیا مطلب ہے۔''
''زہرہ بولو کچھ۔'' صفورہ چیخ کر بولیں۔
''ماما...... اب کے وہ رو پڑی تھی۔
''میرا یقین کریں میرا کوئی چکر نہیں۔''
''اگر کوئی بات نہیں تو عفرا نے تم سے ہی کیوں بات کی، وہ ماما، پپا سے بھی کر سکتی تھی۔'' ثمرہ بولی جس طرح اسے اس گھیر چکی تھی اور وہ اتنی کنفیوژ ہوئی تھی کہ اپنے حق میں کچھ کہہ ہی نہیں پا رہی تھی۔ دروازے پر دستک ہوئی اور ساتھ ہی زینت اندر داخل ہوئی تھی۔
''باجی باہر کچھ مہمان آئے ہیں۔''
''کون ہے۔'' اس وقت وہ جو کوئی تھا صفورہ [illegible]

اس کی مداخلت گراں گزری تھی۔

"وہ بے بی کا پوچھ رہے تھے۔" زہرہ نے ...ی کرزینت کو دیکھا، جبکہ ثمرہ کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آئی تھی۔

"لیں آپ کی لاڈلی کا ایک اور رشتہ آ گیا، اسے کہتے ہیں چھپی رستم۔" اور وہاں ڈرائنگ روم میں ...زوہیب کے ساتھ اس کے پیرنٹس کو دیکھ کر زہرہ کو چکر ...گئے تھے۔ ایک ہی دن میں اتنے مسئلے اسے سمجھ میں ...نہیں آ رہا تھا وہ کیا کرے۔ ان لوگوں نے بڑی چاہت ...سے زہرہ کا رشتہ مانگا تھا، جبکہ صفورہ بڑی سہولت سے ...ان سے تھوڑا وقت مانگا تھا۔ لیکن ان کے جاتے ہی ...صفورہ کا ری ایکشن زہرہ کے لیے بہت عجیب تھا۔

"کم از کم زہرہ تم سے مجھے یہ امید نہیں تھی، کیا ...یونی ورسٹی جانا اسی وجہ سے تھا اور عفرا کے گھر بار بار ...جانا فاطر کی وجہ سے تم جانتی ہو آج تمہاری وجہ سے ...میں خود کو کتنا بے بس محسوس کر رہی ہوں، کیا میں نے ...تمہاری ایسی تربیت کی تھی۔"

"ماما پلیز! ایسے مت بولیں میں نے آپ کی ...تربیت پر کبھی کوئی حرف نہیں آنے دیا، نہ تو میں نے ...فاطر بھائی کے بارے میں ایسا سوچا تھا اور نہ ...زوہیب کے بارے میں، میں تو خود ان دونوں ...پروپوزلز پر حیران ہوں۔"

"تم یہ بات سن لو زہرہ پہلے شادی ثمرہ کی ...ہوگی، پھر تمہاری۔"

"ماما" وہ بے بسی سے بولی تو انہوں نے ہاتھ ...اٹھا کر اسے بولنے سے روک دیا۔

"جہاں اتنا کچھ تم کر چکی ہو، وہاں یہ بھی بتا دو ...ان دونوں میں سے کس کو ہاں کہنی ہے۔" زہرہ نے ...سر جھکا دیا۔

"جس کو آپ کا دل کرتا ہے ماما مجھے کوئی فرق ...نہیں پڑتا۔" اس نے پہلے بھی کبھی بحث نہیں کی تھی، ...اب بھی وہ ہار کر بولی۔

"ماما آپ پلیز کول ڈاؤن ہو جائیں، انسان ...سے غلطی ہو جاتی ہے، اس بے چاری سے بھی ہوگئی۔" اس نے بڑی خاموش نظر ثمرہ پر ڈالی جو صفورہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے دلاسا دے رہی تھی۔ وہ اسی خاموشی سے وہاں سے ہٹ گئی تھی۔ وہ کتنی دیر پلکیں جھپکے بغیر سامنے دیوار کو دیکھتی رہی۔ وہ رو رہی تھی۔ بچپن سے لے کر اب تک اس نے ہمیشہ کوشش کی تھی، اس کی وجہ سے کبھی کسی کو تکلیف نہ ہو، خاص طور پر اس کی ماں کو، اس نے ہمیشہ عام لڑکیوں سے ہٹ کر خود کو رکھا۔ اپنے اردگرد ہمیشہ اونچی دیوار بنا کر رکھی، جس کو کوئی پار نہ کر سکے، لیکن آج اس کی غلطی نہ ہوتے ہوئے بھی وہ قصوروار ٹھہرائی گئی تھی۔ دروازہ کھلنے پر اس نے آس بھری نظریں اٹھائی تھیں، لیکن دروازے میں کھڑی ثمرہ کو دیکھ کر مایوس ہو کر واپس جھکا لی۔

"مجھے پتا تھا، تم یوں ہی بیٹھی رو رہی ہوگی۔" وہ کہتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"لکی ہو..... دو دو پروپوزلز تمہارے انتظار میں بیٹھے ہیں۔" زہرہ کچھ کہے بغیر یوں ہی سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"ماما بے چاری کو آج بہت افسوس ہوا تم پر، بڑی مایوس بیٹھی تھیں۔ میں نے انہیں کہہ دیا کہ تمہاری کسی میں انوالومنٹ نہیں ہے۔ وہ کسی کو بھی اپنی پسند سے ہاں کہہ سکتی ہیں۔ انہوں نے فاطر کا نام لیا تھا۔" وہ کہہ کر رک گئی، جبکہ زہرہ اس کے اگلے جملے کی منتظر تھی۔

"لیکن میں نے منع کر دیا، کیونکہ مجھے پتا ہے، تم اسے پسند نہیں کرتیں۔" زہرہ نے اب کی بار نظریں اٹھا کر ثمرہ کا چہرہ دیکھا، وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"میں نے ٹھیک کیا نا۔ وہ اب زوہیب کی فیملی کو ہاں کر دیں گی، پھر تمہاری منگنی ہوگی، مزہ آئے گا۔" ثمرہ نے کہہ کر خود ہی اپنی بات کا مزہ لیا، وہ جو اٹھ کر سامنے دیوار کے پاس جا کر کھڑی ہوئی تھی، دوبارہ اس کے پاس آئی۔

"لیکن زہرہ تم عفرا کو نہ کیسے کرو گی۔" اس کے پاس اب بھی خاموشی تھی۔

"کچھ پوچھا ہے تم سے۔" اب کے ثمرہ کے تاثرات ایک دم سخت ہوئے تھے۔

"ماما خود ہی اسے منع کر دیں گی۔" مجبوراً زہرہ کو جواب دینا پڑا تھا۔

"ماما نہیں، تم منع کرو گی جا کر، وہ بھی فاطر کے منہ پر۔"

"آپی۔" وہ دکھ سے بہن کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"کیوں...... تمہیں دکھ ہوگا ...... کہیں تمہارا واقعی اس کے ساتھ چکر تو نہیں تھا۔"

"خدا کے لیے آپی چپ کر جائیں۔" وہ ضبط کرتے کرتے بھی رو پڑی تھی۔

"اگر چکر نہیں تھا تو پھر رو کیوں رہی ہو، تمہیں تو خوش ہونا چاہیے، میں نے تمہاری جان چھڑوا دی۔"

"آپ نے مجھے ماما کی نظروں میں گرا دیا، اب عفرا اور فاطر بھائی کی نظروں میں بھی گرانا چاہتی ہیں۔"

"میں صرف یہ چاہتی ہوں، تم جا کر فاطر سے کہو کہ تم اسے سخت ناپسند کرتی ہو اور اس کو راضی کرو کہ وہ مجھ سے شادی کر لے۔" زہرہ کو اپنی بہن کی ذہنی حالت پر شک گزرا تھا۔

"آپ کو پتا ہے، آپ کیا کہہ رہی ہیں۔"

"مجھے پتا ہے، میں کیا کہہ رہی ہوں اور تم فاطر سے کہو گی وہ مجھ سے شادی کرے اور تمہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے، کیونکہ زوہیب بھی کسی سے کم نہیں، دوسرا وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔"

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گی آپی۔" اب کے وہ آنسو صاف کرتی ہوئی ٹھوس لہجے میں بولی۔

"اچھا......" ثمرہ کا انداز چیلنج کرتا ہوا تھا کہہ کر وہ باتھ روم میں گھس گئی۔ واپسی میں اس کے ہاتھ میں تیزاب کی بوتل تھی۔

"یہ دیکھ رہی ہو، یہ کیا ہے ایسڈ۔" ثمرہ نے بوتل کا ڈھکن کھول کر آگے کیا اور زہرہ بے اختیار پانچ قدم پیچھے ہٹی تھی۔ ثمرہ سے کچھ بعید نہیں تھا۔ وہ بوتل اس کی طرف اچھال دیتی۔

"آپی پلیز...... کیا کر رہی ہیں، اسے بند کریں۔" وہ دہشت زدہ ہو کر چلائی اور اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر وہ دروازے کی طرف دوڑی تھی۔ اس سے پہلے وہ ہینڈل گھماتی، ثمرہ اس کا بازو دبوچ چکی تھی۔

"آپی چھوڑیں مجھے۔" وہ بے ساختہ چلائی تھی۔

"پہلے تم بتاؤ، تم اسے منع کرو گی نا۔"

"ہاں آپی میں منع کر دوں گی۔" وہ بازو چھڑاتے ہوئے بولی۔

"اور تم اسے مناؤ گی بھی کہ وہ مجھ سے شادی کرے۔" اب کی بار زہرہ کچھ بول نہیں سکی، تو ثمرہ نے بوتل کو پھر ہوا میں لہرا۔

"آپی...... میں کروں گی پلیز اس بوتل کو بند کر دیں۔" ثمرہ کے چہرے پر بڑی گہری مسکراہٹ آئی تھی۔

"کھاؤ میری قسم۔"

"آپی! آپ کی قسم۔" وہ روتے ہوئے بولی تو ثمرہ نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔ وہ سسکتی ہوئی دیوار سے جا لگی۔ ثمرہ ہنستے ہوئے باہر نکل گئی تھی، جبکہ زہرہ کے رونے کی رفتار میں اضافہ ہو گیا تھا۔

☆☆☆

زندگی میں پہلی بار تھا جب وہ اتنا سوچتے ہوئے عفرا کے گھر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ گیٹ سے داخل ہوتے ہی اس نے گہرا سانس لے کر آنسوؤں کو پینے کی کوشش کی تھی۔ اسے فاطر سے بات کرنی تھی، لیکن کیسے یہ وہ نہیں جانتی تھی۔ اس سے پہلے وہ لاؤنج میں داخل ہوتی وہ اسے باہر آتا دکھائی دیا اور اس کے قریب آ کر رک گیا۔ اس کی نظریں اس کی آنکھوں پر ٹھہر گئیں جو سوجی ہوئی تھیں۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

"اچھا......" وہ حیران ہوا۔

"یقیناً کوئی خاص بات ہو گئی جو تمہیں کرنے کے لیے خود آنا پڑا۔" وہ زیر لب مسکراتے ہوئے بولا۔

"میرا ایک پروپوزل آیا ہے گھر میں، سب کو پسند ہے، اگلے ہفتے ماما نے انہیں انگیجمنٹ کے لیے بلایا ہے۔" یہ کہہ کر وہ کتنی دیر اس کے جوتوں کو دیکھتی رہی، لیکن جب خاموشی طویل ہونے لگی تو اس نے سر

اٹھانا پڑا۔ وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا، بلکہ لان میں لگے پھولوں کو دیکھ رہا تھا۔

"میں بہت عام سی لڑکی ہوں، جو آپ جیسے شخص کے بالکل قابل نہیں، آپ کے لیے آپی جیسی لڑکی ہونی چاہیے، ہر لحاظ سے پرفیکٹ آپ ان سے شادی کر کے بہت خوش رہیں گے۔" اتنا سب بولنے کے لیے جتنی ہمت اس کو درکار تھی، یہ صرف وہی جانتی تھی، لیکن مقابل کھڑا شخص کوئی ردعمل ہی نہیں دے رہا تھا۔ اسے برا بھلا کہے، کہہ دے کہ وہ واقعی اس لائق نہیں کہ اس سے شادی کی جائے۔

"اپنے گھر والوں میں تم بھی شامل ہو۔" فاطر کی طرف سے سوال آیا تھا۔ وہ خاموش رہی تھی۔

"کچھ پوچھا ہے میں نے۔" اب کے وہ اتنی زور سے بولا کہ وہ اپنی جگہ پر ہل سی گئی، اس کی ساری ہمت ڈگمگا گئی تھی۔ اس کا سر اثبات میں ہلا تھا۔

"یہ وہی ہے نا جو تم سے اظہار محبت کر رہا تھا۔" وہ دو قدم کا فاصلہ طے کر کے بالکل اس کے مقابل آ کر کھڑا ہو گیا۔ زہرہ بے ساختہ پیچھے ہٹی تھی۔

"آپ آپی سے شادی کر لیں۔" وہ اب بھیگی ہوئی آواز میں بولی۔

"اپنا مشورہ اپنے پاس رکھو، تم کون ہوتی ہو یہ فیصلہ کرنے والی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے یا کیا نہیں۔" وہ کہہ کر تیزی سے باہر کی طرف بڑھا۔

"بات سنیں فاطر بھائی پلیز آپی سے۔" وہ جو اس کے پیچھے بھاگی تھی، اس کے ایک دم رکنے سے بری طرح اس سے ٹکرائی تھی کہ درد کی شدت سے وہ بے ساختہ اپنا ماتھا سہلانے لگی۔

"آج تو تم نے مجھ سے یہ بات کر لی، آئندہ میں تمہارے منہ سے اپنا نام بھی نہیں سننا چاہتا اور آج کے بعد میرے سامنے مت آنا، ورنہ بہت برا ہوگا۔" وہ چلا گیا تھا اور خود پر اس کا ضبط ختم ہو گیا تھا۔ اس نے روتے ہوئے مڑ کر دیکھا۔ لاؤنج کے دروازے میں عفرا کھڑی تھی۔ اس کی دوست اس کی ہم راز، وہ تو اس کی تکلیف سمجھے گی نا، یہ ہی تصور کر کے وہ اس کی طرف بڑھی، لیکن تین قدم کے فاصلے پر اس کے پیروں کو جیسے زمین نے جکڑ لیا تھا۔ عفرا اندر چلی گئی تھی اور اپنے پیچھے اس نے زور سے دروازہ بند کیا تھا اور وہ بند دروازہ اسے کسی تھپڑ کی طرح اپنے وجود پر لگتا محسوس ہوا تھا۔

"تم نے فاطر سے بات کی تھی۔" رات کو جب وہ اپنے کمرے میں آئی تو ثمرہ بھی اس کے پیچھے آئی تھی۔ "وہ ایک دم گھبرا کر پلٹی تھی اور سہم کر ثمرہ کو دیکھا، جس کی نظریں اس کے چہرے کا جائزہ لے رہی تھیں۔"

"جی۔"

"تو کیا کہا اس نے۔" ثمرہ ایک دم تیزی سے اس کے قریب آئی۔ "وہ..... وہ ہکلا کر بولی۔

"وہ کہہ رہے تھے وہ سوچ کر جواب دیں گے۔" اس نے ثمرہ کے چہرے کو سخت ہوتے دیکھا تھا۔ زہرہ نے تھوک نگل کر اپنے حلق کو تر کیا۔

"لیکن آپی ...... میں نے فاطر بھائی سے کہا آپ بہت خوب صورت ہیں، بالکل ان کی ہی طرح پرفیکٹ ہیں، آپ دونوں ایک ساتھ اچھے لگیں گے۔" وہ روانی کے ساتھ بولتی گئی تو ثمرہ کے کھنچے تاثرات معمول پر آئے۔

"ہوں۔" وہ مسکرائی۔

☆☆☆

"عفرا پلیز رکو...... صرف ایک بار میری بات سن لو۔" آج ایک ہفتہ ہو گیا تھا اسے عفرا کے پیچھے بھاگتے ہوئے۔

"عفرا۔" اب کے اس نے تقریباً بھاگتے ہوئے اس کا بازو تھام لیا تھا۔

"پلیز! میری بات سن لو۔" اب کے زہرہ آنکھوں میں آنسو لیے ملتجی انداز میں بولی۔

"ابھی بھی کچھ سننے کو باقی رہ گیا ہے، تم نے جو میرے بھائی کو سنایا وہ کافی نہیں تھا۔"

"میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔"

"کچھ تو اللہ کا خوف کھاؤ زہرہ، میں نے خود اپنے کانوں سے سنا جو تم نے کہا۔ میں نے تمہارے

بارے میں کیا دعوے کیے تھے اور تم نے کیا کیا، اگر تمہیں زوہیب ہی پسند تھا تو مجھے اسی وقت کہہ دیتیں، اتنا تماشا بنوانے کی کیا ضرورت تھی، شکر ہے میں نے مما، پاپا سے کوئی بات نہیں کی۔"

"پلیز عفرا! تم تو مجھ سے ناراض نہ ہو، میں مجبور ہوں۔" اس کے آنسو گالوں پر بہہ رہے تھے، عفرا نے بے ساختہ نظر چرائی تھی۔

"کیا مجبوری ہے، کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گی۔" اب کے عفرا نے پورا رخ اس کی طرف موڑا تو وہ سر جھکا کر رہ گئی، عفرا نے ہنکارا بھرا۔

"کچھ ہو گا تو کہو گی نا۔ بہت ہی افسوس کی بات ہے، زہرہ بہت افسوس کیا۔" اس کی ساری باتیں زہرہ نے تحمل سے ان سنی کی تھی۔

"کل میری منگنی ہے، تم آؤ گی نا۔" زہرہ نے اس کا ہاتھ تھام کے کہا، عفرا کو تو جیسے کسی نے سوئی چبھو دی تھی۔

"تمہیں شرم نہیں آرہی زہرہ۔" عفرا کا سارا چہرہ لال ہو گیا تھا۔

"عفرا تمہارے سوا کوئی میرے قریب نہیں، تم یہ بات بھول کیوں نہیں جاتیں، ہم پہلے جیسے نہیں ہو سکتے؟"

"نہیں بالکل نہیں۔" عفرا نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

"بہت فرق آ گیا ہے، صرف دو دن ہماری اٹھارہ سالہ دوستی پر بھاری ہیں، میرے بھائی نے زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی کا نام لیا تھا۔ میرا وہ بھائی جو مجھے بے حد پیارا ہے اور جو اس قابل ہے کہ ہر لڑکی اس جیسے شریک حیات کی تمنا رکھتی ہے، تم نے اسے ریجیکٹ کیا، اس زوہیب کے لیے وہ میرے بھائی کے پاسنگ بھی نہیں، ایک بات یاد رکھنا زہرہ، ہمارا دل دکھا کر تم خوش نہیں رہو گی۔"

"عفرا۔" زہرہ تڑپ کر بولی، لیکن وہ تیز تیز چلتی اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی

★ ★ ★

"ماشاءاللہ میری بیٹی تو بہت خوب صورت لگ رہی ہے، کسی کی نظر نہ لگے۔" صفورہ نے اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

"اور میرے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔" اپنے پیچھے انہیں ثمرہ کی چبھتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ سنجیدگی سے اس کی طرف پلٹیں، وہ بڑی عجیب نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"تم تو ہمیشہ ہی پیاری لگتی ہو۔" انہوں نے پیار سے اس کا چہرہ دیکھا، جس کے چہرے کا رنگ یک دم کم ہوا تھا۔

"میں زہرہ سے زیادہ اچھی لگ رہی ہوں نا، بیوٹی پارلر والی بھی کہہ رہی تھی اور ویسے بھی میں نے اس سے کہہ دیا تھا زہرہ کا میک اپ اور مجھ سے کم ہی ہونا چاہیے۔" وہ اپنی ہی دھن میں کہہ رہی تھی، اس نے غور ہی نہیں کیا، صفورہ کا چہرہ سخت ہو گیا ہے، زہرہ، ماں اور بہن دونوں پر نظر رکھے ہوئے تھی اس نے بے ساختہ ماں کا ہاتھ دبا کر انہیں بولنے سے روکا تھا۔ صفورہ نے بمشکل خود کو کنٹرول کیا تھا، ہونٹ بھینچ کے رہ گئیں۔

"ماما، عفرا آئی ہے۔"

"نہیں بیٹا، تم نے اس کو اطلاع کی تھی نا، زیادہ لوگوں کو انوائیٹ نہیں کیا نا ہم نے، تو میں نے عفرا کی فیملی کو نہیں بلایا۔" وہ اتنی جلدی میں تھیں اس کی بات سنے بغیر نکل گئی تھیں۔

"عفرا نہیں آئی اور نہ ہی فاطر نے مجھ سے کوئی بات کی، کہیں تم نے مجھ سے کوئی جھوٹ تو نہیں بولا۔"

"آپی مجھے کچھ نہیں پتا۔" وہ اکتا کر بولی۔

"بات سنو عفرا!" اس نے یک دم اسے پکڑ کے سیدھا کیا۔ "میں نے تمہاری منگنی میں کوئی رکاوٹ اس لیے نہیں ڈالی، کیونکہ مجھے فاطر چاہیے، لیکن اگر ایسا نہ ہوا تو میں تمہارا جینا حرام کر دوں گی۔"

"چلو زہرہ، ثمرہ وہ لوگ آ گئے۔" صفورہ تیزی سے اندر داخل ہوئی تھیں۔ اور ثمرہ کی بات ادھوری رہ گئی۔

اسے جب زوہیب کے پہلو میں لا کر بٹھایا گیا تو اس کا دل بالکل خاموش تھا۔ کوئی احساس جاگ

کے باوجود وہ محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔ انگوٹھی پہنانے کی رسم شروع ہوئی تو زوہیب کے کزنز نے ایک شور برپا کردیا تھا۔ شوخ جملوں کا تبادلہ ہو رہا تھا۔ ثمرہ سب میں پیش پیش تھی۔ زوہیب اسے انگوٹھی پہنانا چاہتا تھا، لیکن اس کی والدہ نے زہرہ کو انگوٹھی پہنائی تھی، جس پر پھر شور بلند ہوا تھا۔ زوہیب سب انجوائے کررہا تھا۔ وہ کتنا خوش تھا۔ اس کا اندازہ اس کے قہقہوں سے ہو رہا تھا۔ وہ بھی خوش ہونا چاہتی تھی پر اس کا دل اداس تھا۔ اس کی دوست، اس کی بچپن کی سہیلی اس سے ناراض تھی، وہ اس گھر کا حصہ بننے والی تھی جس کی بچپن سے اس نے چاہ کی تھی۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ جس شخص نے اسے پرپوز کیا تھا وہ کبھی بھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا، لیکن اب کیا ہوا تھا۔ اس نے تو اس سے کوئی محبت بھرا جملہ نہیں بولا تھا۔ اس نے تو اس سے نہیں کہا تھا وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے، نہ اس نے اس کی خوب صورتی کے قصیدے پڑھے تھے۔ وہ تو اس کو دھتکار کر گیا تھا، پھر کیوں اپنے منگیتر کے ساتھ بیٹھ کر وہ اسے سوچ رہی تھی۔ اس نے تو کبھی بھی کسی چیز میں بے ایمانی نہیں کی تھی، پھر اب کیوں، وہ خود سے سوال کررہی تھی، جب وقار نے زوہیب کو انگوٹھی پہنادی، اس نے گہرا سانس لیا۔

''مجھے بے ایمانی نہیں کرنی۔'' اس نے خود کو باور کروایا تھا، کیمرے کا فلیش اس کی آنکھوں میں پڑا تو اس نے بے ساختہ آنکھوں کو بند کیا تو بے اختیار دو آنسو اس کے گالوں پر بہہ نکلے۔

☆☆☆

''عفرا۔'' اپنے نام کی پکار پر وہ بے ساختہ متوجہ ہوئی تھی۔

''ہوں..... کہاں ہو یار، کب سے بلا رہی ہوں۔'' ردا نے حیرت سے اس کا کھویا ہوا انداز دیکھا۔

''ہاں کیا کہہ رہی تھیں۔'' اب کے ٹی وی دیکھتے فخر نے بھی چونک کر اسے دیکھا تھا۔

''کیا بات ہے عفرا، کوئی پریشانی ہے۔'' فخر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔

''نہیں تو بھائی۔'' اس نے ہنس کر اس سے زیادہ خود کو مطمئن کیا۔

''تو پھر کیا بات ہے، کتنے دنوں سے دیکھ رہا ہوں پریشان لگ رہی ہو، نہ ٹھیک سے کھاتی ہو، دھیان بھی تمہارا کہیں اور ہوتا ہے، کوئی پریشانی ہے تو مجھے بتاؤ۔''

''نہیں بھائی، ایسی بات نہیں، ویسے ہی آج کل ٹیسٹ ہو رہے ہیں، بس ان کو لے کر۔''

''یہ بھی کوئی پریشانی والی بات ہے۔'' فخر نے جیسے مطمئن ہو کر کہا۔

''اور تم یہ بتاؤ تمہاری عزیز از جان سہیلی کی آج منگنی ہے، تمہیں تو وہاں ہونا چاہیے تھا، تم یہاں کیا کررہی ہو۔'' وہی بات جس کو وہ صبح سے نظر انداز کرنے کی کوشش کررہی تھی۔ ردا نے کہہ کر جیسے اس کے زخم کو کھرچ ڈالا تھا۔

''میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی، تو میں نے پہلے ہی اس سے ایکسکیوز کرلیا تھا۔''

''اچھا تو یہ نہ جانے کا صدمہ ہے۔'' ردا کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

''پتا ہے میں کیا سمجھی، اس صدی کا سب سے بڑا حادثہ ہوگیا، عفرا اور زہرہ کی لڑائی۔'' اس نے جیسے مزہ لیا تھا۔

''یہ امپاسبل ہے مس ردا، یہ دونوں کبھی ناراض نہیں ہوسکتے۔'' فخر نے بڑے دعوے سے کہا تھا اور عفرا کا دل چاہ رہا تھا وہ اونچی آواز میں رونا شروع کردے۔

''میں سونے جارہی ہوں، سوری ردا، میں تمہیں ٹائم نہیں دے سکی۔'' اس نے اٹھتے ہوئے معذرت کی۔

''کوئی بات نہیں، تم جاؤ، میں فخر بھائی کے ساتھ آئس کریم کھانے جاؤں گی۔''

''چلو میری شامت فوراً آجاتی ہے، وہ فاطر کدھر ہے۔'' جاتے جاتے اس نے سنا تو اسے خیال آیا، اس نے صبح سے فاطر کو نہیں دیکھا، فاطر

کے کمرے کی طرف جاتے جاتے وہ ٹیرس کی طرف مڑ گئی تھی۔ دیوار کی اوٹ سے اس نے سامنے دیکھا۔ وہ گاڑی سے اتر رہی تھی اور اترتے ہوئے اس کی نظریں گیٹ سے ہوتی ہوئی ٹیرس تک آئی تھیں اور پھر مایوس ہو کر وہ اندر مڑ گئی۔ وہ کتنی خوب صورت لگ رہی تھی۔ عفرا نے بے ساختہ منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی آواز کا گلا گھونٹا تھا۔ کتنی دیر رونے کے بعد اس نے چہرے کو اچھی طرح صاف کیا اور فاطر کے کمرے کی طرف بڑھی۔ ہلکی سی دستک کے بعد اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھول دیا۔ وہ سامنے بیڈ پر لیٹا مووی دیکھ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر وہ مسکرا دیا تھا۔

"ارے عفرا سوئی نہیں تم، آؤ۔" اب کے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور نظریں ٹی وی پر جما دیں۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک ہے۔" فاطر نے تشویش سے اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ کچھ دیر ہونٹ کچلتی رہی، پھر بے ساختہ اس کے سینے میں سر چھپا کر رو پڑی۔ فاطر نے اسے روکا نہیں تھا۔ بس ہلکے سے اس کا سر تھپتھپاتا رہا۔ کافی دیر بعد جب اس کا رونا سسکیوں میں بدلنے لگا تو اس نے خود سے الگ کیا اور پاس رکھے جگ میں سے پانی گلاس میں ڈال کر اس کے منہ سے لگایا۔

"کیا ہوا ہے، کیوں رو رہی ہو ایسے۔" اس کے برعکس وہ بہت سکون میں تھا۔

"وہ آ گئی ہے بھائی، اتنی خوب صورت لگ رہی ہے، وہ ہماری تھی وہ، کسی اور کی کیسے ہو سکتی ہے، مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا، آپ کچھ کریں بھائی، اسے لے آئیں، اس سے زبردستی نکاح کر لیں، پھر تو کوئی اسے نہیں چھین سکے گا نا۔" اس کا ہاتھ تھپتھپاتا فاطر کا ہاتھ رک گیا تھا۔

"پاگلوں جیسی باتیں مت کرو عفرا۔" وہ ناراضی سے بولا۔

"میں ہوں پاگل، اس پر آپ کا حق ہے، میرا حق ہے، وہ کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔" روتے ہوئے اس کی ایک ہی رٹ تھی۔

"کیا آپ کو دکھ نہیں ہو رہا۔" اس نے روتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھا۔

"نہیں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

"اور تمہیں بھی نہیں ہونا چاہیے۔ ایک بات جو پھر ختم ہو گئی۔ اس کو زندگی موت کا مسئلہ بنانے کی ضرورت نہیں، یہ بات کسی کو نہیں پتا، سوائے تمہارے اور میرے، سب کے لیے سب پہلے جیسا ہے اور اگر میں تمہیں نہ بتاتا تو تم آج اپنی دوست کی منگنی میں بڑی خوشی خوشی لوٹ رہی ہوتیں، کوئی فرق نہیں پڑا اور میری وجہ سے تمہیں اپنی دوستی خراب کرنی چاہیے۔"

"آپ جھوٹ بول رہے ہیں بھائی! بالکل غلط، آپ اسے معاف کر سکتے ہیں، میں نہیں۔" وہ ایک جھٹکے سے اس کے قریب سے اٹھی تھی اور اسی تیزی سے اس کے کمرے سے باہر نکل گئی۔ فاطر نے گہرا سانس لیا اور ٹی وی آف کر دیا۔ پہلے کی نسبت اب اس کا چہرہ مضطرب تھا۔

"وہ اتنی خوب صورت لگ رہی تھی بھائی..." عفرا کا جملہ اس کے کان میں گونجا تھا۔ وہ بے ساختہ ٹیرس پر کھڑا ہو گیا۔

"اس پر ہمارا حق تھا، وہ کسی اور کی کیسے ہو سکتی ہے۔" اس کی نظریں سامنے ٹیرس پر ٹک گئی تھیں، جہاں اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور پھر وہاں روشنی پھیل گئی۔

☆☆☆

وہ جتنی دیر لوگوں میں رہی اس نے پورے ضبط سے کام لیا تھا، لیکن گھر اترتے ہی عفرا کا بند گیٹ اور سونا ٹیرس دیکھ کر جیسے خود پر قابو رکھنا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ کسی کا بھی انتظار کیے بغیر اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی اور کمرے میں آتے ہی جیسے اس نے خود پر رکھا ضبط کھو دیا تھا۔ سب وہاں اس کی تعریف کر رہے تھے، لیکن اس کا ایک بار بھی خود کو دیکھنے کو دل نہیں چاہا تھا، اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ اسی طرح روتے ہوئے ٹیرس کے پاس کھڑی ہو گئی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ لان کی روشنی میں

مرے مختلف حصے روشن تھے۔ وہ ریلنگ تھام کر رونے لگی۔ روتے روتے اس نے نظر اٹھا کر دیکھا اور سامنے ٹیرس پر کھڑا ہیولا اسے اپنا وہم لگا تھا۔ اس نے بے ساختہ آنکھوں کو صاف کیا۔ وہ اس کا وہم نہیں تھا۔ وہ حقیقت کا روپ ہے۔ اس کے سامنے تھا۔ اس کے پیچھے سے آتی روشنی میں وہ اور واضح ہو رہا تھا اور ان سے نکلتی روشنی میں وہ دیکھ سکتی تھی۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ الٹے قدم پیچھے ہٹی اور بھاگ کر دیوار سے جا لگی' اس کے دل کی رفتار بہت تیز تھی۔ اس نے رخ موڑ کر ذرا سا سر آگے نکال کر جھانکا' وہ ابھی بھی وہیں کھڑا تھا' وہ دوبارہ پیچھے ہٹ گئی تھی۔ اب کی بار اس نے سختی سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

☆☆☆

کسی احساس سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔ اس نے بمشکل اپنی بھاری ہوتی آنکھیں کھولی تھیں اور صفورہ کو اپنے قریب بیٹھا دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔

"ماما آپ......" وہ بند آنکھوں کے ساتھ مسکرائی۔

"ہاں......میں۔" وہ اس کا ماتھا چوم کر بولیں۔

"آپ بینک نہیں گئیں۔"

"نہیں آج موڈ نہیں تھا۔"

"ہوں۔" اس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔

"صائمہ بھابھی اور سفیان بھائی آئے تھے مبارک دینے۔" اور زہرہ نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں اور ساتھ ہی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"اور عفرا، وہ بھی آئی تھی۔" اس نے بڑی آس سے پوچھا۔

"نہیں بلکہ میں نے بھی عفرا کا پوچھا تو انہوں نے بتایا اس کی طبیعت خراب ہے، میں یہ ہی کہنے آئی تھی، تم اس کا پتا کر آنا۔" زہرہ نے گہرا سانس لے کر سر جھکا لیا۔

"اور ہاں۔" وہ جیسے کچھ یاد آنے پر پلٹیں۔

"زوہیب کا فون آیا تھا، تم سو رہی تھیں، وہ بعد میں فون کرے گا، تم بات کر لینا۔"

"ماما۔" وہ ایک دم بولی۔

"میں کیا بات کروں گی۔" اس کے چہرے پر گھبراہٹ صاف نظر آ رہی تھی۔

"آپ نے منع کر دینا تھا۔" صفورہ نے پلٹ کر اس کا چہرہ دیکھا اور دوبارہ اس کے پاس آ کر بیٹھ گئیں۔

"منع کیوں کرتی اور اس میں اتنا گھبرانے والی کیا بات ہے۔"

"ماما مجھے نہیں پتا، مجھے کیا بات کرنی چاہیے اور پھر اچھا نہیں لگتا۔" وہ یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو دیکھنے لگی۔

"کیا اچھا نہیں لگے گا، زہرہ میں تمہاری ماں تمہیں اجازت دے رہی ہوں، تمہیں کسی کے اچھا یا برا لگنے کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔" وہ اس کا کندھا تھپتھپا کر اٹھ گئیں، جبکہ وہ گہرا سانس لے کر رہ گئی۔

وہ نیچے آئی تو ثمرہ بڑے خوش گوار موڈ میں کسی سے باتیں کرنے میں مشغول تھی۔ وہ اسے دیکھ کر کچن کی طرف بڑھنے لگی، جب ثمرہ نے اسے آواز دے کر روک لیا۔

"زوہیب کا فون ہے۔" وہ جو اس کی طرف آ رہی تھی، وہیں رک گئی۔ "لو نا رک کیوں گئیں۔" زہرہ، ثمرہ کا چہرہ دیکھ کر فون کی طرف بڑھی، وہ اسے ریسیور تھما کر خود قریب رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ہیلو۔" ثمرہ کو دیکھ کر اس نے رخ موڑ کر دھیمی آواز میں ہیلو کہا تھا۔

"شکر ہے تم سے بات تو ہوئی، یہ میرا تیسرا فون ہے۔" اس کی ہیلو سنتے ہی زوہیب خوش گوار لہجے میں بولا۔

"میں رات کو لیٹ سوئی تھی، اس لیے صبح لیٹ ہو گئی۔"

"لیٹ کیوں سوئی تھیں؟" اس کے لہجے کی ہنسی زہرہ کو صاف محسوس ہو رہی تھی۔ اب اسے کیا بتاتی کہ ساری رات کچھ لوگوں کو کھونے کے دکھ نے سونے نہیں دیا۔

''مجھے یاد کر رہی تھیں۔'' اس کی خاموشی پر وہ شرارت سے بولا۔

''جی۔'' وہ بے دھیانی میں بولی۔

''واقعی۔'' وہ جیسے حیران ہوا۔

''نہیں میرا مطلب ہے ویسے ہی وہ۔'' وہ ایک دم شرمندہ ہو کر صفائی دینے لگی۔

''کیا یار تھوڑی دیر تو خوش رہنے دیتیں۔''

اب کی بار وہ کچھ نہیں بولی۔

''لیکن میں تو ساری رات نہیں سویا، بار بار تمہارا چہرہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا تھا، انتظار تھا جلدی صبح ہو تو تمہاری آواز ہی سن لوں، تم بھی کچھ بولو نا۔''

''میں کیا بولوں۔''

''کچھ نہیں بولنے کو۔'' وہ جیسے مایوس ہوا۔

''اچھا۔'' یہ بتاؤ مجھے مس کیا؟'' زہرہ کو اب الجھن ہونے لگی تھی۔

''بتاؤ۔''

''پتا نہیں۔'' اس کی بے زاری کو دوسری طرف اس کے شرمیلے پن سے ملحوظ کیا گیا تھا۔

''تم کتنا شرماتی ہو، جبکہ ثمرہ بھی تمہاری بہن ہے، اتنا فرینکلی بات کرتی ہے، مزہ آ جاتا ہے۔''

اب وہ اس بات کا کیا جواب دے سکتی تھی، گہری سانس لے کر رہ گئی۔

''تمہارے پاس موبائل ہے نا۔''

''جی......تو اپنا نمبر بتا دو ڈائریکٹ فون کروں گا۔'' زہرہ نے پریشانی سے پاس بیٹھی ثمرہ کو دیکھا۔

''میں ماما سے پوچھ لوں۔''

''کیا؟'' دوسری طرف وہ چیخا تھا۔

''تمہیں فون نمبر بتانے کے لیے ماما سے پوچھنے کی ضرورت ہے۔'' وہ اب ناراضی سے بولا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے گہرا سانس لیا۔

''ٹھیک ہے، آنٹی سے پوچھ کر مجھے میسج کر دینا اور میرا نمبر آنٹی کے پاس بھی ہے اور ثمرہ کے پاس بھی۔'' کہہ کر اس نے فون بند کر دیا، زہرہ نے ہونٹ بھینچ لیے، یقیناً زوہیب کو اس کی باتیں اچھی نہیں لگی تھیں۔

☆☆☆

صائمہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔

''آپا آپ کہہ تو ٹھیک رہی ہیں، لیکن میرا ارادہ عفرا کی پہلے کرنے کا ہے۔'' ان کی بات سن کر بتول نے چائے کا مگ واپس میز پر رکھ دیا۔ ''تو میں نے کب منع کیا ہے، کرو اللہ عفرا کے نصیب اچھے کرے۔ لیکن تم خود سوچو صبا اور روا، عفرا سے بڑی ہیں اور میں تو بچپن سے ہی تمہیں کہہ چکی تھی کہ میری دونوں بیٹیاں تمہارے گھر کی بہو بنیں گی۔ اب تو صبا بھی فارغ ہے اور روا بھی، تمہارے بہنوئی بار بار کہتے ہیں، اپنی بہن سے بات کرو، نہیں تو ان کے بھتیجے اور بھانجے بھی ہیں اور تم جانتی ہو میری آج تک اپنی جیٹھانی اور نند سے نہیں بنی۔'' وہ ناگواری سے بولیں۔ ''اور سب سے اہم بات صبا اور روا کا رجحان بھی تمہاری طرف ہی ہے۔''

''آپا، میں کہہ تو رہی ہوں مجھے کوئی اعتراض نہیں، لیکن بچوں سے بھی پوچھنا ضروری ہے نا۔''

''کمال کی بات کرتی ہو صائمہ، کیا تم نے فخر اور فاطر سے بات نہیں کی کبھی۔''

''آپا سچ کہوں تو کبھی خاص طور پر ایسا ذکر نہیں ہوا، لیکن آپ فکر نہیں کریں، میں فخر اور فاطر سے بات کرتی ہوں، وہ مان جائیں گے۔''

''اور اگر وہ نہ مانے تو۔'' بتول ماتھے پر بل ڈال کر بولیں۔

''آپ فکر کیوں کرتی ہیں آپا، ایسا کچھ نہیں ہوگا۔'' صائمہ نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی تو وہ خاموش ہو گئیں۔

☆☆☆

شام کو وہ سب ٹی وی لاؤنج میں اکٹھے تھے جب صائمہ چائے کے ساتھ پکوڑے بھی لے کر آئیں۔

''واہ مما یہ تو آپ نے کمال کا کام کیا۔'' سب سے پہلے فخر اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ صائمہ نے ایک طائرانہ نظر سب پر ڈالی، فخر پکوڑے کھاتے ہوئے

ٹی وی دیکھ رہا تھا' جبکہ فاطر اور سفیان پیالی تھامے سیاست پر گفتگو کر رہے تھے اور عفرا پکوڑے کھاتے ہوئے کبھی ٹی وی اور کبھی باپ اور بھائی کو سن رہی تھی۔

"آج بتول آپا آئی تھیں۔" ان کے اچانک اطلاع دینے پر سب انہیں دیکھنے لگے۔

"یہ کون سی نئی بات ہے مما۔" عفرا منہ بنا کر بولی۔

"نئی بات یہ ہے کہ وہ صبا اور ردا کی شادی کرنا چاہتی ہیں تو اس مقصد کے لیے وہ ہمارے گھر آئی تھیں۔" اب کے سب اپنے اپنے کام چھوڑ کر انہیں دیکھنے لگے۔

"صبا اور ردا کی شادی سے ہمارا کیا مطلب ہے۔" فاطر نے کافی سنجیدگی سے پوچھا تھا۔ صائمہ نے غور سے فاطر کی شکل دیکھی۔

"آپا نے شروع سے ہی مجھ سے کہہ رکھا تھا کہ صبا اور ردا کی شادی تم لوگوں سے ہوگی اور دیکھا جائے تو ٹھیک بھی یہی ہے' وہ میری بھانجیاں ہیں، بچپن سے انہیں جانتی ہوں، مجھے پسند ہیں وہ۔"

"سفیان! آپ کا کیا خیال ہے؟" صائمہ نے اب اپنے شوہر سے پوچھا۔

"مجھے تو کوئی اعتراض نہیں' دونوں بچیاں اچھی ہیں۔"

"ہیں نا۔" صائمہ خوش ہو کر بولیں۔ عفرا نے اپنے دونوں بھائیوں کی شکل دیکھی۔

"پھر کیا کہتے ہیں آپا کو ہاں کہہ دوں۔" انہوں نے تائیدی انداز میں سفیان کو دیکھا۔

"اتنی جلد بازی ٹھیک نہیں صائمہ بیگم۔"

"آپ کو ابھی بھی جلد بازی لگ رہی ہے، آپا تو دیر ہو جانے پر ناراض ہو رہی تھیں اور پھر آپ کو اور مجھے پسند ہیں صبا اور ردا۔"

"یہاں بات تمہاری اور میری پسند کی نہیں جنہوں نے زندگی گزارنی ہے ان سے پوچھو۔" انہوں نے فخر اور فاطر کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں فخر بولو، تمہیں صبا یا ردا میں سے کون پسند ہے۔" صائمہ نے اب سیدھا فخر سے پوچھا تو وہ گڑبڑا کر ماں کو دیکھنے لگا۔

"مما وہ دونوں میری کزنز ہیں، لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

"فخر۔" صائمہ غصے سے بولیں۔

"میں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ میرا ارادہ صبا کو بہو بنانے کا ہے، تب تم کیوں نہیں بولے۔"

"مما میں نے ہاں بھی نہیں کی تھی۔"

"تمہیں کوئی اور پسند ہے۔" اب کے سوال سفیان کی طرف سے آیا تھا، فخر جواب دینے کے بجائے خاموش ہو گیا تھا۔

"میری ایک بات کان کھول کر سن لو فخر، اگر تم صبا سے شادی نہیں کرو گے تو پھر اپنی پسند کی لڑکی سے بھی تم شادی نہیں کر سکتے۔"

"صائمہ تم حواسوں میں تو ہو۔" اب کے سفیان غصے سے بولے۔

"زندگی فخر نے گزانی ہے مما تو اسے پورا حق ہے، وہ اپنی پسند کو مدنظر رکھے۔" اب فاطر بھی بولا تھا۔

"تم اس کی اتنی حمایت کر رہے ہو، یقیناً تم نے بھی کوئی پسند کر رکھی ہوگی۔"

"میری بات چھوڑیں، مجھے اگر کوئی پسند ہوتی تو مجھے کوئی روک نہیں سکتا تھا۔" عفرا نے بے ساختہ فاطر کی طرف دیکھا۔

"تو تمہیں ردا پسند ہے۔"

"اب میں نے یہ بھی نہیں کہا۔"

"اور وہ جو تمہاری ردا سے اتنی دوستی ہے۔"

"مما آپ بات کو کہاں سے کہاں لے کر جا رہی ہیں۔ کزن ہے وہ ہماری، اچھے طریقے سے بات کرنے یا ہنسی مذاق کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم شادی پلان کر کے بیٹھے ہیں، ردا میری کزن ہے بس اور لائف پارٹنر کے لیے میرے ذہن میں جو لڑکی ہے ردا اس سے بہت مختلف ہے۔" صائمہ نے باری باری دونوں کا چہرہ دیکھا اور دوپٹے میں چہرہ چھپا کر رونے لگیں۔

کمال ہے مما..... فاطر دونوں ٹانگوں پر ہاتھ

[illegible] نکل گیا۔

[illegible] ''وہ اب اور [illegible]

''آپ [illegible] سے آپ کو دیکھا،

[illegible] انہیں جانے کو کہا

[illegible] آنکھ کے اشارے سے انہیں جانے کو کہا

اس کے جاتے ہی وہ اٹھ کر صائمہ کے قریب بیٹھ [illegible] انہیں سمجھا رہے تھے۔

☆☆☆

''بھائی جائے۔'' وہ اپنی وارڈروب میں گھسا شرٹ منتخب کر رہا تھا، جب اپنے پیچھے عفرا کی آواز سن کر مڑا، جو چائے کا مگ لیے کھڑی تھی۔

''تھینک یو ڈیئر۔'' وہ اس کے سر پر چپت لگاتا ہوا مگ لے کر ٹیرس کی طرف آ گیا۔

''ایک بات پوچھوں بھائی؟''

''ایک کیوں تم دس باتیں پوچھ سکتی ہو۔'' وہ اب لیپ ٹاپ آن کرتے ہوئے بولا۔

''آپ نے ردا کے لیے منع کیوں کیا۔'' فاطر سر اٹھا کر عفرا کو دیکھنے لگا۔

''میں نے وجہ بتا تو دی ہے۔''

''وہ وجہ مما کے لیے تھی۔''

''تو کیا تمہارے لیے وجہ کچھ اور ہے۔'' وہ مسکرا کر پوچھنے لگا۔

''جی میرے خیال میں اس کی وجہ وہ ہے۔'' عفرا نے سامنے ٹیرس کی طرف انگلی اٹھا کے کہا۔

''غلط فہمی ہے تمہاری۔'' اب کے فاطر نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

''اگر یہ میری غلط فہمی ہے تو پلیز اسے دور کردیں، آپ کو ردا سے شادی نہیں کرنی تو نہ کریں، لیکن کسی اور لڑکی سے شادی کی حامی بھر لیں۔'' فاطر نے الجھ کر اسے دیکھا۔

''میں کیا تمہیں پاگل لگتا ہوں، ایسے ہی منہ اٹھا کر شادی کرلوں، جب مجھے کوئی لڑکی پسند آئے گی، تب ہی کروں گا نا۔'' عفرا اب اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تو پھر آپ جلدی سے کسی لڑکی کو پسند کرلیں۔''

''عفرا کیا ہوگیا ہے تمہیں کیوں بے وقوفی والی باتیں کر رہی ہو۔''

''میں ہوں بے وقوف بھائی۔'' وہ کہتے ہوئے رو پڑی تھی۔

''میں آپ کو دکھی نہیں دیکھنا چاہتی۔''

''عفرا۔'' فاطر پریشان ہو کر کھڑا ہو گیا تھا۔

''کیا ہوا، تم رو کیوں رہی ہو۔'' اس نے اس کے قریب بیٹھ کر اسے گلے لگا لیا تھا۔

''بھائی وہ اتنی جلدی آپ کے حواسوں سے نہیں اترے گی۔ وہ آپ کو پاگل کردے گی، جیسے مجھے کر رہی ہے، آپ کو اسے بھولنا ہوگا۔'' فاطر سے کچھ لمحوں کے لیے بولا نہیں گیا تھا۔

''نہیں لگتا ہے میں اس کی وجہ سے شادی نہیں کر رہا۔'' فاطر کے پوچھنے پر وہ خاموشی سے آنسو بہاتی رہی تھی۔

''گدھی ہو تم، میں فخر سے پہلے شادی تو نہیں کرسکتا اور ابھی مجھے واپس آسٹریلیا جانا ہے، میں شادی کے بارے میں فی الحال سوچ بھی نہیں سکتا، بس اتنی سی بات ہے اور میں نے شادی سے منع تو نہیں کیا، میں نے ردا سے شادی کے لیے منع کیا ہے اور اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر روتے نہیں۔'' فاطر نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا اور اٹھ کر واپس لیپ ٹاپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

''تم اس سے ملتی نہیں؟'' اس کے سامنے دیکھنے پر فاطر نے پوچھا۔

''نہیں...... اور وہ بھی نہیں؟'' فاطر کی نظریں لیپ ٹاپ پر ہی تھیں۔

''یونی ورسٹی میں دو تین بار ملی تھی، پر میرا اس سے بات کرنے کو دل نہیں کرتا۔''

''بری بات ہے عفرا، تمہیں ملنا چاہیے۔''

''کیوں ملوں میں، ناراض ہوں میں اس سے۔'' عفرا ناراضی سے بولی۔

''تو پھر روتی کیوں ہو۔'' فاطر نے مسکرا کر پوچھا۔

"کیا آپ اس سے ناراض نہیں؟"

"نہیں۔" فاطر نے اسے دیکھ کر کہا اور لیپ ٹاپ بند کر دیا۔

"میں باہر جا رہا ہوں مما کو بتا دینا۔" وہ اپنے بیڈ کی سائڈ سے چابیاں اٹھا کر باہر نکل گیا، جبکہ وہ وہاں کھڑی کتنی دیر تک سامنے والے ٹیرس کو دیکھتی رہی۔

☆☆☆

" تو اجازت مل گئی ماما سے۔" اس کے ہیلو کہتے ہی دوسرے طرف سے زوہیب کی طنزیہ آواز سنائی دی، تو زہرہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی اور شاید دوسری طرف اسے خود ہی اپنے لہجے کا احساس ہوا تھا۔

"کیسی ہو تم۔"

"ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں۔"

"میں تو ٹھیک نہیں۔"

"کیوں کیا ہوا۔" وہ بے ساختہ بولی تو وہ ہنس پڑا۔

"سن کر بہت اچھا لگا کہ تمہیں میری فکر ہے۔"

اپنی بے ساختگی پر زہرہ نے فوراً ہونٹوں کو بھینچ لیا تھا۔

"کیا کر رہی تھیں؟"

"کچھ نہیں، ٹی وی دیکھ رہی تھی۔"

"یونی ورسٹی نہیں جا رہیں۔"

"نہیں۔"

"کیوں۔"

"ویسے ہی۔"

"ہوں میں دو تین بار تمہارے ڈیپارٹمنٹ گیا، تم نظر نہیں آئیں، تمہاری اکلوتی سہیلی سے پوچھا، اس نے تو مجھے دیکھ کر منہ پھیر لیا، آئی ایم سرپرائزڈ...... اتنا برا لگتا ہوں میں اسے۔"

"نہیں، اس نے آپ کو پہچانا نہیں ہوگا۔"

"وہ مجھے بہت اچھی طرح جانتی ہے۔" دوسری طرف جب اسے جتایا گیا تو وہ ایک بار پھر خاموش ہو گئی۔

"اب بولو تو۔" وہ طویل خاموشی سے بے زار ہو کر بولا۔

"کیا بولوں۔"

"بولنے کے لیے بہت کچھ ہوتا ہے زہرہ، کیا تم واقعی اتنا کم بولتی ہو یا مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتیں؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔" وہ پریشان ہو کر بولی۔

"تو کیسی بات ہے زہرہ، منگنی کو ایک ماہ ہونے کو آیا ہے، میں ہی فون کرتا ہوں، وہ بھی تم اٹینڈ نہیں کرتیں، میسج کا جواب نہیں آتا، پہلے مجھے لگا تم شرماتی ہو، لیکن شرم میں اور گریز میں فرق ہوتا ہے۔"

"بات کرتے کرتے اس کا لہجہ اونچا ہو گیا تھا۔ زہرہ کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے تھے۔

"بہت فرق ہے تم میں اور ثمرہ میں، اس سے بات کر کے اچھا لگتا ہے اور تمہاری طرح دبو بھی نہیں۔" زہرہ نے آنکھوں کو زور سے میچ کر آنسو صاف کیے، دوسری طرف ایک دم خاموشی چھا گئی۔

"تم رو رہی ہو۔" اب کے اس کا لہجہ نرم تھا۔

وہ چپ رہی۔

"سوری زہرہ، میں زیادہ ہی جذباتی ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ میں کچھ زیادہ ہی رومانٹک ہوں۔ میرا دل کرتا ہے میں ہر وقت تم سے باتیں کرتا رہوں، تم خود دیکھو، یہ جو منگنی کا عرصہ ہوتا ہے یہ انجوائے کرنا چاہیے، میں ہر روز اٹھتے ہی سوچتا ہوں، تم سے یہ کہوں گا، وہ کہوں گا، لیکن جب بھی فون کرتا ہوں چہ......" اس نے افسوس سے بات ادھوری چھوڑ دی۔ "خیر...... میں تم سے ملنا چاہتا ہوں اور پلیز منع مت کرنا۔" وہ منہ کھول کر نہیں کہنے والی تھی، جب اس نے ٹوک دیا۔

"اب یقیناً تم نے اس بات کے لیے بھی ماما کی اجازت لینی ہوگی، لیکن اس بار میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا، تمہیں آنا ہوگا اکیلے، آنے میں اگر پرابلم ہے تو ثمرہ کے ساتھ آجاؤ، میں اس سے بات کر لیتا ہوں، ٹھیک ہے نا۔" اپنی کہنے کے بعد اس کے لیے کچھ چھوڑا ہی کہاں تھا، اس نے ہوں کہنے کے بعد فون واپس رکھ دیا۔

☆☆☆

"ایسے کیوں بیٹھی ہو زہرہ۔" وہ سیڑھیوں پر بیٹھی یک ٹک سامنے لگے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔ جب صفورہ کی آواز پر چونک کر پلٹی۔

"کچھ نہیں ماما۔" وہ ہلکا سا مسکرا کر پھر سامنے دیکھنے لگی تو صفورہ بھی اس کے ساتھ سیڑھی پر بیٹھ گئیں۔

"اتنی شام کو لان میں نہیں بیٹھتے۔" ان کے کہنے پر بھی وہ خاموش رہی۔

"زہرہ کیا بات ہے۔" اب کے انہوں نے رخ اس کی طرف موڑ لیا۔ زہرہ نے گہرا سانس لے کر سر ان کی طرف گھمایا۔

"ماما آج زوہیب کا فون آیا تھا۔"

"اچھا تو اس میں پریشانی والی کیا بات ہے۔" وہ مسکرا کر بولیں۔

"مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ماما۔"

"کیا بات سمجھ میں نہیں آ رہی میری گڑیا کو۔" انہوں نے اس کا سر سہلایا تو اس نے سر ان کی گود میں رکھ دیا۔

"ماما میں لوگوں کو سمجھ نہیں پاتی یا لوگ مجھے نہیں سمجھتے۔" اس کا سر سہلاتا صفورہ کا ہاتھ رک گیا تھا۔

"مجھ سے کوئی خوش نہیں ہوتا، میں کسی کی خوشی کا باعث نہیں بن پاتی، مجھ میں کیا خرابی ہے ماما کہ کوئی مجھ سے محبت نہیں کرتا۔"

"کیا ہوا ہے زہرہ، زوہیب نے کچھ کہا ہے۔" صفورہ نے اس سے سنجیدگی سے پوچھا، لیکن وہ اپنی دھن میں تھی۔

"بچپن سے ایسا ہی ہوتا آ رہا ہے، ہمیشہ آپی کو مجھ سے زیادہ توجہ اور محبت ملی، لیکن اس کے باوجود وہ مجھ سے میری ہر خوشی چھیننے کی کوشش کرتی ہیں، ہر کوئی میرا مقابلہ ان سے کرتا ہے، کیا میری اپنی کوئی پہچان نہیں، کیا کوئی مجھے میری پہچان کی بنا پر میری عادتوں اور سیرت سے محبت نہیں کر سکتا، کیا آنے والی زندگی میں مجھے کمپرومائز کرنا پڑے گا، مجھے محبت نہیں ملے گی، عزت نہیں ملے گی، آگے بھی مجھے ڈر، ڈر کر جینا پڑے گا۔"

"ہوا کیا ہے زہرہ۔" صفورہ نے پریشانی سے اسے جھنجوڑ ڈالا تھا۔ زہرہ نے چونک کر انہیں دیکھا جو پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"بتاؤ مجھے، زوہیب نے کچھ کہا ہے یا ثمرہ نے کچھ کر دیا ہے۔" زہرہ نے بے ساختہ سر جھٹکا۔

"نہیں ماما۔" اس نے بے ساختہ ماتھا سہلایا۔

"زوہیب بار بار مجھے فون کرتے ہیں۔ مجھے سمجھ میں نہیں آتا، کیا بات کروں، یہی ڈر رہتا ہے، کوئی غلط بات نہ کہہ دوں جو انہیں بری لگ جائے اور وہ اس بات کو غلط رنگ دے رہے ہیں۔"

"اور ثمرہ کے بارے میں کیا کہہ رہی تھیں۔"

"کچھ نہیں ماما۔"

"مجھے بتاؤ زہرہ۔" وہ اب غصے سے بولیں۔

"میرے خیال میں آپی زوہیب سے باتیں کرتی ہیں تو انہیں بھی لگنے لگا ہے آپی مجھ سے بہتر ہیں۔" صفورہ کے ہونٹ بھینچ گئے تھے۔

"اب زوہیب! وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں، وہ بھی آپی کے ساتھ اور مجھے لگتا ہے آپی ملتی بھی ہیں۔" اب کے زہرہ نے ماں کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری تھیں۔ صفورہ نے گہرا سانس لیا۔

"تم پریشان نہ ہو، میں دیکھ لوں گی سب، تم زوہیب سے بات کر کے اسے کلیئر کر دو، غلط فہمی کو جتنی جلدی ختم کر دیا جائے اتنا ہی اچھا ہے اور ہاں۔" وہ اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھ گئیں۔

"جو محبت نصیب میں لکھی ہوئی ہو اسے کوئی نہیں چھین سکتا، جو تمہارا ہے وہ تمہارا ہی رہے گا اور جو تمہارا نہیں وہ تمہارا ہو کر بھی تمہیں نہیں مل سکے گا۔ اللہ پر یقین رکھو، وہ اچھوں کے ساتھ اچھا کرتا ہے اور یہ جو آزمائشیں زندگی میں آتی ہیں، یہ انسان کو کندن بنا دیتی ہیں، تمہیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں اور نہ تم کسی سے کم ہو، تم میری سب سے اچھی اور پیاری بیٹی ہو۔" انہوں نے کہہ کر اسے دوبارہ ساتھ لگا لیا

''آج زوہیب کا فون آیا تھا، وہ زہرہ سے ملنا چاہتا ہے، لیکن وہ چاہتا ہے میں بھی زہرہ کے ساتھ آؤں۔'' کھانا کھاتے ہوئے ثمرہ نے بڑے مطمئن انداز میں اطلاع دی تھی۔ اور صفورہ اسی وقت کا انتظار کر رہی تھیں، انہوں نے اپنا چمچہ پلیٹ میں رکھ کر اسے دیکھا۔

''زوہیب نے تمہیں فون کیوں کیا۔'' اب کے ثمرہ نے چونک کر دیکھا، وقار، صفورہ اور زہرہ تینوں اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

''یہ آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں، اس سے پوچھیں۔''

''تمہیں یاد ہے نا زوہیب، زہرہ کا منگیتر ہے؟''

''آپ کا مطلب کیا ہے؟'' اب کے ثمرہ نے ماتھے پر بل ڈال کر پوچھا۔

''میرا مطلب تم اچھی طرح جانتی ہو، کیوں تم زوہیب سے ملتی ہو، اس سے باتیں کرتی ہو۔'' وقار نے چونک کر صفورہ کو دیکھا۔

''مجھے کوئی شوق نہیں اس سے ملنے یا بات کرنے کا، وہ کرتا ہے مجھے فون، میں نے تو اس کی وجہ سے اس سے بات کی تھی۔'' اس نے زہرہ کی طرف اشارہ کیا۔

''ثمرہ! ڈائن بھی دس گھر چھوڑ دیتی ہے، تم اپنی ہی سگی بہن کے پیچھے پڑ گئی ہو۔'' ثمرہ نے غصے سے پلیٹ پیچھے کھسکائی۔

''کیا ہو گیا ہے، کیوں فضول بولتی جا رہی ہو۔'' وقار نے انہیں ٹوکا تھا۔

''آپ تو چپ ہی رہیں پاپا۔'' وہ ہاتھ اٹھا کر بدتمیزی سے بولی۔ ''تنگ آ گئی ہوں میں آپ لوگوں کی روز، روز کی چخ چخ سے، یہ مت کرو، وہ مت کرو، ہر وقت زہرہ آپ لوگوں کے ذہن پر سوار رہتی ہے، اس نیک بی بی کے کارنامے تو کسی کو دکھائی نہیں دیتے، کسی کو میری قربانی نظر نہیں آتی، میں بڑی ہوں، لیکن منگنی شدہ یہ ہے۔''

''قربانی؟ کون سی قربانی دی ہے تم نے، میں تو زہرہ کی منگنی بھی نہیں کرنا چاہتی تھی، تم نے مجھے فورس کیا تھا، مجھے تو پسند بھی فاطر تھا، تم نے وہیب کا کہا تھا، انوالو ہے زوہیب میں۔'' زہرہ کے سر پر دھماکا ہوا تھا، اس نے بے یقینی سے اپنی سگی بہن کو دیکھا۔

''تو کیا غلط کہا تھا، زوہیب نے اسے خود پرپوز کیا تھا، اس کی مرضی تھی تو وہ گھر تک آیا تھا اور یہاں تو آپ کو پاپا کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہوا اور جب میں نے عدیل کا کہا تھا آپ دونوں کیسے میرے خلاف ہو گئے تھے۔ اس کے گھر والوں سے ملنے سے انکار کر دیا۔ میں بہت کچھ کر سکتی تھی، آپ کی عزت کی دھجیاں اڑا سکتی تھی، لیکن دیکھیں خاموش ہو گئی، اسے قربانی کہتے ہیں۔'' تیز تیز بولتے اس کا سانس پھولنے لگا تھا، اس کا خوب صورت چہرہ نفرت سے عجیب سا ہو گیا تھا۔

''وہ کسی قابل ہوتا نا تو میں خوشی خوشی تمہاری خوشی پوری کر دیتی، لیکن وہ کسی کام کا نہیں۔''

''آپ کو اب الہام بھی ہونے لگے ہیں۔'' وہ طنزیہ انداز میں ہنس کر بولی۔

''الہام نہیں پتا کروایا ہے۔''

''واہ۔'' ثمرہ نے تالی بجائی۔

''کون ہے آپ کا ڈیٹیکٹو تم کیا جانتی ہو اس کے بارے میں۔'' اب یہ سوال وقار نے کیا تھا۔

''یہ کیا کم ہے کہ وہ آپ سب سے زیادہ مجھ سے سنیئر ہے۔''

''تمہیں لگتا ہے ماں باپ سے زیادہ بھی کوئی تم سے پیار کر سکتا ہے۔''

''ہاں مجھے لگتا ہے۔'' وقار نے افسوس سے ثمرہ کو دیکھا۔

''اس کا کریکٹر اچھا نہیں ثمرہ، وہ ایسے ہی لڑکیوں کو پھانستا ہے، تم سے پہلے وہ ایک شادی کر چکا ہے اور ایک لڑکی کو ویسے ہی تباہ کر چکا ہے۔''

''بکواس، آپ جھوٹ بول رہی ہیں، تا کہ میں عدیل سے بدظن ہو جاؤں، لیکن اپنی اس غلط فہمی کو دور کر لیں، خیر۔'' اس نے سر جھٹکا۔ ''مجھے اس

بارے میں بحث نہیں کرنی، مجھے صرف یہ بتائیں زہرہ کل میرے ساتھ جارہی ہے یا میں زوہیب کو منع کردوں۔" صفورہ نے دانت پہ دانت رکھ کر خود پہ ضبط کیا تھا۔ وقار نے ایک نظر صفورہ کو دیکھا اور دوسری نظر گم صم بیٹھی زہرہ پر ڈالی۔

"زہرہ جائے گی کل تمہارے ساتھ، لیکن بہتر ہوگا تم زوہیب سے زیادہ فری نہ ہو، کیونکہ آگے جاکر تمہاری بہن کو مسئلہ ہوسکتا ہے۔" زہرہ نے ابرو اچکا کر وقار کو دیکھا۔

"واہ پاپا...... آپ کو بھی زہرہ زہرہ کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ واہ بھئی زہرہ تمہارے چاہنے والے تو ہر جگہ نظر آنے لگے ہیں، گھر میں، گھر کے سامنے، گھر سے دور، واہ بھئی کیا قسمت ہے۔" وہ داد دیتے ہوئے کرسی دھکیل کر سیڑھیاں چڑھ گئی، جبکہ صفورہ نے بے بسی سے سر تھام لیا اور وقار بھی پریشانی سے سیڑھیوں کی طرف دیکھتے رہے جہاں ان کی لاڈلی بیٹی گئی تھی۔

☆☆☆

"پلیزنٹ سرپرائز۔" ان دونوں کو دیکھ کر وہ کھڑا ہوگیا تھا۔

"مجھے بالکل امید نہیں تھی تم آؤ گی۔" زوہیب کی پرشوق نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں جو اس کی طرف دیکھنے سے گریزاں تھی۔

"یہ کریڈٹ مجھے جاتا ہے۔" اس کے ساتھ کھڑی ثمرہ کو آخرکار بول کر اسے متوجہ کروانا پڑا۔

"تھینکس ٹو یو مائی ڈیئر سالی صاحبہ۔" وہ جھک کر بولا۔

"اب یہ مت بھولنا سالی آدھی گھر والی بھی ہوتی ہے۔"

"ارے آپ کے لیے تو پورا گھر حاضر ہے۔"

"دھیان سے کہیں، ایسا نہ ہو میں واقعی پورے گھر پر قبضہ کرلوں۔" وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنس پڑے، جبکہ زہرہ کو ان کے مذاق سے الجھن ہونے لگی تھی۔

"سالی صاحبہ آپ تو اتنا اچھا بولتی ہیں، یہ محترمہ اتنی گم صم کیوں رہتی ہیں۔"

"کیونکہ ان محترمہ کا دل اور دھیان کہیں اور رہتا ہے۔"

"کیا مطلب۔" زوہیب نے چونک کر پوچھا تو زہرہ نے بے ساختہ ثمرہ کو دیکھا۔

"کیوں زہرہ، بتادوں زوہیب کو۔" زہرہ ثمرہ کو دیکھنے لگی، پتا نہیں اب وہ کون سا بم چھوڑنے والی تھی۔

"کیا بات ہے۔" دوسری طرف زوہیب آنکھوں میں شک لیے زہرہ کو دیکھنے لگا۔

"کچھ نہیں، مذاق کررہی تھی، اب یہیں بیٹھے سوال کرتے رہو گے یا کچھ کھانے کا آرڈر بھی دو گے۔"

"ہوں۔" وہ سنجیدگی سے ایک نظر زہرہ کو دیکھ کر ویٹر کو بلانے لگا۔ "اچھا تو زوہیب یہ بتاؤ تم دونوں پہلی بار کب اور کیسے ملے۔" ویٹر کے سرو کرنے کے بعد ثمرہ نے پھر سوالنامہ شروع کردیا تھا۔

"زہرہ کا تو پتا نہیں، لیکن میں کافی عرصے سے محترمہ کو نظر میں رکھے ہوئے تھا۔ اس کی یہ بے نیازی ہی مجھے زیادہ اٹریکٹ کرتی تھی، لیکن اب محسوس ہوتا ہے یہ نیازی نہیں بے حسی ہے۔" زہرہ نے چونک کر زوہیب کو دیکھا۔ وہ بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ثمرہ نے مسکراتی نظروں سے دونوں کو دیکھا، آگ لگ چکی تھی، تھوڑا اور تیل ڈالنا تھا۔

"یہ تو ہمیشہ سے ایسی ہی ہے بورنگ، تمہیں نہیں اس میں کیا نظر آیا، میں تو حیران ہوئی جب تمہارے جیسے ہینڈسم لڑکے کا پرپوزل زہرہ کے لیے آیا۔ آئی ایم سوری، لیکن مجھے تمہارے ٹیسٹ پر افسوس ہورہا ہے۔" وہ سوپ پیتے ہوئے کافی بے لاگ تجزیہ کررہی تھی۔ زہرہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ کیسے اپنا دفاع کرے، اس کی زبان تالوے سے چپک گئی تھی اور آنکھیں اپنی بے عزتی پر بہنے کو تیار تھیں۔

"اب خیر ایسی بھی کوئی بات نہیں، زہرہ بہت خوب صورت ہے، جس نے بھی زہرہ کو دیکھا اس

نے میری پسند کو داد دی تھی۔" زوہیب نے مسکرا کر زہرہ کو دیکھتے ہوئے کہا تو ثمرہ کا مسکراتا چہرہ سنجیدہ ہوگیا تھا۔ اس کا موڈ کچھ بہتر ہوگیا تھا۔ زوہیب کی کسی بات پر وہ مسکرائی تھی، جب اسے عجیب سا احساس ہوا اسے لگا کوئی اسے دیکھ رہا ہے، اتنے غور سے کہ اسے اپنے چہرے پر تپش محسوس ہو رہی تھی، اس نے زوہیب کی طرف دیکھا، وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ "پھر کون۔" اس نے دھیرے سے دائیں طرف دیکھا، ایسا کوئی نہیں تھا۔ اس نے نظروں کو بائیں طرف گھمایا اور اسے لگا جیسے ساری دنیا گھوم گئی ہو۔ زوہیب کے پیچھے بائیں طرف والے ٹیبل پر فاطر بیٹھا تھا اور جس طرح وہ اسے گھور رہا تھا وہ اندازہ کر سکتی تھی اس کا چہرہ کیوں جل رہا ہے۔ اس کے لیے ایک نوالہ کھانا بھی مشکل ہوگیا تھا۔

"ایکسکیوز می...... میں آتی ہوں۔" وہ ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا۔" زوہیب اس کے یوں کھڑے ہونے پر حیران ہوا تھا۔

"مجھے واش روم جانا ہے۔" "او کے دس وے" اس نے بائیں طرف اشارہ کیا۔

"ارے جاؤ، رک کیوں گئی ہو۔" اسے ایسے ہی کھڑے دیکھ کر ثمرہ نے ٹوکا تو وہ طوعاً کرہاً اپنی جگہ سے ہلی۔ فاطر کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے واضح طور پر اپنی ٹانگوں میں لرزش محسوس کی تھی۔

"ارے زہرہ۔" فخر کی آواز پر وہ بے ساختہ مڑی تھی۔

"تم یہاں کہاں...... میں بھی کہوں یہ بلی اس ریسٹورنٹ میں آنے کے لیے اتنا زور کیوں دے رہی تھی۔" فخر اٹھ کر اس کے قریب آ گیا، اس نے مڑ کر ٹیبل کی طرف دیکھا، جہاں عفرا بیٹھی تھی۔ اس کے دیکھنے پر عفرا نے منہ دوسری طرف پھیر لیا، جبکہ فاطر کی پہلے ہی اس کی طرف پشت تھی۔

"واؤ کیا اتفاق ہے۔" ثمرہ کے سامنے دیکھ کر مسکرانے پر

"کیا۔"

زوہیب نے بھی مڑ کر دیکھا، جہاں زہرہ ایک لڑکے کے سامنے کھڑی تھی۔

"یہ کون ہے۔"

"یہ ہمارے پڑوسی ہیں، عفرا، زہرہ کی دوست کو تو تم جانتے ہو گے نا، یہ اس کے بھائی ہیں، زہرہ کا ان کے گھر بہت آنا جانا ہے، بلکہ کہنا چاہیے بہت محبت ہے۔ وہ جو بلیو ٹی شرٹ میں لڑکا بیٹھا ہے، اس کا پروپوزل بھی آیا تھا زہرہ کے لیے، دونوں شاید ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔" زوہیب نے غور سے اس لڑکے کو دیکھا جو ہونٹ بھینچے چاولوں میں چمچہ گھما رہا تھا۔

"تو پھر اس کا پروپوزل قبول کیوں نہیں کیا؟" زوہیب نے سنجیدگی سے ثمرہ کو دیکھا۔

"ایکچوئیلی ماما اور پاپا کو ایسی بے شرمی کی باتیں پسند نہیں نا اور پھر عفرا کے گھر والے بھی نہیں مانے، انہیں خوب صورت لڑکی چاہیے تھی، میرے جیسی آنٹی تو میرا ہی رشتہ لینا چاہتی تھیں، پر میں نے منع کر دیا۔ میرا لیول ذرا اونچا ہے۔" اس نے ایک ادا سے بال پیچھے کرتے ہوئے کہا۔

"اس لیے تمہیں کہہ رہی تھی، مجھے تمہارے انتخاب پر حیرانی ہو رہی تھی۔" زوہیب نے کوئی جواب نہیں دیا، اس نے دوبارہ مڑ کر دیکھا، زہرہ وہاں سے جا چکی تھی۔ کچھ دیر بعد ثمرہ نے فاطر کو بھی اٹھ کر واش روم کی طرف جاتے دیکھا، تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"تم کہاں جا رہی ہو۔" زوہیب نے چونک کر اسے اٹھتے دیکھا۔ "وہ بھی زہرہ کے پیچھے گیا ہے، مجھے انہیں رنگے ہاتھوں پکڑنا ہے۔" زوہیب تو دنگ رہ گیا تھا۔ زہرہ کا جو امیج اس کی نظر میں تھا اس کی دھجیاں اڑ رہی تھیں۔ وہ بھی اس کے پیچھے کھڑا ہوگیا۔ شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے غور سے اپنا چہرہ دیکھا، اسے بے حد رونا آ رہا تھا، عفرا کی اتنی نفرت، فاطر کی نظروں کی چبھن، یہ سب باتیں اس سے برداشت نہیں ہو پا رہی تھیں، اس نے گہرا سانس لے کر پانی کے

چھینٹے منہ پر مارے تو جلتی آنکھوں کو کچھ سکون ملا۔ وہ باہر نکلی تو وہ سامنے سے آ رہا تھا۔ بے ساختہ دونوں کی نظریں ملی تھیں، صرف ایک لمحے کے لیے اور دونوں ہی نظروں کا زاویہ بدل کر آگے بڑھ گئے، ابھی وہ کوریڈور سے نکلی تھی جب ثمرہ اور زوہیب اسے آتے دکھائی دیے۔ وہ حیران ہو کر انہیں دیکھنے لگی۔

"تم نے اتنی دیر کر دی تو ہمیں آنا پڑا۔" اس کے دیکھنے پر ثمرہ جلدی سے بولی۔

"لیکن مجھے تو صرف پانچ منٹ لگے ہوں گے۔" اس نے سنجیدگی سے ثمرہ کو دیکھا۔

"خیر چھوڑو ان باتوں کو، تم دونوں باہر چلو، میں آتی ہوں۔" ثمرہ ان دونوں کو جانے کا کہہ کر خود واش روم میں آ گئی، اس کا ارادہ آج فاطر سے بات کرنے کا تھا۔ ان دونوں کو ایک ساتھ آتا دیکھ کر عفرا نے غصے سے پانی کا گلاس منہ سے لگا لیا۔

"یہ زہرہ کو کیا ہوا ہے۔" اسے یوں جاتا دیکھ کر فخر کافی حیران ہوا تھا۔

"منگنی کروا کے دماغ خراب ہو گیا ہے۔" عفرا ایک ایک لفظ چبا کر بولی تو فخر نے غور سے اسے دیکھا۔

"اور تمہیں کیا ہوا، تم نے بھی اس سے بات نہیں کی اور اس کی منگنی پر بھی نہیں گئی تھیں اور اب وہ بھی ہمارے گھر نہیں آئی۔"

"یہ آپ مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔ وہ نہیں آئی، اس کی مرضی ہے۔" اب فخر کو واقعی کسی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔

"چلیں۔" فاطر نے آتے ہی کہا تھا۔

"یار ابھی تو آئس کریم کھانی تھی۔"

"پیک کروا لیتے ہیں یار، میرا موڈ نہیں۔"

"اور میرا ابھی دل نہیں چاہ رہا۔" عفرا نے فاطر کی شکل دیکھ کر کہا تو فخر نے گہری نظر سے دونوں کی سوچی ہوئی شکلوں کو دیکھا اور کھڑا ہو گیا۔ وہ پارکنگ کی طرف بڑھ رہے تھے، جب انہوں نے زہرہ اور زوہیب کو کار کے پاس کھڑے دیکھا۔ زوہیب کچھ بول رہا تھا، جبکہ زہرہ کا چہرہ رونے والا ہو رہا تھا۔

"لگتا ہے زہرہ کے ساتھ کوئی پرابلم ہے۔" فخر کو معاملہ عجیب لگا تھا۔

"وہ ان کا معاملہ ہے۔" فاطر کے کہنے پر فخر نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔

"ہوا کیا ہے تم دونوں کو۔" اب کے وہ غصے سے بولا۔

"تم بیٹھو، ہمیں دیر ہو رہی ہے۔" کہنے کے ساتھ فاطر نے تیزی سے بیٹھ کر کار اسٹارٹ کر دی۔

"ادھر کدھر جا رہے ہو۔" اب کے فخر کو فاطر پر واقعی غصہ آنے لگا تھا۔ ان دونوں کے قریب سے فاطر نے اتنی تیزی سے کار گزاری کہ اگر وہ دونوں تیزی سے پیچھے نہ ہٹتے تو یقیناً ایک آدھ زخمی ہو جاتا۔

"اندھے ہو گیا۔" اپنے پیچھے ان تینوں نے زوہیب کی غصیلی آواز سنی تھی۔

"فاطر تمہیں کیا ہوا ہے۔" فخر نے چہرہ موڑ کر اس کا سخت چہرہ دیکھا۔

"مجھے کیا ہونا ہے۔"

"تم دونوں مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو۔" اب کے فخر نے باری باری دونوں کا چہرہ دیکھا۔ عفرا نے کار کا شیشہ نیچے کر کے منہ پوری طرح باہر کر لیا، جبکہ فاطر نے فل والیوم میں گانے لگا دیے تھے۔ فخر اب غصے سے بول رہا تھا، جبکہ وہ دونوں گونگے اور بہرے ہو گئے تھے۔

"تمہیں کوئی اور پسند تھا زہرہ! تو تم مجھے بتا سکتی تھیں۔" کار کی طرف بڑھتے ہوئے وہ اپنے خیالوں میں گم تھی۔ جب اس نے زوہیب کی سنجیدہ آواز سنی، وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔

"یہ آپ سے کس نے کہا؟"

"تمہارا ایٹی ٹیوڈ بتاتا ہے۔"

"آپ مجھے غلط جج کر رہے ہیں، یہ بات آپ کتنی بار کہہ چکے ہیں، میں اس لیے نہیں بولی شاید آپ مذاق کر رہے ہیں، میں ہمیشہ سے ایسی ہی ہوں، یونی ورسٹی میں بھی میں ایسی تھی، اگر آپ کو یاد

ہوتی، آپ ہمیشہ مجھے کبھی آپی سے، کبھی اپنی کسی کزن سے کمپیئر کرتے ہیں، مجھے اچھا نہیں لگتا، مجھے جیسی نیچر اللہ نے دے کر پیدا کیا ہے، میں اسے بدل نہیں سکتی، کم گو ہوں، میری نیچر ہے، میں باتونی نہیں بن سکتی۔ سادگی میری نیچر میں ہے، میں فیشن ایبل نہیں بن سکتی۔ میں نے اچانک خود کو تبدیل نہیں کیا، آپ نے ایسے ہی دیکھ کر مجھے پسند کیا تھا۔'' وہ روہانسی ہو گئی تھی۔ اسے لگا اگر آج وہ نہ بولی تو کچھ غلط ہو جائے گا، لیکن شاید زوہیب مطمئن نہیں ہوا تھا۔

''لیکن ثمرہ کا کہنا ہے تم کسی اور کو پسند کرتی ہو، وہ لڑکا جسے دیکھ کر تم پریشان ہو گئی تھیں اور جو تمہارے پیچھے بھی گیا تھا۔ شاید تم سے بات کرنے اور اس نے تمہیں پرپوز بھی کیا تھا۔'' زہرہ نے گہرا سانس لیا۔ پتا نہیں ثمرہ کو اس سے کیا بیر تھا، اس کی زندگی تباہ کرنے پر تلی تھی۔

''ایسا کچھ نہیں، وہ میری دوست کے بھائی ہیں۔ انہوں نے مجھے پرپوز نہیں کیا۔ میری منگنی آپ سے ہو چکی ہے، اس کا مطلب ہے میں نے آپ کو پسند کیا ہے۔'' زوہیب طنزیہ انداز میں مسکرایا تھا۔

''یہ بات تم نے پہلے کہی ہوتی تو شاید میں خوشی سے پاگل ہو جاتا، لیکن اب میرا دل مطمئن نہیں ہو پا رہا۔''

''آپ کو میری بات پر یقین نہیں۔'' زوہیب نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

''وہ تمہاری سگی بہن ہے، وہ کیوں جھوٹ بولے گی، کچھ تو ہے جو وہ یہ سب کہہ رہی ہے۔'' زہرہ نے مایوس ہو کر سر گھمایا، اپنی طرف تیزی سے آتی گاڑی اسے دکھائی دی، لیکن وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص کو دیکھ کر اتنی حیران ہوئی کہ سوچنا بھول گئی۔ زوہیب نے بازو سے پکڑ کر اسے پیچھے کیا اور خود بھی تیزی سے ہٹا تھا۔ گاڑی زن سے گزری تھی۔

''اندھے ہو گیا۔'' اس نے زوہیب کو چیختے سنا، جبکہ اس کے حواس سن ہو گئے تھے۔ فاطر اسے مارنا چاہتا تھا یا زوہیب کو۔

''کہاں چلے گئے تھے تم دونوں، کب سے ڈھونڈ رہی ہوں۔'' اچانک ثمرہ نے آ کر کہا، جبکہ دونوں کچھ نہیں بولے۔ گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔ وہ تینوں اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔ ثمرہ کو افسوس ہو رہا تھا کہ وہ فاطر سے بات نہیں کر سکی۔ اب وہ سوچ رہی تھی کیسے وہ فاطر سے بات کرے۔

وہ کپڑے بدل کر باہر نکلی تو زہرہ ہاتھ مسلتی بیڈ پر بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر زہرہ تیزی سے اٹھی۔ ''آپ کو کیا پرابلم ہے مجھ سے آپی! کیوں میری زندگی برباد کرنے پر تلی ہیں۔''

''اب کیا ہو گیا۔'' شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر ثمرہ بےزاری سے بولی۔

''آپ نے کیوں کہا زوہیب سے کہ فاطر بھائی نے مجھے پرپوز کیا۔ میں پسند کرتی ہوں انہیں، یہ منگنی میری مرضی سے نہیں ہوئی۔''

''تو اس میں غلط کیا ہے ڈیئر۔''

''آپی پلیز...... میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں، بس کریں، میرا نہیں تو ماما، پاپا کا ہی سوچ لیں، انہیں تکلیف ہو گی۔'' ثمرہ نے مسکرا کر اس کے جڑے ہاتھوں کو دیکھا اور رخ موڑ لیا۔

''تمہیں تکلیف میں دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے زہرہ! جب جب تم فاطر کو دیکھتی ہو اور جو تکلیف تمہارے چہرے پر آتی ہے سچ مجھے بہت سکون ملتا ہے۔ مجھ سے کبھی یہ برداشت نہیں ہوتا کہ میرے سامنے کوئی تمہیں خوب صورت کہے، کوئی میری موجودگی میں تمہیں پسند کر لے، تم کیا سمجھتی ہو زوہیب سے منگنی ہو گئی، تم جیت گئیں، تم ہار گئی ہو زہرہ اور تمہاری ہار میں میری جیت ہے۔''

''اتنی نفرت کیوں آپی! میں آپ کی سگی بہن ہوں، مجھے نہیں یاد پڑتا میں نے کبھی جانے انجانے میں آپ کو تکلیف دی ہو، میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوں، میں جانتی ہوں آپ ہر لحاظ سے مجھ سے بہتر ہیں۔''

''جانتی ہو تو یہ بات فاطر کو کیوں نہیں سمجھائی، یاد رکھو زہرہ اگر فاطر نے مجھے قبول نہ کیا تو میں

تمہاری زندگی کو بھی جہنم بنادوں گی۔" ثمرہ کی آنکھوں میں ایسا پتا نہیں کیا تھا کہ زہرہ وہیں منجمد ہوکر رہ گئی۔ یہ بے بسی اور لاچاری کی انتہا تھی کہ اس کی آنکھ اب ڈراؤنے خواب سے کھلتی تھی اور جو آنکھ کھل جاتی تو پھر نیند نہیں آتی تھی۔ ثمرہ کا خوف اس کے حواسوں پر سوار ہوگیا تھا۔ وہ جانتی تھی۔ فاطر کا جواب کیا ہوگا اور اس کے بعد ثمرہ کا ری ایکشن کیا ہوگا، یہی سوچ سوچ کر اس کی راتوں کی نیندیں اور دن کا سکون ختم ہوکر رہ گیا تھا۔ اسے یہ بات صفورہ کو بتانی چاہیے تھی، اس کے دل کا بوجھ کچھ تو کم ہو۔ صبح اس کی آنکھ دیر سے کھلی تھی۔ منہ دھو کر جب وہ نیچے آئی صفورہ اور وقار کہیں جانے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔

"آپ کہیں جارہی ہیں ماما۔" وہ ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"ہم گوجرانوالہ جارہے ہیں۔ وقار کے دوست کی بیٹی کی شادی ہے۔"

"ماما اچانک، کل تو آپ نے ایسا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔" وہ پریشان ہوکر بولی۔

"تو بیٹا اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے، ہم رات تک واپس آجائیں گے۔" اب کہ وقار نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"زینت ہے اور ثمرہ بھی یہیں ہے۔" وہ کیا کہتی، خاموش ہوکر وقار کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"چلو صفورہ جلدی سے ریڈی ہوجاؤ، میں کار نکالتا ہوں۔"

"کیا بات ہے زہرہ، کوئی پریشانی ہے۔" صفورہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"نہیں ماما۔" وہ زبردستی سب ٹھیک ہے والی مسکراہٹ ہونٹوں پر لائی تھی۔

"وہ اچانک آپ کے جانے کا سنا تو تھوڑا سا پریشان ہوگئی۔"

"میرا کوئی موڈ نہیں تھا بیٹا، پھر تمہارے پاپا فورس کرنے لگے تو میں نے بھی سوچا صبح اتوار ہے، ہو ہی آتی ہوں، لیکن تم پریشان نہ ہو زینت یہیں رہے گی اور ثمرہ کو منع تو کیا ہے، لیکن آج اس کی کسی کی بھی برتھ ڈے ہے وہ جائے گی، لیکن میں اسے فون کردوں گی، وہ جلدی آجائے گی۔" ثمرہ گھر میں نہیں ہوگی، اس نے سکون کی سانس لیا تھا۔

"آپ اطمینان سے جائیں ماما، میں ٹھیک ہوں۔" وہ اب مسکرا کر بولی۔

"او کے بیٹا...... اللہ حافظ۔" وہ اس کا ماتھا چوم کر باہر نکل گئیں۔ صفورہ اور وقار کے جاتے ہی اس نے سارے باتھ روم سے تیزاب کی بوتلیں نکال کر باہر نالی میں بہادیں اور پھر مطمئن ہوکر کچن میں آگئی، آج اس کا ارادہ کوئی نئی ڈش ٹرائی کرنے کا تھا۔

پرفیوم کی خوش گوار مہک پر اس نے سر گھما کر سیڑھیوں کی طرف دیکھا، جہاں اپنی بھرپور تیاری کے ساتھ ثمرہ نیچے اتر رہی تھی۔

"میں جارہی ہوں، آتے ہوئے دیر ہوجائے گی۔" اس نے زہرہ کو اطلاع دی تھی۔

"ٹھیک ہے۔" ثمرہ نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا، جو کافی مطمئن تھی۔ حالانکہ اس کے خیال کے مطابق اسے پریشان ہونا چاہیے تھا۔

"تم کیا کروگی اتنی دیر۔" ثمرہ نے موبائل چیک کرتے ہوئے سرسری انداز میں پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں، ٹی وی دیکھوں گی اور پھر سوجاؤں گی، آپ کتنی دیر تک آئیں گی؟"

"پتا نہیں، میرا انتظار نہ کرنا، میں گیٹ کی دوسری چابی لے کر جارہی ہوں۔" وہ کہہ کر باہر نکل گئی تو زہرہ نے گہرا سانس لے کر سر موڑ لیا۔

"آنٹی کھانا لگادیں، پھر ہم دونوں اچھی سی چائے پیتے ہیں۔" اس نے کچن کی طرف ہانک لگا کر زینت سے کہا تھا۔ ٹی وی دیکھتے دیکھتے بھی اب وہ بور ہونے لگی تھی۔ زینت آنٹی کب کی وہیں کارپٹ پر میٹرس بچھا کر سوگئی تھیں، وہی پورے گھر میں بے چینی سے گھوم رہی تھی، بارہ بجنے والے تھے، نہ ثمرہ آئی تھی اور نہ ہی صفورہ اور وقار۔ اس نے پہلے ثمرہ کا نمبر ڈائل کیا۔ اس کا موبائل بند جارہا تھا۔ اس

نے جھنجلا کر صفورہ کا نمبر ٹرائی کیا۔ وہاں بیل جا رہی تھی، لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہی تھیں، پھر اس نے وقار کا نمبر ڈائل کیا، وہاں بھی بیل جا رہی تھی۔

"ذرا بھی خیال نہیں ان لوگوں کو میرا۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی پریشانی سے ٹہلنے لگی۔ دس منٹ بعد اس کے موبائل پر بیل بجی تھی۔ وقار کا نمبر تھا۔

"شکر ہے اللہ کا۔" اس نے کہتے ہوئے جلدی سے فون آن کیا۔

"ہیلو پاپا۔" وہ تیزی سے بولی۔

"ہیلو جی...... میں انسپکٹر نواز بات کر رہا ہوں۔"

"جی۔" وہ پریشان ہو کر بولی۔

"آپ کون بات کر رہی ہیں؟"

"میں...... یہ میرے پاپا کا فون ہے۔" وہ ہکلا کر بولی۔

"دیکھیے یہاں ہائی وے پر گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے، جس میں ایک عورت اور ایک آدمی تھے۔"

زہرہ کی سانس "تھے" میں ہی اٹک گئی تھی۔

"یہ فون اسی آدمی کی جیب سے نکلا ہے، آخری کال آپ کی تھی۔"

"وہ دونوں اب کہاں ہیں۔" وہ بمشکل بولی تھی۔

"یہاں قریبی اسپتال میں انہیں ایڈمٹ کروا دیا ہے۔" اس نے اسپتال کا نام بتایا۔

"آپ جلدی سے آ جائیں۔"

"جی۔" اس نے فون رکھا تھا اور زمین پر بیٹھ کر اونچی آواز میں رونے لگی، زینت ایک دم گھبرا کر اٹھی تھی۔

"بے بی! کیا ہوا بے بی۔" وہ حواس باختہ ہو کر اس کی طرف بڑھی۔

"آنٹی ماما، پاپا کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔"

"ہائے میرے ربا۔" زینت نے بے اختیار اپنے دل پہ ہاتھ رکھا تھا۔

"ہمیں جانا ہے آنٹی۔" وہ آنسو صاف کرتی تیزی سے کھڑی ہوئی۔

"کیسے جائیں گے بچے، ثمرہ بیٹی بھی گھر میں نہیں۔ زینت بھی پریشانی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگیں، وہ کانپتی انگلیوں سے ثمرہ کا نمبر ڈائل کرنے لگی، لیکن اس کا نمبر ابھی بھی بند تھا۔

"آنٹی! آپی کا نمبر بند ہے، اب کیا کروں۔" وہ رو رو کر بے حال ہو رہی تھی۔

"بیٹا یہ وقت ضائع کرنے کا نہیں، اس وقت ہمارے ساتھ کسی مرد کا ہونا بہت ضروری ہے، ایسا کرو سامنے سے کسی کو بلا لو۔" زہرہ رک کر زینت کو دیکھنے لگی۔ اور دوسری نظر گھڑی پر ڈالی ساڑھے بارہ ہو رہے تھے۔

"بیٹا کچھ مت سوچو، جلدی جاؤ۔" وہ بھی ایک لمحہ ضائع کیے بغیر باہر کی طرف بھاگی تھی۔ اس نے بیل پر ہاتھ رکھا، دور تک آواز سنائی دی تھی۔ دو منٹ بعد اس نے پھر بیل دی تھی۔ ساتھ ساتھ وہ اضطرابی انداز میں چکر بھی لگا رہی تھی، کچھ دیر بعد اسے ٹی وی لاؤنج کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔ اس نے تیزی سے نکلتے آنسو صاف کیے گیٹ کھولنے والا فاطر تھا۔ اس کو یوں آدھی رات کو آنسو سے تر چہرہ لیے دیکھ کر وہ پہلے حیران اور پھر پریشان ہو کر دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے۔" فاطر نے اس کے پیچھے کھلے گھر کے گیٹ کو دیکھ کر پوچھا۔

"وہ ماما، پاپا کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، وہ دونوں اسپتال میں ہیں، اگر سفیان انکل ہیں تو پلیز انہیں جگا دیں۔" وہ اس کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی، پر آنسوؤں پر جیسے اسے قابو نہیں رہا تھا۔

"گھر میں کوئی نہیں، سب اسلام آباد گئے ہیں۔ زہرہ کے آنسوؤں میں مزید تیزی آ گئی تھی۔ اس نے نظریں اٹھا کر اس کا چہرہ دیکھا، فاطر نے گہرا سانس لیا۔

"گھر لاک کر لو، میں کپڑے چینج کر کے آتا ہوں۔" وہ اس کی نظروں کی زبان سمجھ گیا تھا۔ وہ تیزی سے بھاگی تھی، زینت پہلے سے تیار بیٹھی تھی۔

"آنٹی آپی!" لاک کرتے ہوئے اس نے زینت سے پوچھا۔

''چھوڑو بیٹا، جس ذمہ داری کا اس نے ثبوت دیا ہے اس کے بعد اسے بتانے کا کوئی فائدہ ہے جوان جہان لڑکی رات کے ایک بجے تک گھر سے باہر ہے اوپر سے موبائل آف، حد ہوتی ہے۔'' زینت آنٹی کو پریشانی میں اور غصہ آ رہا تھا۔ فاطر نے گاڑی باہر نکال کر اپنا گیٹ لاک کیا۔

''آنٹی آپ آگے بیٹھ جائیں۔'' ان دونوں کو آتا دیکھ کر فاطر نے کہا تو زہرہ اس کی لمبی چوڑی پشت دیکھ کر رہ گئی۔

''بہت مہربانی بیٹا اور بڑی معذرت چاہتے ہیں اتنی رات کو تمہیں تکلیف دی، پر کیا کرتے، تم لوگوں کے علاوہ اور ان کا یہاں ہے بھی کون۔ اگر ابھی نہ جاتے تو اس بے چاری بچی نے رو رو کر خود کو ہلکان کر لینا تھا اور وہ بڑی اس کا تو کچھ پتا نہیں، آدھی رات کو کہاں ہے۔'' زینت آنٹی کو بولنے کا موقع ملا تھا، تو وہ بس شروع ہو گئی تھیں، جبکہ وہ پیچھے دعائیں پڑھنے کے ساتھ مسلسل ثمرہ کا نمبر بھی ملا رہی تھی۔ وہ مطلوبہ اسپتال پہنچے تو رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔ صفورہ اور وقار کو کافی چوٹیں آئی تھیں۔ ان کی حالت دیکھ کر اسے خود پر قابو نہیں رہا تھا۔

''بے بی یوں نہیں روتے، اللہ کا شکر ادا کرو اس نے دونوں کی زندگی رکھ لی۔'' زینت اسے ساتھ لگائے حوصلہ دینے لگیں، لیکن اس کو کسی پل قرار نہیں تھا۔ وہ دونوں اس وقت بے ہوش تھے۔

''آپ ان کے ساتھ ہیں۔'' نرس نے اس کے قریب آ کر پوچھا، تو اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

''وہاں ریسپشن پہ کچھ فارمیلیٹیز پوری کرنی ہیں اور بل پے کرنا ہے، تاکہ ان کو روم میں شفٹ کیا جا سکے۔'' نرس تو کہہ کر چلی گئی، لیکن وہ پریشان ہو کر زینت کا منہ دیکھنے لگی۔ گھر سے نکلتے وقت وہ اتنی پریشان تھی کہ اسے خیال ہی نہیں رہا کہ پیسوں کی ضرورت بھی پڑے گی۔

''پیسے نہیں لائیں؟'' زینت اس کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گئی۔

''ہوش آیا انکل آنٹی کو؟'' تب ہی فاطر اندر آیا تھا۔

''نہیں بیٹا! ابھی نہیں، وہ نرس کہہ کر گئی ہے کچھ پیسے ادا کرنے ہیں، لیکن بے بی پیسے لانا بھول گئی ہے۔'' زہرہ کو اس وقت بے حد شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔ وہ نظریں اٹھانے کے قابل نہیں رہی۔

''آپ پریشان نہ ہوں، میں سب کلیئر کر دوں گا، میں باہر ہی ہوں، کوئی چیز چاہیے ہو مجھے بتا دیجیے گا، ویسے میں نے فخر کو بھی فون کر دیا ہے، وہ بھی صبح پہنچ جائے گا۔''

''تمہاری بہت مہربانی بیٹا۔ تم تو ہمارے لیے مہربان فرشتہ بن کر آئے ہو، اللہ تمہیں ہمیشہ خوش اور آباد رکھے۔'' آنٹی کی دعاؤں کا سلسلہ طویل ہو گیا تو وہ رخ موڑ کر ماما، پاپا کو دیکھنے لگی۔ صبح کیسے ہنستے مسکراتے گئے تھے اور اب کیسے زخموں میں چور پڑے تھے۔ اس کے ہاتھوں میں پکڑا فون بجنے لگا۔ اس نے چونک کر اسکرین کی طرف دیکھا، انجان نمبر تھا۔

''ہیلو۔''

''میں لاہور ماڈل ٹاؤن تھانے سے بات کر رہا ہوں۔ ثمرہ وقار نامی لڑکی ہمارے پاس ہے۔ کیا آپ اسے جانتی ہیں۔'' زہرہ کو لگا ہسپتال کی چھت اس کے سر پر آ گری ہے، وہ ایک دم لڑکھڑائی تھی۔ کسی سہارے کے لیے اس نے ہاتھ بڑھایا۔ فاطر بات تو زینت سے کر رہا تھا پر اس کی نظریں اسی پر تھیں، اس نے زہرہ کے چہرے کے بدلتے رنگ اور پھر اسے لڑکھڑاتے دیکھا تو تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ زہرہ کو لگا وہ بہت زور سے گرے گی، لیکن کسی نے بڑی مضبوطی سے اسے تھام لیا تھا۔ اس نے زور سے آنکھیں بند کر کے کھولیں تاکہ نظروں کے سامنے کا اندھیرا چھٹ جائے، اندھیرا چھٹتے ہی فاطر کا چہرہ اتنے قریب سے نظر آیا کہ وہ بے اختیار مچل کر اس کے بازوؤں سے نکلی۔

''کیا ہوا بے بی۔'' زینت بھی حواس باختہ ہو کر اس کے قریب بیٹھ گئیں، لیکن وہ کچھ نہ

...ئے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رونے لگی۔
...ر نے اس کے ہاتھ سے فون لے کر کان سے ...یا۔ دوسری طرف سے جو اسے کہا گیا وہ اسے بھی ...شان کرنے کے لیے کافی تھا۔

"اوکے، میں آتا ہوں۔"

"کیا ہو گیا بیٹا۔"

"آنٹی! ثمرہ پولیس اسٹیشن میں ہے۔"

"اللہ۔" زینت دل تھام کر بیٹھ گئی، آج تو لگتا ...دموں کا دن تھا۔

"پر کیوں بیٹا۔" زہرہ کے دل کا سوال زینت ...یا تھا۔

"وہ اپنی دوستوں کے ساتھ ڈرگ لیتی ہوئی ...ی گئی ہے۔"

"توبہ توبہ۔" زینت نے باقاعدہ اپنے گال پیٹے۔

"یہ لڑکی تو اپنے ماں باپ کے لیے وبال ...۔" افسوس کرتے ہوئے انہوں نے زہرہ کو اپنے ...ے لگا لیا۔ جواب گھٹنوں میں سر دیے سسک رہی تھی۔

"بس...... بچی تو رو رو کر خود کو ہلکان کر رہی ...ہے۔ ماں باپ کی زندگی تندرستی کے لیے دعا کر۔" ...ر جو کوئی کسی کے لیے برا چاہتا ہے اللہ پھر اسے اسی ...ائی میں ملوث کر دیتا ہے۔ ثمرہ، زہرہ کو کتنا تنگ ...کرتی تھی یہ تو سب جانتے تھے۔

"آنٹی آپ اس کا دھیان رکھیں۔ میں نے ...فخر کو فون کر دیا ہے وہ بھی صبح تک پہنچ جائے گا۔ میں ...پولیس اسٹیشن جا رہا ہوں۔"

"جگ جگ جیو بیٹا۔" فاطر نے ایک نظر اس ...کے ہلتے وجود پر ڈالی اور تیزی سے مڑ گیا۔

☆☆☆

صفورہ اور وقار کو ہوش آ گیا تھا اور انہیں پرائیویٹ کمرے میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

"زہرہ اس طرح رو کر تم مجھے پریشان کر رہی ہو، دیکھو میں اور تمہارے پاپا اب ٹھیک ہیں۔" صفورہ نے اس کے بال سہلائے جو ان کے سینے پر سر رکھے کب سے سسک رہی تھی۔

"زہرہ!" وقار کی آواز پر اس نے سر اٹھایا۔

"جی پاپا۔" وہ کھڑی بھی ہو گئی تھی۔

"ہم ٹھیک ہیں، بیٹا اب رونا بند کرو، شاباش۔" زہرہ نے ہاتھوں سے اپنی آنکھوں اور گالوں کو صاف کیا تھا۔

"ثمرہ نظر نہیں آ رہی۔" وقار کے سوال پر اس نے بوکھلا کر زینت کو دیکھا۔

"وہ آنے والی ہے بھائی صاحب، دفتر ہوتا ہے نا اس کا وہاں اطلاع دینی بھی ضروری تھی۔"

"اچھا۔" وہ دوبارہ آنکھیں بند کر کے لیٹ گئے۔

"السلام علیکم۔" سلام کر کے اندر داخل ہونے والا فخر تھا۔ اس کے پیچھے ایک خوب صورت سی لیڈی ڈاکٹر بھی تھی۔

"کیسی ہیں آنٹی۔"

"ٹھیک ہوں بیٹا، تم یہاں کیسے۔"

"مجھے فاطر کا رات کو فون آیا تھا۔ ہم اسلام آباد میں تھے۔ اطلاع ملتے ہی میں سیدھا ادھر آ گیا۔" صفورہ نے ممنون نظروں سے اسے دیکھا۔

"بیٹا میں تمہارا اور فاطر کا احسان کیسے چکا سکوں گی، مجھے زینت نے بتایا کیسے آدھی رات کو وہ بچہ اپنی نیند خراب کر کے یہاں آیا، پر وہ مجھے نظر نہیں آیا۔" فخر نے بھی سوالیہ نظروں سے زہرہ کو دیکھا تو وہ نظریں چرا کر خواہ مخواہ وقار کی دوائیں دیکھنے لگی۔

"یہ کون ہے۔" صفورہ نے خاموش کھڑی اس لڑکی کے بارے میں پوچھا۔

"آنٹی یہ طوبیٰ ہے، میری کولیگ، میں نے اسے بتایا کہ میرے انکل، آنٹی اسپتال میں ہیں، تو یہ بھی آپ کی عیادت کے لیے آ گئی۔"

"شکریہ بیٹا آپ کا۔" صفورہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"پلیز آنٹی، مجھے شرمندہ مت کریں، فخر آپ سب کا خاص طور پر زہرہ کا بہت ذکر کرتے ہیں، تو میں نے سوچا آپ لوگوں کی عیادت کے ساتھ میں زہرہ سے بھی مل لوں گی۔" زہرہ نے حیرت سے فخر کو

دیکھا، جو اس کی حیرت دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔

"السلام علیکم!" کی آواز پر سب نے دروازے کی طرف دیکھا، جہاں سفیان، صائمہ اور عفرا کھڑے تھے۔

"آپ لوگوں نے تو ڈرا دیا بھابھی۔" سفیان نے ہاتھ میں پکڑی باسکٹ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اتنی رات کو سفر کرنے کی کیا ضرورت تھی صفورہ۔" صائمہ نے ان کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے زہرہ کی فکر تھی، وہ اکیلے میں ڈرتی ہے، اسی لیے رات کو نکل پڑے۔" جبکہ زہرہ ان کے بجائے عفرا کو دیکھ رہی تھی۔ عفرا جو اسے اگنور کر رہی تھی۔ اس کے لیے اب مشکل ہو رہا تھا۔ اس نے نظریں گھما کر زہرہ کو دیکھا جو آنکھوں میں آنسو لیے بڑی آس سے اسے دیکھ رہی تھی۔ عفرا کو صرف ایک لمحہ لگا تھا گلے لگنے میں وہ زہرہ کے گلے لگ گئی۔

"یہ تم دونوں کو کیا ہوا ہے، ایسے گلے لگ کر رو رہی ہو جیسے کب کی بچھڑی ہو۔" فخر نے مذاق کیا تھا، لیکن وہ دونوں تو جانتی تھیں، وہ کب کی بچھڑی ہیں۔

☆☆☆

"تھینکس کہ تم آ گئے۔ اتنی گندگی تھی وہاں، قے آ رہی تھی مجھے۔" گاڑی میں بیٹھتے ہی ثمرہ نے بالوں میں برش کرتے ہوئے بڑی ادا سے فاطر کو دیکھا۔

"مجھے امید نہیں تھی کہ تم آؤ گے۔" اسے مسلسل خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولی۔

"تم بات کیوں نہیں کر رہے۔" آخر اس سے رہا نہیں گیا تو وہ منہ بنا کر بولی۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے، تمہیں اپنے کرتوتوں پر کوئی شرمندگی نہیں۔"

"واٹ کرتوت۔" وہ ایک دم بھڑک کر بولی۔

"ان لوگوں کو غلط فہمی ہوئی تھی۔"

"یہ تو غلط فہمی تھی، لیکن آدھی رات کو تمہارا باہر رہنا یہ بھی غلط فہمی ہے، کیا شریف لڑکیوں کو زیب دیتا ہے کہ وہ ایک رات پولیس اسٹیشن میں گزاریں۔" اب کے ثمرہ کو زچ ہونے کا احساس ہوا تھا۔

"ایسا پہلی بار ہوا ہے، میں تو کبھی [illegible] نکلی ہی نہیں اور میری دوستیں ایسی ہیں، مجھے [illegible] نہیں تھا۔" وہ ایک دم بھولی بن کر بولی، لیکن [illegible] نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"یہ راستہ گھر کو تو نہیں جاتا۔" وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہم اسپتال جا رہے ہیں۔"

"کیوں۔" وہ تیزی سے بولی۔

"انکل، آنٹی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔"

"کب۔" وہ حیرت سے بولی۔

"جب تمہارا فون آف تھا۔" وہ طنز کرنا نہیں چاہتا تھا، پر اسے اس لڑکی کی بے حسی پر غصہ آ رہا تھا۔

"وہ اب ٹھیک ہیں۔"

"پتا نہیں، میں تمہیں لینے آ گیا تھا۔"

"یعنی اس کو میری فکر ہے۔" وہ دل میں مسکرائی، اپنے آگے اسے اپنے ماں، باپ کی خیریت کی بھی پروا نہیں تھی۔

"مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" ثمرہ نے چہرہ اس کی طرف گھما کر کہا۔

"زہرہ نے تم سے بات کی ہوگی؟"

"کون سی بات؟" وہ سیدھا دیکھتے ہوئے بولا۔ ثمرہ کو اس کی بے نیازی پر غصہ تو بہت آیا، پر اس وقت وہ غصہ نہیں کر سکتی تھی۔

"یہ ہی کہ میں تمہیں پسند کرتی ہوں اور تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔" فاطر کا پاؤں بے ساختہ بریک پر گیا تھا۔ وہ اچانک جھٹکے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس کا سر سیدھا ڈیش بورڈ سے ٹکرایا۔

"واٹ ربش۔" وہ سر پکڑ کر چیخی۔

"یہ ہی میں کہنے والا تھا واٹ ربش۔" اب کے فاطر نے ماتھے پر بل ڈال کر اسے دیکھا۔

"ربش...... یہ تمہیں ربش لگ رہا ہے، ایک لڑکی خود تمہیں پرپوز کر رہی ہے، وہ بھی اتنی خوب صورت لڑکی۔"

"تم سے کس نے کہا، تم خوب صورت ہو، خوب

صورت وہ ہوتا ہے جس کا باطن بھی خوب صورت ہو، جبکہ تم ایک بدتمیز خود پسند اور مطلبی لڑکی ہو، جس کو کم از کم میں تو بالکل پسند نہیں کر سکتا اور شادی نیور۔" کہہ کر اس نے کار اسٹارٹ کر دی، اب کی بار اس کی اسپیڈ بہت تیز تھی۔ وہ جلد از جلد اس سے نجات چاہتا تھا۔

"تو تمہارے نزدیک خوب صورت کون ہے۔" کچھ دیر بعد اس نے ثمرہ کی آواز سنی۔

"میں تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔"

"لیکن میں جانتی ہوں تمہارے نزدیک زہرہ خوب صورت ہے۔ مگر بڑے افسوس کا مقام ہے تمہارے لیے کہ اس نے تمہیں ریجیکٹ کر کے کسی اور کو پسند کر لیا۔" ثمرہ نے اسے اشتعال دلانے کے لیے طنزیہ انداز اختیار کیا تھا۔ وہ خاموش رہا تھا۔

"تم لوزر ہو۔" وہ دوبارہ بولی، لیکن اس بار بھی وہ ری ایکٹ کیے بغیر کار چلاتا رہا۔ اسپتال کے سامنے اس نے کار روکی۔

"آؤٹ۔" اس ایک لفظ میں اس کے لیے اتنی حقارت تھی کہ اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کر ڈالے، وہ بہت غصے میں کار سے اتری تھی۔ کاریڈور میں چلتے ہوئے اس نے زوہیب کا نمبر ڈائل کیا تھا۔

"ہیلو زوہیب، ثمرہ بات کر رہی ہوں۔"

☆☆☆

عفرا کی ناراضی ختم ہوئی تو اسے لگ رہا تھا جیسے سب ٹھیک ہو گیا، ثمرہ کا ڈر بھی جیسے کہیں جا سویا تھا۔ اپنی خوشی میں اس نے ثمرہ کا عجیب انداز نوٹ بھی نہیں کیا۔ صفورہ اور وقار کو ڈس چارج کر دیا گیا تھا۔ وہ ان کی چیزیں سمیٹ رہی تھی جب فخر اندر آیا۔

"وہ واش روم گئی ہیں۔"

"ٹھیک ہے، میں پارکنگ میں انتظار کر رہا ہوں، تم آنٹی کو لے آنا، سامان یہیں چھوڑ دو فاطر آ رہا ہے، وہ لے آئے گا۔"

"جی۔" وہ سر ہلا کر باقی چیزیں اکٹھی کرنے لگی۔ دروازہ بند ہونے پر اس نے سرسری نظر پیچھے ڈالی، جہاں ثمرہ بازو پیچھے موڑے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔

"آپی آپ گئی نہیں۔" وہ صفورہ کی چادر طے کرتے ہوئے اسے دیکھنے لگی۔

"جانے کی باری تمہاری ہے۔" چادر طے کرتا زہرہ کا ہاتھ وہیں رک گیا تھا۔ ثمرہ دو قدم چل کے آگے آ گئی تھی۔

"میں نے تم سے کہا تھا نا اگر تم نے مجھ سے جھوٹ بولا یا فاطر نے مجھ سے شادی کرنے سے انکار کیا تو میں تمہاری زندگی جہنم بنا دوں گی۔" اس کی آنکھوں میں اتنی نفرت تھی کہ زہرہ گھبرا کر پیچھے ہٹنے لگی۔

"آپی پلیز میری بات سنیں، اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔"

"قصور صرف تمہارا ہی ہے۔ فاطر کو لگتا ہے تم خوب صورت ہو۔" وہ اس کی طرف انگلی اٹھا کر بولی۔

"تم ساری عمر مجھ سے پیچھے رہیں اور اچانک سب کو لگنے لگا ہے تم خوب صورت ہو، زوہیب نے تمہیں پسند کیا، فاطر نے تمہیں پسند کیا، حالانکہ میں تم سے زیادہ خوب صورت ہوں، پھر کوئی مجھے چھوڑ کر تمہیں کیسے پسند کر سکتا ہے۔ ماما کی اچھی بیٹی صرف تم ہو اور میں، میں کچھ نہیں، پاپا کو مجھ سے پیار تھا، وہ بھی اب تم سے پیار کرنے لگے ہیں۔ تم میری ہار ہو اور ہارنا مجھے پسند نہیں، یہ جو تمہارا چہرہ ہے نا میں اسے اتنا بھیانک بنا دوں گی، سب تم سے نفرت کریں گے۔" وہ بازو آگے کرتے ہوئے بولی۔ اس کے ہاتھ میں تیزاب کی بوتل تھی۔ دہشت کے مارے زہرہ کی آنکھیں پھیل گئی تھیں۔

"آپی پلیز۔" اسے بڑھتا دیکھ کر وہ بری طرح چیخنے لگی تھی۔

"زہرہ۔" اس کی آواز سن کر صفورہ گھبرا کر واش روم سے نکلی تھیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" انہوں نے حیرت سے دونوں کو دیکھا۔

"ماما پلیز...... مجھے بچا لیں، آپی مجھے تیزاب سے جلانا چاہتی ہیں۔" حیرت کے مارے صفورہ کا

منہ کھل گیا تھا۔

''دماغ ٹھیک ہے تمہارا ثمرہ، پاگل تو نہیں ہوگئیں۔'' صفورہ جلدی سے آگے بڑھیں۔

''وہیں رک جائیں ماما، ورنہ میں آپ کا بھی لحاظ نہیں کروں گی۔'' اس نے بوتل کا ڈھکن کھولتے ہوئے کہا۔

''ثمرہ میری بیٹی! پاگل نہ بنو، ایسے بھی کوئی کرتا ہے، یہ تمہاری بہن ہے۔''

''نہیں ہے یہ میری بہن۔'' صفورہ بھاگنے کے انداز میں آگے آئیں تو ثمرہ نے بوتل کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ تیزاب اچھل کر باہر آیا تھا۔ صفورہ اپنی جگہ ساکت ہو کر رہ گئیں، جبکہ زہرہ بری طرح چیخنے لگی تھی۔ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا۔ فاطر نے حیرت سے اندر کے منظر کو دیکھا۔

''فاطر پکڑو اسے، اس کے ہاتھ میں ایسڈ ہے۔'' فاطر نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اسے بازوؤں سے مضبوطی سے تھام لیا۔

''چھوڑو مجھے، میں تمہیں بھی جلا دوں گی۔'' وہ اس کی گرفت سے خود کو چھڑانے کے لیے بری طرح مچلنے لگی۔ صفورہ نے تیزی سے آگے بڑھ کر زوردار تھپڑ ثمرہ کے منہ پر جڑ دیا۔ اس کو جیسے اسٹاپ لگ گیا تھا۔ صفورہ نے اس کے ہاتھ سے بوتل لینی چاہی، تب ہی وہ ایک بار پھر مچلی، تیزاب اچھل کر اس کی ٹانگ اور پاؤں پر بہتا چلا گیا۔ اس کے منہ سے دل خراش چیخ نکلی تھی اور فاطر نے بے ساختہ اسے چھوڑا تھا۔ وہ اب زمین پر گر کر بری طرح تڑپ رہی تھی۔ صفورہ بے تاب ہو کر اس کی طرف جھکیں، جبکہ فاطر گھبرا کر باہر ڈاکٹر کو بلانے بھاگا تھا۔ آنکھیں اور منہ کھولے زہرہ جیسے ساکت ہوگئی اور اگلے ہی پل وہ زمین پر ڈھیر ہوگئی تھی۔

☆☆☆

''ان دونوں نے مجھے میری بہن کے آگے منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔'' صائمہ نے ناراض نظروں سے سامنے بیٹھے فخر اور فاطر کو دیکھا۔

''یہ کوئی زبردستی والی بات تو نہیں صائمہ بچوں کی زندگی کا سوال ہے۔'' سفیان نے ٹھنڈے لہجے میں انہیں سمجھانے کی کوشش کی۔

''کیا آپ پوچھ سکتے ہیں انہوں نے ایسا کیوں کیا؟'' سفیان صاحب نے فخر کو بولنے کے لیے آنکھ سے اشارہ کیا۔

''ماما اس دن اسپتال میں...... میں نے آپ کو طوبیٰ سے ملوایا تھا نا، میں اس کو پسند کرتا ہوں۔''

''دیکھا دیکھا آپ نے۔'' صائمہ نے غصے سے سفیان کو دیکھا۔

''ریلیکس صائمہ۔'' سفیان نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا۔

''دیکھو صائمہ اس میں کوئی حرج نہیں، طوبیٰ سے میں ملا ہوں، وہ اچھی لڑکی ہے۔ ڈاکٹر ہے اور اچھی فیملی سے ہے اور کیا چاہیے تمہیں اور سب سے ضروری بات، تمہاری بھانجیوں کی بات طے ہوگئی ہے، پھر کیوں اپنے بیٹے کی خوشی خراب کرنا چاہتی ہو۔''

''میری بہن ناراض ہے مجھ سے۔''

''کتنی دیر ناراض رہے گی، مان جائے گی، بس اپنے بچوں کی فکر کرو، ہم کل ہی جائیں گے طوبیٰ کے گھر رشتہ لینے کے لیے...... کیوں فخر ٹھیک ہے۔'' انہوں نے مسکرا کر فخر سے پوچھا، جس نے انگوٹھے سے انہیں تھینک یو کیا تھا۔

''اب جب آپ باپ بیٹے فیصلہ کر چکے ہیں تو میری ہاں نا کی کیا ضرورت ہے۔''

''ماما آپ کی مرضی میرے لیے بہت اہم ہے۔'' فخر نے انہیں بازو کے گھیرے میں لیا تو وہ کچھ بول نہیں سکیں۔

''اب اس سے بھی پوچھ لیں یقیناً اس نے بھی کوئی پسند کر رکھی ہوگی۔'' انہوں نے فاطر کی طرف اشارہ کیا جو سر جھکائے کسی سوچ میں گم تھا۔

''فاطر بولو یار...... اچھا موقع ہے، چپ رہے تو پھر ماں کی پسند پر ساری عمر بھگتنا پڑے گی۔'' سفیان نے مذاق کیا تھا، وہ سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا۔

"فی الحال آپ فخر کے بارے میں سوچیں۔"
یہ کہہ کر وہ اٹھ گیا تھا۔

☆☆☆

جب وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو ذوہیب اور اس کی والدہ خاموش سر جھکائے بیٹھے تھے۔ وہ سلام کرتی ہوئی ان کے سامنے بیٹھ گئی۔ اس نے پریشان نظر اپنے ماں باپ کے اترے ہوئے چہروں پر ڈالی۔

"ہم نے بہت چاہت سے یہ رشتہ کیا تھا۔ ذوہیب کو لگتا تھا زہرہ جیسی لڑکی شاید ہی اس دنیا میں ہو، لیکن ہمیں معلوم نہیں تھا کہ آپ نے اپنی بیٹیوں کی ایسی پرورش کی ہے۔"

"ایک بیٹی آپ کی ڈرگ کیس میں حوالات رہ کر آئی ہے۔ دوسری کا کسی اور سے چکر ہے اور حد تو یہ کہ آپ لوگ اپنوں کو ہی تیزاب سے جھلسا دیتے ہیں، ہمیں تو آپ لوگ معاف رکھیں۔ ہم شریف لوگ ہیں۔" ذوہیب کی والدہ نے غصے سے ان دونوں کو دیکھا۔

"آپ لوگ غلط سمجھ رہے ہیں۔" زہرہ کو ہی ہمت کر کے بولنا پڑا۔

"ابھی بھی تم میں اتنی ہمت ہے زہرہ! کہ تم مجھے غلط کہو، میں خود گواہ ہوں تمہارے رویے کا۔ اگر واقعی تم اس منگنی سے خوش ہوتیں تو تم مجھ سے یوں کھنچی کھنچی نہ رہتیں اور تمہاری بہن کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی اور سب سے بڑی بات انسان تکلیف میں ہمیشہ اسے یاد کرتا ہے، جسے وہ کچھ سمجھتا ہے۔ انکل، آنٹی کے ایکسیڈنٹ کی خبر سن کر تم مجھے بھی فون کر سکتی تھیں، لیکن نہیں، تم سیدھی اس کے پاس دوڑی گئیں، کیوں؟ کچھ تھا نا جو تم اتنے مان سے اس کے پاس گئی تھیں، میں کچھ بھی برداشت کر سکتا ہوں، لیکن دل کی منافقت نہیں، میں یہ رشتہ ابھی اور اسی وقت ختم کر رہا ہوں۔" اس نے انگوٹھی ٹیبل پر رکھ دی۔ زہرہ نے پریشانی سے اپنے ماں، باپ کو دیکھا۔

"میری بات سنیں آنٹی۔" وہ ملتجی انداز میں ان کی طرف بڑھی۔

"رکو زہرہ۔" وقار نے اونچی آواز میں اسے پکارا۔

"کوئی ضرورت نہیں، کسی کو کوئی وضاحت دینے کی، تم کیا ہو، ہم بہت اچھی طرح جانتے ہیں اور جس شخص کو تم پر اعتبار ہی نہیں اس کے ساتھ ساری زندگی کیسے نبھاؤ گی، کتنی بار وضاحت دو گی۔ ہماری طرف سے بھی یہ رشتہ ختم، آپ لوگ جا سکتے ہیں۔"

دونوں ماں، بیٹوں نے چبھتی نظر اس پر ڈالی اور چلے گئے۔ صفورہ نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔

"ماما۔"

"روتے نہیں بیٹا، اس میں کوئی بہتری ہی ہو گی۔" صفورہ نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔

☆☆☆

"تمہارا دماغ ٹھیک ہے عفرا۔" صائمہ نے غصے سے اسے دیکھا۔

"مما! اس میں غلط کیا ہے۔"

"تمہیں تو کبھی غلط لگے گا نہیں، کیونکہ وہ تمہاری دوست ہے، لیکن تمہاری دوستی کے لیے میں فاطر کی زندگی خراب نہیں کر سکتی، اس کی منگنی ٹوٹی ہے، اللہ جانے کیا عیب دیکھے ہیں ان لوگوں نے جو اتنی چاہت سے کی ہوئی منگنی توڑ دی اور وہ اس کی بہن وہ تو دماغی مریض ہے، مجھ سے تو یہ امید بالکل نہیں رکھنا۔" عفرا نے شکایتی نظر خاموش بیٹھے فاطر پر ڈالی۔

"تم نے رشتہ نہیں کرنا تو نہ کرو صائمہ! اس بچی کے بارے میں غلط الفاظ استعمال نہ کرو، ہم بچپن سے اس بچی کو جانتے ہیں اور اس کے اچھے کردار کے گواہ ہیں ہم۔" سفیان کو ان کا انداز بہت برا لگا تھا۔

"جو بھی ہے، میں نے فاطر کے لیے ایک لڑکی دیکھ رکھی ہے۔"

"پاپا آپ اور مما کل زہرہ کی طرف جا رہے ہیں میرا پرپوزل لے کر۔"

"فاطر۔" صائمہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"اور مما مجھے ہر صورت میں ہاں چاہیے، آپ سمجھ رہی ہیں نا۔" وہ کہہ کر اٹھ گیا تھا، جبکہ وہاں بیٹھے سفیان، فخر، صائمہ تینوں حیران تھے، صرف عفرا تھی

جو مسکرا رہی تھی۔

☆☆☆

اس نے سنا تھا معجزے ہوتے ہیں، لیکن آج جب اس کے ساتھ معجزہ ہوا تھا تو وہ بے یقین تھی، وہ زہرہ وقار سے مسز زہرہ فاطر بن گئی تھی، لیکن بے یقینی سی بے یقینی تھی۔ عفرا اور اس کی ایک کزن اسے اسٹیج کی طرف لے کر جا رہے تھے۔ اس نے ذرا سی نظر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ وہ شان دار شخص جو اس کے لیے ہمیشہ ایک تمنا سا تھا۔ آج اس کا ہو چکا تھا۔ ابھی اسی لمحے میں محسوس ہوا کہ وہ اس سے بے انتہا محبت کرتی ہے۔ جسے خود سے چھپاتے چھپاتے وہ خود زخمی ہو گئی تھی۔ اس کے پہلو میں بیٹھتے ہی دل نے جو دھڑکنا شروع کیا تو اس کی آواز اسے اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی، وہ سرشار سی بیٹھی تھی۔ اپنے ساتھ ساری دنیا اسے خوش لگ رہی تھی، لیکن تھوڑی دیر بعد یہ خوشی ماند پڑنے لگی تھی۔ ان کے ساتھ فخر اور طوبیٰ کا بھی نکاح تھا، وہ دونوں کتنے خوش تھے، تھوڑی تھوڑی دیر بعد فخر بھائی ایک رومانٹک سا جملہ کہہ دیتے تھے اور طوبیٰ کی کھلکھلاتی ہنسی سنائی دیتی، لیکن اس کے ساتھ بیٹھی اس کی محبت شاید پتھر ہو چکی تھی۔ وہ اس سے بے نیاز تھا اور اگر محبت نہیں تھی تو نکاح کیوں کیا، کئی سوال اس کے دل میں تھے۔

☆☆☆

"کچھ چاہیے تھا آپی۔" اسے بیڈ سے اٹھتے دیکھ کر وہ رک گئی تھی۔

"ہاں وہ بس کتاب لینی تھی۔" ثمرہ نے سامنے شیلف کی طرف اشارہ کیا۔ زہرہ اس کی مطلوبہ کتاب دے کر اس کے پاس آ گئی اور اس کی ٹانگ دیکھنے لگی۔

"آج آپ نے کریم نہیں لگائی نا۔" وہ کریم کا ڈھکن کھول کر کریم اس کی ٹانگ پر ملنے لگی۔

"اب آپ کا زخم کافی بہتر ہو گیا ہے۔" اس نے کہنے کے ساتھ گردن اٹھا کر اسے دیکھا تو کریم لگاتا اس کا ہاتھ رک گیا۔

"آپی کیا ہوا؟ درد ہو رہا ہے۔" اسے روتا دیکھ کر وہ فوراً کھڑی ہوئی تھی۔ "نہیں" ثمرہ نے سر نفی میں ہلا کر اسے اپنے قریب بٹھا لیا۔

"میں اپنے رویے پر رو رہی ہوں زہرہ! میں نے تمہیں بہت دکھ دیے ہیں، میں حسد میں اتنی اندھی ہو گئی تھی کہ بھول گئی، تم میری اپنی بہن ہو، جو مجھ سے اتنا پیار کرتی ہے۔"

"پرانی باتیں چھوڑ دیں آپی۔"

"نہیں بھولتا کچھ بھی زہرہ، میں نے ماما، پاپا سے بھی اتنی بدتمیزی کی اور دیکھو ان کا دل دکھانے کی سزا۔" اس نے اپنی جھلسی ہوئی ٹانگ کی طرف اشارہ کیا۔

"ماما، پاپا آپ سے بہت پیار کرتے ہیں آپی اور انہوں نے کبھی آپ کو بددعا نہیں دی۔"

"جانتی ہوں، لیکن اللہ کو تو دل دکھانا پسند نہیں۔" وہ گہرا سانس لے کر بولی۔

"تم مجھے معاف کر دینا زہرہ۔"

"آپی پلیز! ایسی باتیں نہ کریں، میں آپ سے بالکل بھی ناراض نہیں۔"

"پتا ہے زہرہ تم واقعی بہت خوب صورت ہو، اسی لیے تو تمہیں فاطر جیسا شریک حیات ملا۔" وہ مسکرا کر ثمرہ کو دیکھ رہی تھی۔ فوراً سر جھکا گئی آنسو چھپانے کے لیے۔

"آپی آپ زیادہ خوب صورت ہیں، اسی لیے تو فاطر کے دوست کی ممی نے آپ کو پسند کر لیا ہے۔ فاطر آئے تھے ماما، پاپا سے بات کرنے، میں نے دیکھی ہے تصویر بڑے ہینڈسم ہیں بابر بھائی، آرمی میں ہیں۔" ثمرہ مسکراتے مسکراتے چپ ہو گئی۔

"کیا ہوا آپی...... آپ کو پسند نہیں آیا۔"

"کیا انہیں میرے اس زخم کا پتا ہے، کیا انہیں پتا ہے میری ٹانگ اتنی بھدی نظر آتی ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں آپی، ہم نے کچھ نہیں چھپایا اور فاطر نے انہیں پوری تسلی دی ہے۔"

"میں پھر کہوں گی زہرہ تم بہت لکی ہو، جس طرح کی تم ہو اسی طرح کا فاطر ہے، اسی لیے کہتے ہیں جوڑے آسمانوں پر بنتے ہیں، میں نے تم دونوں

الگ کرنے کی کتنی کوشش کی، لیکن دیکھو اللہ کو تم دونوں کا ساتھ منظور تھا۔"

"آپ اب آرام کریں آپی، پرسوں وہ لوگ آپ کو دیکھنے آرہے ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ تھپتھپا کر کھڑی ہوگئی۔

☆☆☆

"تمہیں کیا ہوا ہے، منہ پر بارہ کیوں بج رہے ہیں۔" وہ یک ٹک سامنے دیکھ رہی تھی، جب عفرا نے پیچھے سے آکر کہا۔

"نہیں تو۔"

"نہیں تو کیا میں کب سے تمہیں دیکھ رہی ہوں، چپ چپ ہو جب آئی تھیں تب تو ٹھیک تھیں، کیا کچھ کہا ہے آپی نے۔"

"نہیں آپی تو اب بہت بدل گئی ہیں۔"

"تو مما نے کچھ کہا ہے۔" عفرا نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"تو پھر کیا ہے۔" اس کی نفی میں سر ہلانے پر عفرا اب جھنجلا کر بولی تو زہرہ نے دوبارہ گلاس ڈور کے پار دیکھا، جہاں فاطر، طوبی سے بات کرنے کے بعد قہقہہ لگا کر ہنس رہا تھا۔ عفرا نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔

"او تو سیاں جی کو دیکھا جا رہا ہے۔" زہرہ کی آنکھوں میں رکے آنسو بہہ نکلے۔

"کیا بات ہے زہرہ۔" عفرا نے اب سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"عفرا اگر تمہارے بھائی کو میں پسند نہیں تھی تو انہوں نے کیوں مجھ سے نکاح کیا۔"

"بھائی نے کچھ کہا ہے۔" عفرا نے پریشانی سے اس کی شکل دیکھی۔

"کچھ کہتے نہیں، یہ ہی تو پریشانی ہے، مجھے دیکھتے ہی وہ منہ پھیر لیتے ہیں، سب سے ہنس کر بات کرتے ہیں، سوائے میرے، فخر بھائی اور طوبی بھابی کو دیکھو کتنے خوش ہیں، کیسے فرینکلی ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں شادی کی شاپنگ اکٹھے کر رہے ہیں۔ ہم بھی شادی کی شاپنگ کرنے آئے ہیں، لیکن دیکھو کیسے میں یہاں اکیلی اور وہ وہاں سب کے ساتھ دانت نکالتے ہوئے۔" آخر میں روتے روتے وہ دانت پیس کر بولی تو پریشانی میں بھی عفرا کو ہنسی آگئی۔

"ہاں ہنسو، تمہیں تو ہنسی آئے گی اپنے بھائی کی بہن جو ہو۔"

"او لڑکی بھائی سے زیادہ میں تمہاری دوست ہوں۔"

"تم نے کیا زبردستی انہیں مجھ سے نکاح کرنے پر مجبور کیا تھا۔" زہرہ نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔

"توبہ کرو بھائی کو جانتی ہو نا، کون انہیں مجبور کر سکتا ہے۔ میں پوچھوں بھائی سے۔"

"پاگل ہوئی ہو۔" زہرہ نے ایک دم گھبرا کر اس کا بازو تھاما۔

"مجھے کچھ نہیں پوچھنا، تم چلو میرے ساتھ۔ آپی کی منگنی کے لیے ڈریس پسند کرنا ہے۔"

"زہرہ کچھ کھاؤ گی۔" وہ طوبی کو گھر چھوڑ کر واپس جا رہے تھے۔ جب فخر نے اس سے پوچھا۔

"نہیں بھائی، مجھے بھوک نہیں۔" اس کے کہنے کی دیر تھی، فاطر نے گاڑی برگر شاپ پر روک دی، زہرہ نے شکایتی نظروں سے عفرا کو دیکھا۔

"دیکھا۔" اس نے نظروں سے کہا۔ فاطر کے اترتے ہی عفرا بھی اتر گئی تھی۔

"بھائی۔"

"ہاں۔" وہ مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"ان کو کیا ہوا۔" فخر نے حیرت سے اپنے بہن، بھائی کو دیکھا۔

"میں آتا ہوں زہرہ۔" وہ بھی باہر نکل گیا، جبکہ زہرہ روہانسی ہو کر رہ گئی، یقیناً عفرا ایڈمیز سب اگل دے گی، وہ پریشانی سے انگلیاں مسلنے لگی۔

"آپ کے ساتھ پرابلم کیا ہے، کیوں آپ زہرہ کے ساتھ ایسے بی ہیو کر رہے ہیں۔"

"میں نے کیا کیا ہے۔" وہ کندھے اچکا کر پوچھنے لگا۔ فخر بھی قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

"زہرہ کے ساتھ نکاح آپ نے اپنی مرضی سے کیا ہے، پھر آپ ایسے کیوں بی ہیو کر رہے ہیں، جیسے آپ نے مجبوری میں نکاح کیا ہو۔"

"ٹھیک کہہ رہی ہے عفرا، فاطر تم اتنا روڈلی بی ہیو کر رہے ہو اس سے، وہ پہلے ہی تم سے ڈرتی ہے۔" وہ سر جھٹک کر بولا۔

"وہ مظلوم نہیں، معصوم ہے۔"

"ہاں اتنی معصوم ہے کہ میرے پروپوزل کے باوجود اس نے کسی اور سے منگنی کر لی۔"

"بھائی۔" عفرا نے ماتھا پیٹ لیا۔

"میں بتا چکی ہوں آپ کو کہ کس طرح اسے ٹارچر کیا تھا ثمرہ آپی نے، وہ آپ کو پسند کرتی تھی کرتی ہے اور اب آپ کی بیوی ہے تو مرتے دم تک آپ سے محبت کرتی رہے گی۔"

"مجھے ابھی بدلہ لینا ہے، کیونکہ اس نے میری محبت کی انسلٹ کی ہے۔" اب کی بار وہ دھیما بولا تھا۔

"فاطر غلط کر رہے ہو، تمہاری طرف سے جو محبت تھی وہ اس سے ناواقف تھی، کون سا اس نے تم سے کمٹمنٹ کی تھی، قسمیں وعدے کھائے تھے۔ جس سے وہ مکر گئی تھی اور جس بات کو تم نے انا کا مسئلہ بنا لیا ہے، اپنے آپ کو ٹھیک کرو، یہ نہ ہو غلط فہمی اتنی بڑھ جائے کہ تمہاری محبت اسے ختم نہ کر سکے۔" فخر نے بڑی سنجیدگی سے فاطر سے کہا اور عفرا کا بازو پکڑ کر واپس مڑ گیا۔ فاطر نے ایک نظر گاڑی میں بیٹھی زہرہ پر ڈالی اور سر جھٹکتا گاڑی کی طرف مڑ گیا۔

☆☆☆

"آج میں بہت خوش ہوں وقار، میرے دونوں فرض پورے ہو گئے، میری دونوں بیٹیوں کو چاہنے والے لوگ ملے ہیں۔ مجھے لگتا ہے میں نے ماں ہونے کا فرض ادا کر دیا، کیا اماں نے مجھے معاف کر دیا ہو گا۔"

"صفورہ تم ایک اچھی بیٹی اور بہترین ماں ہو اور ایک بہترین بیوی ہو، تمہاری اماں تم سے نہیں مجھ سے ناراض تھیں، آج انہوں نے مجھے بھی معاف کر دیا ہوگا۔" وقار کے کہنے پر صفورہ نے [illegible] کے کندھے پر رکھ دیا۔

ثمرہ کی منگنی پر وہ کتنے دل سے تیار ہوئی تھی، کیونکہ فاطر نے بھی آنا تھا، لیکن وہ آیا ضرور مگر سب سے ہنسی مذاق کیا، سوائے اس کے، وہ دل مسوس کر رہ گئی۔ سب کے جانے کے بعد وہ تھکی تھکی سی کمرے میں آ گئی۔ اس نے شیشے کے آگے کھڑے ہو کر خود کو دیکھا۔ سفید اور سلور کرتا شرارہ میں وہ کتنی پیاری لگ رہی تھی، لیکن وہ جس کے لیے تیار ہوئی تھی اس نے تو شاید دیکھا بھی نہیں تھا۔ وہ منہ بنا کر ٹیرس پر آ گئی، اس کے کمرے کی لائٹ جل رہی تھی۔ وہ سامنے دیکھ رہی تھی، جب وہ اچانک ٹیرس پر آ گیا۔ وہ ہڑبڑا کر رہ گئی، سمجھ میں نہیں آیا کیا کرے۔

"نہیں یہ کیا۔" وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی، وہ اسے گیٹ پر آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح یونہی کھڑی رہی، یہاں تک کہ وہ اپنا گیٹ کھول کر ان کے گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا شرارہ پکڑ کر دبے پاؤں سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی۔ ثمرہ کے کمرے سے کھلکھلانے کی آواز آ رہی تھی، یقیناً بابر بھائی کا فون تھا۔ وہ اسی انداز میں سیڑھیاں اترنے لگی۔ گیٹ تک پہنچتے پہنچتے اس کا سانس پھول گیا تھا۔ اس نے تیزی سے گیٹ کھول دیا۔ وہ ایک نظر اسے دیکھ کر اندر آ گیا۔ زہرہ نے تھوک نگل کر اپنے خشک حلق کو تر کیا۔

"بولو، کیا شکایتیں ہیں، تمہیں مجھ سے۔" وہ اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا۔

"مجھے کچھ بھی نہیں۔" وہ ہکلا کر بولی۔

"پھر تمہارے منہ پر بارہ کیوں بجے رہتے ہیں۔"

"تو کیا کرنا چاہیے مجھے۔" وہ جذباتی ہو کر بولی۔ "بارہ آپ کے منہ پر بجے رہتے ہیں، اگر میں آپ کو اتنی بری لگتی تھی تو پھر کیوں نکاح کیا مجھ سے۔" وہ کہتے کہتے رو پڑی تھی۔

"ہر وقت میری آزمائش کیوں ہوتی ہے، وہ

کسی کو میں ہی فالتو نظر آتی ہوں، جس کا دل کرتا ہے، مجھ سے ناراض ہو جاتا ہے۔ ہر وقت میں ہی ہر ایک کو مناتی رہوں۔" وہ سر جھکائے روتی جارہی تھی۔

"مجھے کب منایا تم نے۔" اس نے روتے روتے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو دونوں بازو سینے پر لپیٹے مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا۔

"ایک بار منا کر تو دیکھو۔" وہ بالکل اس کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔" اس کے بدلتے تیور پر وہ ایک دم گھبرا کر پیچھے ہٹی تھی۔

"نہیں۔" وہ ایک دم پلٹی ،لیکن اس سے پہلے فاطر نے اس کا بازو پکڑ کر اسے واپس کھینچ لیا۔

"نہیں کیا، بات پوری کر کے جاؤ۔ مناؤ مجھے رومانٹک انداز میں، یقین کرو میں بڑی جلدی مان جاتا ہوں۔" اس نے بازوؤں کا دائرہ بنا کر اسے دائرے میں قید کر لیا۔ زہرہ نے گھبرا کر لاؤنج کے دروازے کی طرف دیکھا۔

"ماما، پاپا ابھی سوئے نہیں۔" اس نے فاطر کو دیکھ کر کہا۔

"چلو ٹھیک ہے، میں ان کے سونے کا ویٹ کر لیتا ہوں، تب تک تم یوں ہی میرے قریب کھڑی رہو۔" وہ ایک منٹ یوں ہی سانس روک کر کھڑی رہی، پھر سر اٹھا کر دیکھا۔

"اب میں جاؤں۔"

"کیوں، اب کیا ہوا ہے، میں تو ابھی بھی ناراض ہوں، تم نے مجھے منایا ہی نہیں۔" صاف پتا چل رہا تھا، وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔

"ابھی میں جاؤں، بعد میں آپ کو منالوں گی۔" اب کے وہ مسکراہٹ روک کر بولی۔

"کب؟"

"بعد میں۔"

"بعد میں کب۔" وہ اس کے سر سے سر ٹکرا کر بولا۔

"جب منانے کا وقت آئے گا۔" کہنے کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے جھک کر اس کے بازوؤں کے دائرے سے نکلی تھی۔

"وہ وقت جلد آنے والا ہے۔" فاطر کے کہنے پر وہ مسکرا کر پیچھے ہٹی۔ "اب تو آپ مجھ سے ناراض نہیں۔" اس نے جھکی آنکھوں سے اپنا وہم دور کرنا چاہا۔ "نہیں، میں ناراض نہیں، تھوڑا ہرٹ ہوا تھا، کیونکہ تمہیں چاہنے لگا تھا، بالکل اچانک اور مجھے لگتا تھا تمہیں پانا بھی بہت آسان ہے، لیکن جب تم نے انکار کر دیا، سچ کہوں مجھے بہت برا لگا تھا اور زوہیب کے ساتھ تمہیں دیکھنا میرے لیے اس سے زیادہ مشکل تھا۔ لیکن اب سب ٹھیک ہے۔"

"تو پھر آپ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتے؟" وہ شکایتی انداز میں بولی۔

"تنگ کر رہا تھا، سوچا تھا شادی والے دن سارے شکوے شکایتیں دور کر لیں گے، لیکن تم عفرا کو بیچ میں لے آئیں۔ اس نے میری جان عذاب میں ڈال رکھی تھی، میری دوست پریشان ہے۔ اب کوئی اسے یہ بتائے اس کی دوست میری بیوی، میری جان ہے۔" زہرہ نے بے ساختہ اسے دیکھا۔ وہ شاندار شخص جس کی تمنا کی تھی دل نے، وہ کتنا چاہتا تھا اسے۔ وہ شرما کر سر جھکا گئی۔

"اب آپ جائیں۔"

"جو حکم۔" وہ مڑا، پھر دوبارہ اس کی طرف مڑا۔

"تم بھی چلو میرے ساتھ۔"

"فاطر پلیز' زیادہ پھیلیں مت، جائیں۔" وہ شاید پہلی بار کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

"جا رہا ہوں، نیند نہ آئے تو ٹیرس پر آجانا، میں بھی آجاؤں گا۔"

"مجھے ابھی نیند آرہی ہے، میں سوؤں گی۔"

"اچھا سنو۔"

"فاطر پلیز۔" اب کے اس نے اسے زبردستی باہر دھکیلا اور ہنستی ہوئی اندر بڑھ گی۔ اسے یقین تھا کہ اب زندگی میں سچی خوشیاں آنے والی ہیں، کیونکہ وہ تمنا سا شخص شریک زندگی بن گیا تھا۔